Scanned with CamScanner

الرِیاض النضرہ

فی

مناقب العشرہ

جلد دوم

امام شیخ مشائخ الفقہ والحدیث

ابی جعفر احمد الشہیر بالمحب الطبری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

فنافی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(ناشر)

چشتی کتبخانہ ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

نام کتاب	الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ (دوم)
مصنف	امام محب طبری رح
مترجم	علامہ صائم چشتی رح
پہلی بار	۲۰۰۳ء
تعداد	ایک ہزار
کتابت	اللہ دتہ جمیل رقم
طابع	محمد شفیق مجاہد
سائز	۲۳×۳۶/۱۶
ھدیہ	۱۵۰/- روپے

چشتی کتب خانہ اینڈ کیسٹ سنٹر

انتساب

اصحاب رسول ﷺ کے عشاق
کے نام

صائم چشتی

رسولِ پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو
زمیں کے چاند ستاروں سے پیار کرتے رہو

حضرت علامہ صائم چشتی ؒ

فہرست مضامین

فصل

دسویں فصل

گیارہویں فصل

موئف کا تعارف

از مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب ہذا کے موئف حضرت علامہ محب الدین طبری مشاہیر عالم شخصیات میں سے ایک نابغۂ روزگار شخصیت کے مالک ہیں، آپ ایک بلند پایہ محدث، صاحب طرز ادیب، ذہین و فطین فقیہ، لائق ترین مدرس، یکتائے زمانہ عالم دین، منفرد محقق اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔

آپ نے دین کے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی مختصر فہرست آپ اس مضمون کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

نام اور کنیت وغیرہ

آپ کا نام احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم آپ کی کنیت ابوالعباس اور شہرت محب الدین کے نام سے ہے، آپ کا وطن مالوف طبرستان تھا آباؤ اجداد حجاز میں آگئے اور مکہ میں سکونت اختیار اس لئے محب الدین طبری المکی کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء کو مکہ معظمہ پیدا ہوئے اور ۶۹۴ھ مطابق

۱۲۹۵ھ کو مکہ معظمہ میں ہی واصل الی اللہ ہوئے "

لے مراۃ الجنان الیافعی ج ۴ ص ۲۲۴،

مختصر دول الاسلام الیافعی ج ۲ ص ۳ ۱۵ ،

شذرات الذھب ابن العماد ج ۵ ص ۴۲۵،

نجوم الزھراہ جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی ج ۸ ص ۷۴،

المنہل الصافی یوسف بن تغری بردی الاتابکی ج ۱ ص ۳۲۰

،تاریخ الاسلام الذھبی ج ۲ ص ۱۶۳،

تذکرۃ الحفاظ الذھبی ج ۴ ص ۲۵۵،

طبقات الشافعیہ تاج الدین سبکی ج ۵ ص ۸.

فہرس المولفین بالظاھریہ الوافی ج ۶ ص ۶۷

معجم المولفین عمر رضا ج ۱ ص ۲۲۸ کشف الظنون حاجی خلیفہ ج ۱ ص ۹۳۷

یہ کتاب

اس کتاب کے حوالے سے کشف الظنون میں آپ کا تعارف اس طرح بیان کیا گیا ہے،

"الرّیاض النضرہ فی فضائل العشرہ" کے موئلف محب الدین ابی جعفر احمد بن محمد طبری مکی شافعی متوفی ۶۹۴ھ ہجری ہیں"

اُنہوں نے اپنی اس کتاب کا آغاز "الحمدللہ الذی یَختَصُّ برحمتہٖ مَن یَّشاء" سے کیا ہے، اُنہوں نے اس کتاب میں متعدد کتب سے روایات کو جمع کیا اور اُن روایات کی اسناد کو حذف کر دیا اور ہر حدیث کے ساتھ اُس کے مخرج کا ذکر کر دیا،

آپ نے بعض احادیث کی تشریح بھی کی ہے، پہلے مقدمہ میں عشرہ مبشرہ کے اسماء اور کنیتوں کو بیان کیا ہے پھر وہ روایات بیان کی ہیں جو خلفاء اربعہ کیلئے مختص ہیں پھر جو کسی ایک کے حق میں مزید آیا ہے، پھر وہ روایات بیان کی ہیں جو ان میں سے ایک ایک کے لئے وارد ہوئی ہیں، اور یہ جملہ روایات اُنہوں نے دو قسموں میں درج کی ہیں" اول مناقب الاعداد، دوم مناقب الاحاد

متن ملاحظہ ہو،

الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ — لمحب الدین ابی
جعفر احمد بن محمد الطبری المکی الشافعی المتوفی سنۃ ۶۹۴
اربع وتسعین وستمائۃ اولہ الحمدللہ الذی یختص برحمتہ من یشاء
الخ ذکر انہ جمع ماروی فیھم فی مجلۃ بحذف الاسانید من کتب
عدیدۃ وشرح غریب الحدیث فی خلالہ عازیا کل حدیث الی

كتاب وقدم مقدمة فى اسماء وكنى وذكر اولا الاحاديث الجامعة ثم ما اختص بالاربعة ثم بما زاد على واحد ثم بما ورد فى فضائل كل واحد واحد وادرج جملة ذلك فى قسمين الاول فى مناقب الاعداد والثانى فى مناقب الآحاد ومنه انتقى الشيخ زين الدين عمر بن احمد الشماع الحلبى المتوفى سنة ۹۳۶ ست وثلاثين وتسعمائة كتابه المسمى بالدر الملتقط (کشف الظنون ج ۲ ص ۹۲۷)

شیخ الاسلام امام المتکلمین حضرت علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ تالیف طبقات الشافعیہ میں مؤلف کتاب ہٰذا کا تعارف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم حافظ ابو العباس محب الدین طبری ثم مکی آپ بغیر مدافعت کے شیخ حرم اور حافظ حجاز ہیں، آپ جمادی الآخر ۶۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابن مقیر وانی اور ابن جمیزی وغیر ہما سے حدیث کی سماعت کی اور آپ سے البرزالی وغیرہ نے روایت بیان کی، آپ نے "میرے والد گرامی۔ شیخ الاسلام تقی الدین سبکی کے والد گرامی شیخ محب الدین القشیری کو فقہ سکھائی اور بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں اُن میں سے آپ کی کتاب "الاحکام" حدیث کے متعلق مشہور اور مبسوط تصنیف ہے جو اُن کے فضل کبیر پر دلالت کرتی ہے"۔

علاوہ ازیں حدیث کے بارے میں اُن کی مختصر تصنیف "ترتیب علی ابواب التنبیہ" بھی ہے اور مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً و تکریماً کے فضائل میں اُن کی کتاب "حافل ہے،

نیز "التنبیہ" پر انہوں نے مبسوط شرح لکھی ہے جس میں کثیر علم ہے۔

علامہ محب الدین طبری کی خدمت میں یمن کے بادشاہ مظفر نے استدعا کی کہ وہ اُس کے پاس تشریف لاکر اُسے حدیث سُنائیں،[1] آپ اِس پر مکہ معظمہ سے یمن تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک اُس کے پاس قیام فرمایا"۔

[1] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۵ ص ۹۰۸

شذرات الذہب مشہور مورخ اور ادیب و فقیہ علامہ ابی الفلاح عبدالحی بن حماد حنبلی متوفی ۱۰۸۹ھ اپنی مشہور تصنیف "شَذَرَاتُ الذَّهَبِ فِي اَخْبَارِ مَنْ ذَهَبَ" میں علامہ محب الدین طبریؒ کا تعارف اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"محب الدین ابو العباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد شیخ حرم طبری مکی، جمادی الآخر ۶۱۵ھ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی"۔

آپ مفتی، مدرس اور فقیہ شخص تھے آپ نے ایک بہت بڑی کتاب "غایۃ فی الاحکام" چھ جلدوں میں تصنیف فرمائی اور ایک عرصہ تک اِس پر مشکلات کو برداشت کیا اور یمن کی طرف تشریف لے گئے، یمن کے گورنر سلطان

نے اُن سے سماعتِ حدیث کی اور دمیاطی، ابنِ عطار، ابنِ خباز، برزالی اور ایک
جماعت نے اُن سے حدیث روایت کی"۔

ذہبی کہتے ہیں کہ علامہ محب الدین طبریؒ "فقیہ، زاہد اور محدث تھے آپ
شافعیہ کے بزرگ اور حجاز کے مُحدّث تھے"

دُوسروں نے کہا کہ اُن کی بہت سی تصانیف ہیں، اِن میں انتہائی خوبصورت
کتاب تفسیر میں اور شرح التنبیہ ہے،

علاوہ ازیں الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ، ذخائر العقبٰی فی مناقب
ذوی القربٰی، السمط الثمین فی مناقب اُمہات المومنین، القریٰ فی ساکن اُم القریٰ
وغیرہ بھی اُن کی کتابیں ہیں،،

درست روایت کے مطابق اُن کی وفات ماہِ جمادی الآخر میں ہوئی۔

حکایت، البرزالی نے حکایت بیان کی کہ اُن کے بعد ذی القعدہ مبارک
میں اُن کے بیٹے کا انتقال ہوا اُن کے بیٹے کا نام محمد اور لقب جمال الدین تھا اور وُہ
مکہ مشرفہ میں مسندِ قضا پر فائز تھے۔

الشذرات الذهب وفيها محب الدين أبو
العباس أحمد بن عبد الله بن محمد بن أبي بكر بن محمد شيخ الحرم الطبري
المكي ولد بمكة في جمادى الآخرة سنة خمس عشرة وستمائة وسمع من
جماعة وأفتى ودرس وتفقه وصنف كتابا كبيرا الى الغاية في الاحكام في ست
مجلدات وتعب عليه مدة ورحل الى اليمن وأسمعه للسلطان صاحب اليمن وروى
عنه الدمياطي وابن العطار وابن الخباز والبرزالي وجماعة قال الذهبي: الفقيه

لہ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ص ۴۲۵ / ۴۲۶

الزاهد المحدث كان شيخ الشافعية ومحدث الحجاز وقال غيره له تصانيف
كثيرة في غاية الحسن منها في التفسير كتابا وشرح التنبيه وله كتاب الرياض
النضرة في فضائل العشرة وكتاب ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى وكتاب
السمط الثمين في مناقب أمهات المؤمنين وكتاب القرى في ساكن أم
القرى وغير ذلك توفي في جمادى الآخرة على الصحيح

وحكى البرزالي أن ولده توفي بعده في ذي القعدة واسم ولده محمد ولقبه
جمال الدين وكان قاضيا بمكة المشرفة

نجوم الزاہرۃ

مشہور تذکرہ نویس علامہ جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن
تغری بردی الاتابکی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرہ"
میں متوفیان چھ سو چورانوے ہجری کے ضمن میں لکھتے ہیں:

اور اِس سال میں حجاز کے بزرگ عالم شیخ محب الدین احمد بن عبداللہ بن
محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری، مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔
علامہ محب الدین طبری مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں حرم شریف کے فقیہ
اور مفتی تھے، آپ مکہ معظمہ میں ۶۱۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور ماہ ذیقعدہ
مبارک ۶۹۴ھ میں فوت ہوئے،

برزالی نے کہا کہ وُہ ۲۷ رجمادی الآخر ۶۱۵ھ جمعرات کے دن مکہ معظمہ
میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور علم حاصل کیا اور بہت

سے لوگوں سے سماعتِ حدیث کی اور دوسرے شہروں کا سفر کیا"۔

النجوم الزاھرہ فی ملوک مصر والقاھرہ جزء ۸ ص ۲۴ از جمال الدین یوسف بن تغری متوفی ۸۷۴ھ

الاعلام

علامہ خیر الدین زرکلی مشاہیر مصنفین کے حالات پر مبنی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "الاعلام قاموس تراجم" میں لکھتے ہیں کہ محب الدین طبری ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء کو پیدا ہوئے اور ۶۹۴ھ مطابق ۱۲۹۵ء کو فوت ہوئے۔

مزید تعارف یوں پیش کیا ہے! احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری، ابو العباس، محب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ حدیث، شافعی فقیہ اور تفنن طبع کے مالک تھے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر وصال فرمایا اور وہ مکہ معظمہ میں شیخ حرم تھے"

اُن کی تصانیف میں سے چند یہ ہے۔

السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین

الریاض النضرہ فی مناقب للعشرہ

القریٰ لقاصد اُم القریٰ۔

ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ

الاحکام، ۶ جلد

محب الدين الطبري

(٦١٥ - ٦٩٤ هـ = ١٢١٨ - ١٢٩٥ م)

أحمد بن عبد الله بن محمد الطبري

أبو العباس، محب الدين حافظ فقيه شافعي متفنن. من أهل مكة مولداً ووفاة وكان شيخ الحرم فيها له تصانيف منها «السمط الثمين في مناقب أمهات المؤمنين - ط» صغير - و«الرياض النضرة في مناقب العشرة - ط» جزآن و«القرى لقاصد أم القرى - ط» و«ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى - ط» و«الأحكام» ست مجلدات[1]

معجم المولفین

علامہ عمر رضا کحالہ مؤلفین کے تعارفات پر مبنی اپنی مشہور زمانہ تصنیف معجم المؤلفین میں رقمطراز ہیں۔

احمد الطبری، ولادت ۶۱۵/۱۲۱۸، وفات ۶۹۴/۱۲۹۵ھ

احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری، مکی، شافعی، محب الدین ابو العباس شیخِ حرم، فقیہ، محدث، بعض علوم میں شارک مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ماہ جمادی الآخر میں فوت ہوئے۔

آپ نے محدثین کی ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی، آپ بیک وقت فقیہ، مدرس مفتی اور مصنف تھے، آپ کی تصانیف میں سے چند یہ ہیں۔

الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ
غایۃ الاحکام لاحادیث الاحکام
شرح التنبیہ للشیرازی فی فروع
الفقہ الشافعی فی عشرۃ اسفار کبار
السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین۔
تقریب المنام فی غریب قاسم بن سلام فی غریب الحدیث

أحمد الطَبَري (٦١٥(١) - ٦٩٤ هـ) (١٢١٨ - ١٢٩٥ م)

احمد بن عبد الله بن محمد بن ابي بكر بن محمد بن ابراهيم الطبري، المكي، الشافعي (محب الدين، ابو العباس، شيخ الحرم) فقيه، محدث، مشارك في بعض العلوم. ولد بمكة، وتوفي بها في جمادى الآخرة. سمع من جماعة وتفقه، ودرس، وافتى، وصنف، من تصانيفه: الرياض النضرة في فضايل العشرة، غاية الاحكام لاحاديث الاحكام، شرح التنبيه للشيرازي في فروع الفقه الشافعي في عشرة أسفار كبار، السمط الثمين في مناقب امهات المؤمنين، وتقريب المرام في غريب القاسم بن سلام في غريب الحديث

تذکرۃ الحفاظ

معروف محدث اور ناقد رجال علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ
آپ کی کنیت ابو العباس نام احمد بن محمد اور لقب محب الدین ہیں،
آپ طبرستانی، فقیہ حرم اور حافظ حدیث ہیں۔
آپ کی ضخیم تصنیف کا نام احکام الکبریٰ ہے،
آپ ۶۱۵ھ کو پیدا ہوئے بلوغت کے بعد تعلیم کی طرف توجہ دی اور امام ابوالحسن بن مقیر، ابن الجمیزی، شعیب، زعفرانی، عبدالرحمٰن بن ابو حرمی کے علاوہ ایک اور جماعت سے بھی سماعت حدیث کی۔

علاوہ ازیں آپ نے علم فقہ میں بھی دسترس حاصل کی اور فارغ ہونے کے بعد سلسلۂ تدریس سے وابستہ ہوگئے اور تمام عمر طلباء کی تعلیم اور عوام کی تربیت میں مصروف رہے، تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ اپنے زمانہ میں شیخ شافعیہ اور محدث حجاز تھے،

امام محب الدین طبری سے، میاطی، ابوالحسن بن عطار، ابو محمد بن برزالی اور دوسرے محدثین نے روایت کی ہے، آپ نیکوکار، عابد و زاہد اور عالی قدر امام تھے، آپ سے آپ کے بیٹے جمال الدین محمد قاضی مکہ اور آپ کے پوتے مجد الدین قاضی مکہ بھی حدیث کی روایت کرتے ہیں، آپ نے مجھے اپنی تمام مرویات ارسال کر دیں اور اجازت عطا فرمائی[1]

۱؎ تذکرہ الحفاظ ج ۴ ص ۲۵۵

تعارف
تصانیف

کشف الظنون میں آپ کی تصانیف کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

۱ احکام الکبریٰ فی الحدیث

شیخ محب الدین طبری کی یہ کتاب بھی بہت بڑی ہے جس میں صحیح اور حسن احادیث کو جمع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی ضعیف احادیث بھی لے آتے ہیں اور ایسا بیان نہیں کیا۔

۲ احکام الوسطیٰ فی الحدیث

اُن کے تلمیذ امام یافعی نے کہا اور جمال الدین نے منہل الصافی میں بیان کیا کہ اُن کی بڑی جلد میں ایک کتاب احکام الوسطیٰ بھی ہے۔

۳ احکام الصُغریٰ

امام یافعی اور جمال الدین دونوں نے کہا کہ اِس ضمن میں اُن کی کتاب احکام الصغریٰ بھی ہے جو ایک ہزار پندرہ احادیث پر مشتمل ہے[۱]۔

۴ اربعین فی الحج[۲]

۵ استقصاء البیان فی مسئلۃ شادروان[۳]

۶ تقریب المرام فی غریب القاسم بن سلام[۴]

شیخ الاسلام محب الدین طبری نے یہ کتاب ابی عبیدہ کی غریب حدیثوں پر تحریر کی اور اِس کی تبویب حروف پر کی ہے۔

---

۱ کشف الظنون ج ۱ ص ۲۰ ۲ ج ۱ ص ۵۵ ۳ ج ۱ ص ۹۷ ۴ ج ۱ ص ۴۶۵

۷ التنبیہ فی عشرہ اسفار کبار

یہ کتاب امام محب الدین کی دس بڑے سفروں کے سلسلہ میں ایک مبسوط شرح ہے مگر وہ کبھی کبھی کمزور وجوہ کو اختیار کر لیتے ہیں، اس کی صراحت امام یافعی نے اپنی تاریخ میں کی ہے اور ان کی بڑی اور چھوٹی تنبیہ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔

۸ مسلک التنبیہ فی تلخیص التنبیہ

اور انکی یہ کتاب مسلک التنبیہ اگرچہ مختصر ہے مگر بڑی کتاب ہے۔

۹ تحریر التنبیہ لکل طالب النبیہ

یہ کتاب مختصر اور چھوٹی ہے جسے امام محب الدین طبری نے التنبیہ کے موضوع پر ترتیب دیا۔

۱۰ جامع الاصول

امام محب الدین طبری نے یہ کتاب یمن کے بادشاہ ناصر بن اشرف کی کتاب کے غرایب پر ترتیب دی ہے[۲]

۱۱ جامع المسانید والالقاب[۳]

۱۲ خلاصۃ سیر سید البشر

امام محب الدین طبری نے اس کتاب کا آغاز الحمد للہ علی نوالہ سے کیا ہے، اور یہ کتاب مختصراً چوبیس فصول پر ترتیب دی گئی ہے جس میں بارہ کتابوں کی بڑی عبارات کا انتخاب اور چھوٹی عبارات پوری پوری شامل ہیں[۴]

۱۳ خیر القریٰ فی ام القریٰ[۵]

۱۴ ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ[۶]

---

۱ کشف الظنون ج ۱ ص ۴۹۱ ۲ ج ۲ ص ۵۳۷ ۳ ج ۲ ص ۵۷۳ ۴ ج ۴ ص ۲۱۸ ۵ ج ۲ ص ۲۷۷

۶ ج ۲ ص ۸۲۲

۱۵ السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین[۷]

۱۶ سیر النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)[۱]

۱۷ صفۃ حج النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) علی اختلاف طرقہا[۲]

۱۸ مختصر "عوارف المعارف"

یہ کتاب شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبداللہ سہروردی متوفی ۶۳۲ھ کی تصوف میں عظیم تالیف عوارف المعارف کا اختصار ہے[۳]

۱۹ غریب الحدیث والقرآن

امام محب الدین طبری کی اس موضوع پر مختصر کتاب "تقریب المرام فی غریب القاسم ابن سلام" ہے جس کی حروف پر تبویب کی گئی ہے، یہ ابو عبیدہ قاسم متوفی ۲۲۴ھ کی عظیم الشان کتاب کا اختصار ہے[۴]

۲۰ القریٰ لقاصدی ام القریٰ[۵]

۲۱ کتاب الغناء وتحریمہ[۶]

۲۲ کتاب القراء[۷]

۲۳ المحرر للملک المظفر

یہ کتاب موصوف نے مظفر بادشاہ کے لئے تصنیف کی پھر اس کے اختصار کا نام "العمدہ" رکھا اور اس میں صحیحین کے احکام جمع کر دیئے، اس کتاب کی ابتداء الحمد للہ الذی برأ نسمہ، سے کی گئی ہے[۸]

یہ کتاب امام عبدالعزیز بن عبدالکریمؒ کی کتاب شرح مشکلات اور کتاب المستعذب کا دو جلدوں پر مبنی اختصار ہے۔ [12]

---

[1] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۱۵ [2] ج ۲ ص ۹۷۰ [3] ج ۲ ص ۱۱۷۸ [4] ج ۲ ص ۱۲۰۴

[5] ج ۲ ص ۱۳۱۷ [6] ج ۲ ص ۱۴۴۵ [7] ج ۲ ص ۱۴۲۸ [8] ج ۲ ص ۱۶۱۳

[9] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۸۴۳ [10] ج ۲ ص ۱۸۵۸ [11] ج ۲ ص ۱۹۱۳ [12] ج ۲ ص ۲۰۰۰

[13] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۲

بابِ دوم

مناقب امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطابؓ اس میں بارہ فصلیں ہیں

پہلی فصل، آپ کے نسب کے بیان میں
دوسری فصل، آپ کے نام اور کنیت کے بیان میں
تیسری فصل، آپ کے اوصاف کے بیان میں
چوتھی فصل، آپ کے اسلام کے بیان میں
پانچویں فصل، آپ کی ہجرت کے بیان میں
چھٹی فصل، آپ کے خصائص کے بیان میں
ساتویں فصل، آپ کی افضلیت کے بیان میں
آٹھویں فصل، آپ کے لئے جنت کی گواہی کے بیان میں
نویں فصل آپ کے فضائل کے بیان میں
دسویں فصل آپ کی خلافت کے بیان میں
گیارھویں فصل، آپ کی وفات کے بیان میں
بارھویں فصل آپ کی اولاد کے بیان میں

پہلی فصل نسب کا بیان

اِس سے پہلے عشرہ مبشرہ کے انساب میں آپ کے آباؤ اجداد کا ذکر کیا گیا ہے
آپ کی والدہ نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر مخزوم ہے۔
ایک طائفہ کے نزدیک بنت ہشام بن مغیرہ ہے، اور یہ غلط ہے اور اگر یہ کہا جائے تو وُہ ابُوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام کی بہن ہونگی جب کہ ایسا نہیں ہے اور یقیناً یہ بنت ہاشم ہیں، ہاشم اور ہشام دو بھائی تھے۔
ہاشم حضرت عمر کا نانا اور آپ کی والدہ کا باپ تھا اور ہشام حارث اور ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ کا باپ تھا۔
حضرت عمرؓ کی والدہ کے تیرہ بیٹے تھے جو سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے اُن کے حالات کی تفصیل اور ناموں کا بیان انشا اللہ تعالے دُوسرے باب میں آئے گا

دُوسری فصل نام اور کُنیت

اُن کا نام زمانہ جاہلیت میں اور اسلام کے زمانہ میں ہمیشہ عمرؓ ہی ہے اور اُن کی کُنیت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دِن ابُوحفص رکھی، اِس کا ذکر ابن اسحاق نے کیا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کا نام فاروق رکھا

فارُوق کیسے بنے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ

سے پُوچھا آپ کا نام فاروق کس چیز سے ہوا؟
• حضرت عمر نے کہا! حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے تین یوم پہلے اسلام قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے سینے کو کھول دیا تو میں نے کہا! اللہ لا الٰہ الا ہو الاسماء الحسنیٰ، یعنی اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُس کے لئے اچھے نام ہیں پس زمین میں جو نام ہیں مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا یہ نام زیادہ محبوب ہے۔

یہ واقعہ کب ہُوا

میں نے کہا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟
میری بہن نے کہا وُہ کوہِ صفا کے نزدیک ارقم بن ابی ارقم کے گھر ہیں، پس میں اُس گھر میں آیا اور حضرت حمزہ آپ کے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ اندر تھے۔

میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو وُہ لوگ جمع تھے، اُنہیں حضرت حمزہؓ نے کہا! کون ہے؟ لوگوں نے کہا عمر بن خطاب پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے میرے کپڑے کو مضبوطی سے پکڑ کر کھینچ لیا اور پھر مزید کھینچ کر فرمایا! اے عمرؓ تو کس کام کو پُورا کرنے کیلئے آیا ہے؟
میں نے کہا! اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، واشہد انک محمداً عبدہ ورسولہ یعنی میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ وحدہ، لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہُوں کہ آپ محمدؐ اُس کے بندے اور رسُول ہیں۔
پس گھر والوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا جسے مسجدِ حرام والوں نے سُن لیا،
میں نے کہا! یا رسُول اللہ خواہ موت ہو یا زندگی کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم موت اور زندگی میں حق پر ہو۔

میں نے کہا! تو یہ چھپنا کیسا؟ اُس ذات کی قسم جس نے آپکو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہم ضرور نکلیں گے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دو صفوں میں نکالا ایک میں حمزہ تھے اور دُوسری میں میں تھا اور میرے پاس کدید تھا یہاں تک کہ ہم مسجد میں داخل ہو گئے تو میں نے قریش کی طرف دیکھا اور حضرت حمزہ کی طرف دیکھا تو انہیں اس طرح تکلیف پہنچی جس کی مثل کبھی نہ پہنچی تھی، پس اُس دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا کہ اللہ تعالے نے میرے ساتھ حق و باطل میں فرق کیا۔

صاحب صفوت اور رازی نے اس روایت کی تخریج کی

شعبی سے روایت ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا تو یہودی نے کہا محمد بن عبداللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کی طرف چلیں اور منافق نے کہا کعب بن اشرف کی طرف چلیں۔ پس یہودی نے انکار کیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

جب باہر آئے تو مُنافق حضرت عمرؓ کے پاس آگیا اور اُن کے سامنے تمام قصہ بیان کیا، حضرت عمر نے کہا! ٹھہر جاؤ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ پس وُہ گھر میں داخل ہوئے اور تلوار لا کر منافق کی گردن کاٹ دی اور فرمایا! جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے ناخوش ہو اُس کا فیصلہ میں اس طرح کرتا ہوں، پس آپؓ

کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے کہ عمرؓ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے تو میرا نام فاروق ہو گیا۔

اِس روایت کی تخریج واحدی اور ابُو الفرج نے کی

اِسم فاروق کی مزید روایات

۱۔ نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ ہم ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اُس روز بہت خوش تھے پس کہا! اے امیر المومنین ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بات بتائیں؟

آپ نے فرمایا! اُن کا نام اللہ تعالےٰ نے فاروق رکھا جس کے ساتھ حق و باطل کے درمیان فرق ہوا۔

"یہ روایت ابن سمان نے موافق میں نقل کی۔"

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا! میں اپنی مسجد میں بیٹھا جبریلؑ سے محو گفتگو تھا کہ اچانک عمر بن خطاب آئے تو جبریل نے مجھے کہا کیا یہ آپ کا بھائی عمر بن خطاب نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا اے میرے بھائی کیوں نہیں؟ کیا اِس کا آسمان پر ویسے ہی نام ہے جیسے زمین پر؟ حضرت جبریلؑ نے کہا! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! اِس کا جو نام آسمان پر ہے وُہ اُس نام سے زیادہ مشہور ہے جو زمین میں ہے، اِس کا نام آسمان میں فاروق اور زمین میں عمرؓ ہے۔ "خرجہ۔ فی فضائل۔"

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کے دن اپنی اور حضرت ابُوبکر صدیق کی جائے

قیام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! پھر منادی آواز دے گا عمر فاروق کہاں ہے؟ پس انہیں میرے پاس لایا جائے گا تو اللہ تبارک و تعالےٰ کا ارشاد ہو گا اے ابا حفص مرحبا، یہ تیرا اعمال نامہ ہے اگر چاہے تو پڑھ لے چاہے تو نہ پڑھ تیرے لئے مغفرت ہے،

۔ خرجہ، فی فضائل ۔

۴، روایت آئی ہے کہ اُن کا نام آسمان میں فاروق، انجیل میں کافی، تورات میں منطق الحق اور جنت میں سراج ہے اس کا بیان مسلسل احادیث میں آئے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا! فاروق قرنِ حدید ہے یعنی سخت طبیعت والے ہیں کیا تمہیں اُن کا نام پہنچا،

۔ خرجہ، الضحاک،

تیسری فصل

حضرت عمر فاروقؓ کا حلیہ مبارک

ابن قتیبہ نے کہا اہل کوفہ سے انہیں دیکھنے والوں کا بیان ہے اُن کا رنگ کھلتا ہوا گندم گوں تھا،

اہل حجاز سے دیکھنے والوں نے کہا! اُن کا رنگ زردی مائل گورا تھا اور وہ اُن کے رنگ کو چونے کی سفیدی سے تشبیہ دیتے جس میں خون کی سُرخی نہ ہو۔

حضرت عمرؓ کے سر مبارک کے اندرونی حصے میں بالکل بال نہ تھے۔

اُن کی آنکھوں میں سُرخی تھی اور رخساروں میں گوشت کم تھا۔

صاحب صفوت کا بیان ہے کہ اُن کی ڈاڑھی مبارک گھنی اور نرم تھی، پھر اُن کے رنگ کا ذکر کرتے ہوئے اہل کوفہ کی روایت بیان کی اور کہا! یہ حلیہ ذر بن حبیش وغیرہ نے بیان کیا ہے اور اکثریت کا یہی خیال ہے،

کہا! حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قد لمبا، جثہ بھاری، سر بالوں سے خالی آنکھیں سُرخ اور رُخساروں میں گڑھے تھے، سر کے بیرونی کناروں پر بالوں کی کثرت تھی اور کہا! یہ روایت زیادہ درست اور مشہور ہے "

بڑھاپے میں جوان تھے

سماک بن حرب نے کہا! حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب چلتے تو

یُوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ سوار ہیں اور لوگ پیدل چل رہے ہیں اور آپ مہندی، اور وسمے کا خضاب لگاتے تھے۔

قاضی ابُوبکر بن ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا! حضرت عمرؓ میں بڑھاپے کی تبدیلی نہ آئی تو لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! آپ پر بڑھاپے کا اثر کیوں نہیں حضرت ابُوبکر صدیقؓ کے چہرے پر بڑھاپے کی وجہ سے تبدیلی آئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے! جو جوان اسلام میں جوان ہے قیامت کے دِن نُور ہو گا، اور مجھ میں تغیّر نہیں آیا،

اُن کے کسی بیٹے نے اُن سے کہا آپ اپنی ڈاڑھی کیوں نہیں رنگ لیتے تو انہوں نے فرمایا! میں نہیں چاہتا کہ میرا نور بجھ جائے جیسے فلاں نے اپنا نور بجھا لیا ہے، جب کہ پہلی روایت زیادہ درُست ہے،

حضرت عُمر قریش کے سفیر تھے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے سرداروں اور اشراف میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں اُن کے سفیر ہُوا کرتے تھے، چنانچہ اگر قریش کی آپس میں منافرت یا مفاخرت کا مقابلہ ہوتا تو مفاخرت کیلئے اُنہیں بھیجتے تھے،

قبل ازیں، اُن کی صفاتِ معنویہ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی حدیث میں بیان ہوئی۔ اور بہت سی روایات انشاءاللہ العزیز اُن کے فضائل کے باب میں آئندہ بیان ہونگی،

آپکے اسلام کا بیان

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت حبشہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسلام قبول کیا۔

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ میں قبل از اسلام رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر اعتراض کرنے کے لئے نکلا تو انہیں مسجد کی طرف اپنے آگے پایا پس میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو آپ نے سورہ الحاقہ کا افتتاح کیا تو میں تالیف قُرآن کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ پس میں نے کہا خُدا کی قسم یہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔ کہا کہ پھر آپ نے پڑھا!

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ

بیشک یہ قرآن ایک کرم والے سے باتیں ہیں اور کسی شاعر کی کوئی بات نہیں میں نے کہا کاہن ہیں تو آپ نے فرمایا!

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ [1]

اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو اُس نے اُتارا ہے جو سارے جہان کا رَبّ ہے اگر وُہ ایک بھی بات بنا کر کہتے ضرور ہم اُن سے بدلہ لیتے پھر اُن کی رگ کاٹ دیتے پھر تم میں کوئی اُن کا بچانے والا نہ ہوتا"

---

[1] الحاقہ آیت ۴۱

کہا کہ اس تمام واقعہ سے میرے دل میں اسلام واقع ہوگیا۔ اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی

دوسری روایت

دوسرے طریق پر حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ تلوار حمائل کر کے نکلے تو اُن کی ملاقات بنی زہرہ کے ایک شخص سے ہوئی اُس نے کہا اے عمرؓ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا میں چاہتا ہوں محمدؐ کو قتل کر دوں" صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم"

اُس نے کہا تو محمدؐ کو قتل کر کے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیسے مامون رہے گا؟

حضرت عمر نے اُس سے کہا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے اپنا دین چھوڑ کر اُن کا دین اپنا لیا ہے؟

اُس نے کہا! اے عمر تیری دلیل پر تعجب ہے۔ تیری بہن اور تیرے بہنوئی نے اُس دین کو چھوڑ دیا ہے جس پر تو ہے" پس حضرت عمرؓ چل پڑے اور اُن دونوں کے پاس آئے تو اُن کے پاس مہاجرین میں سے حضرت خبابؓ موجود تھے۔"

جب حضرت خباب کی سماعت نے حضرت عمر کو محسوس کیا تو اُن کے گھر میں چھپ گئے۔ پس حضرت عمر اپنی بہن اور اپنے بہنوئی کے پاس آئے تو کہا تمہارے پاس کیا ہے جو میں نے دھیمی آواز میں سنا؟ اور وہ سورہ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ پس دونوں نے کہا ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔"

حضرت عمر نے کہا شائد تم دونوں اسلام لا چکے ہو؟"

حضرت عمر کے بہنوئی نے کہا! اے عمر کیا تو نے دیکھا تیرے دین کے علاوہ بیشک حق ہے۔ پس حضرت عمر نے اپنے بہنوئی پر حملہ کر دیا اور اُن کی شدید پٹائی کی تو اُن کی بہن نے اُن سے اپنے شوہر کو چھڑایا۔ پس حضرت عمرؓ نے اُن کا ہاتھ سختی سے پکڑا اور چہرے پر ضرب لگائی تو خون بہنے لگا پس اُس نے مجھے غضبناک ہو کر کہا اے عمر بیشک تیرے دین کے علاوہ یہ حق ہے۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں پس جب حضرت عمرؓ کے سامنے یہ بیان کیا تو انہوں نے کہا تمہارے پاس جو یہ کتاب ہے مجھے دو تاکہ میں پڑھوں اور حضرت عمر کتابیں پڑھ لیتے تھے۔"

اُن کی بہن نے کہا آپ ناپاک ہیں اور اسے پاک لوگوں کے سوا نہیں چھو سکتے، اُٹھ کر غسل کریں یا وضو کریں پس انہوں نے اُٹھ کر وضو کیا اور کتاب لیکر سورہ طٰہٰ کی تلاوت کی یہاں تک کہ یہ آیت پڑھی:

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي

پھر حضرت عمرؓ نے کہا مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے پاس لے چلو" حضرت خباب نے حضرت عمر کی یہ بات سُنی تو گھر سے نکل آئے اور کہا اے عمرؓ آپ کو بشارت ہو مجھے اُمید ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی جمعرات کی دُعا ہے کہا کہ آپ نے کوہِ صفا کے نیچے گھر میں دُعا کی تھی الٰہی عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔"

پس حضرت عمر نکلے اور اُس گھر پر آ گئے۔ گھر کے دروازہ پر حضرت حمزہ

۱؎ الحاقہ آیات ۴۱

حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے پس جب حضرت حمزہؓ جو کہ لوگوں میں حضرت عمرؓ سے زیادہ بہادر تھے نے کہا! ہاں تو یہ عمرؓ ہے؟

اگر اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو خیر کے ساتھ بھیجا ہے تو اس کے لئے سلامتی ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو اسے ہم سے قتل ہونا ہے۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آ رہی تھی پھر آپ باہر تشریف لائے اور عمر کو تلوار حمائل کئے دیکھ کر اُن کے پاس آئے اور اُن کے کپڑے کو سختی سے کھینچ کر فرمایا! اے عمر کیا تجھ پر اُس کا احسان نہیں کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے وہی ذلت و رسوائی نازل کرتا جو ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی ہے؟

پھر فرمایا الٰہی عمر بن خطاب کو ہدایت نصیب فرما، الٰہی عمرؓ بن خطاب کے ذریعہ سے دین کو عزت نصیب فرمائے

حضرت عمرؓ نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس حضرت عمر نے اسلام قبول کر لیا اور کہا یا رسول اللہ نکلیں،

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔

اسلام قبول کرنیکی دوسری روایت

حضرت اسامہ بن زید نے اپنے باپ سے اپنے دادا کی روایت بیان کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں آپ کو بتاؤں کہ میں نے اسلام کیسے قبول کیا؟

ہم نے کہا! ہاں۔ حضرت عمر نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں سے زیادہ سخت تھا۔ پس میں ایک شدید گرم دن میں مکہ معظمہ کے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ مجھے قریش کا ایک شخص ملا اور اُس نے کہا۔

اے ابن خطاب اس وقت کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا میں اُس شخص کے قتل کا ارادہ رکھتا ہوں جو خود کو نبیؐ گمان کرتا ہے؟

اُس نے کہا اے ابن خطاب! تجھ پر تعجب ہے تجھے یہ گمان ہے حالانکہ یہ امر یعنی اسلام تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔

میں نے کہا! کون مسلمان ہوا ہے؟

اُس نے کہا، تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔"

پس میں غضبناک ہو کر واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بہنوئی کے پاس دو مسلمانوں کو ٹھہرایا ہوا تھا جنہیں وہ اپنا فاضل کھانا دیتے اور اُن کی مدد کرتے تھے میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا! ابن خطاب" اُن کے ہاتھوں میں کتاب تھی جسے وہ پڑھ رہے تھے وہ مجھ سے خوفزدہ ہو کر اِدھر اُدھر ہونے لگے اور صحیفے کو اُس کے حال پر چھوڑ دیا۔"

جب میری بہن نے میرے لئے دروازہ کھولا تو میں نے کہا اے اپنی جان کی دشمن تو نے اپنا دین چھوڑ دیا؟ اور میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو میں نے اُٹھا کر اُس کے سر پر دے ماری جس کی وجہ سے اُس کے سر سے خون بہنے لگا"

جب اُس نے خون بہتا ہوا دیکھا تو رونے لگی اور کہا تو جو چاہے کر ہم نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے؟

لہ طٰہٰ آیت ۱۴

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں میں غضبناک ہوکر کمرے کے اندر چلا گیا اور ایک چارپائی پر بیٹھ گیا، پس میں نے دیکھا تو کمرے کے وسط میں صحیفہ تھا میں نے اپنی بہن کو کہا یہ صحیفہ کیا ہے؟ مجھے دے دو، اُس نے کہا تو اُس کے قابل نہیں تو نہ غسلِ جنابت کرتا ہے اور نہ استنجاء کرتا ہے اور یہ وہ صحیفہ ہے جسے ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے، پھر مسلسل تکرار کے بعد اُس نے مجھے صحیفہ دے دیا میں نے جب اُسے لیکر کھولا تو اُس میں لکھا تھا"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ جب میں نے الرحمٰن الرحیم پڑھا تو مجھ پر ہیبت اور خوف طاری ہوگیا، اور میرے ہاتھ سے صحیفہ نکل گیا پھر میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر اپنی بہن سے صحیفہ لے کر دیکھا تو اُس میں لکھا تھا"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[1]

شروع ساتھ نام اللہ تعالیٰ کے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے جو زمین و آسمان ہے اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسماءِ گرامی نے دوسری مرتبہ خوفزدہ کر دیا اور میں خود کو سنبھال کر پڑھنے لگا یہاں تک کہ میں اس آیت تک پہنچا"

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ[2]

اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے اور اُس کی راہ میں کچھ دو خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں میں نے یہ پڑھ کر کہا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ : کہا

کہ وہ لوگ خوشی خوشی باہر نکلے اور نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے انہوں نے کہا! اے خطاب کے بیٹے تجھے بشارت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

پیر کے دن دُعا فرمائی تھی۔

الٰہی ابی جہل بن ہشام اور عمر بن خطاب۔ دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو اُس کے ساتھ اسلام کو معزز فرما؟

ہمیں اُمید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کے لئے دُعا فرمائی ہے پس آپ کو خوشخبری ہو۔

حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ٹھکانے پر لے چلو، اُنہوں نے مجھے بتایا کہ آپ کوہِ صفا کے نیچے ایک گھر میں تشریف فرما ہیں۔

کہا کہ پھر میں نکلا تو وہاں جا کر دروازے پر دستک دی، اُنہوں نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا ابن الخطاب۔ تم میں سے کسی کی جرأت ہے کہ میرے لئے دروازہ کھولے"

اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر میری سختی کو جانتے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دروازہ کھول دو اگر تعالیٰ کو اُس کی بھلائی مقصود ہے تو اُسے ہدایت عطا فرمائے گا۔

کہا کہ پھر انہوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے مجھے بازو سے پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے بٹھا دیا اور آپ سے الگ ہو گئے آپ نے میری قمیص کو پکڑ کر کھینچا تو میں آپ کی طرف کھنچتا چلا گیا تو آپ نے فرمایا اے ابن خطاب اسلام قبول کرلے" الٰہی اسے ہدایت نصیب فرما"

---

[1] الحشر آیت ۲۴ [2] الحدید آیت ۷

میں نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پس مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی آواز مکہ والوں نے سنی اور اس سے قبل مسلمان چھپ کر رہا کرتے تھے۔"

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم نے اربعین طوال میں کی۔"

حضرت عمر کے اسلام کی تیسری روایت

ابن اسحٰق نے کہا کہ حضرت عمرِ فاروق کے اسلام کے بارے میں جو ہمیں پہنچا ہے وہ یہ ہے کہ اُن کی ہمشیرہ جناب فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اور اُن کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تھا اور اُنہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ اور اُن کے قبیلہ کے جناب نعیم بن نحام نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور اُن سے چھپا رکھا تھا۔ اور خباب بن ارت جناب فاطمہ بنتِ خطاب کو قرآن کے مختلف اجزاء پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔"

پس عمرِ فاروق وحشت انگیزی کے عالم میں تلوار لیکر نکلے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے گروہ کو قتل کر دیں جو صفاء کے قریب گھر میں جمع تھے جنکی تعداد مرد و عورتوں سمیت تقریباً چالیس افراد پر مشتمل تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے چچا حضرت حمزہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت علی ابن طالب اور دیگر مرد مسلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ معظمہ میں اقامت گزین تھے اور حبشہ کو ہجرت کر کے نہیں گئے تھے۔"

حضرت عمرؓ کی ملاقات نعیم بن عبداللہ سے ہوئی تو اُس نے کہا اے عمرؓ

کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا میں محمدؐ کو قتل کرنا چاہتا ہوں "معاذ اللہ" اور وہ بیان کیا جو اس سے پہلے حضرت انسؓ کی حدیث میں بیان ہوا" اور اس میں ہے! کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پہلو سے پکڑا یا اُن کی چادر کو پکڑ کر کھینچا پھر مزید شدت کے ساتھ کھینچا اور فرمایا! اے عمرؓ تیرے سامنے کیا آیا ہے یعنی تو کیسے اور کس ارادے سے آیا ہے۔

پھر اس کے بعد کا مفہوم اس قول تک بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے کہا! اللہ اور اُس کے رسول اور جو اُن پر نازل ہوا ہے اُس پر ایمان لانے کی غرض سے آیا ہوں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر لگایا جس سے اہلِ خانہ اصحابِ رسولؐ نے پہچان لیا کہ حضرت عمر نے اسلام قبول کر لیا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ اپنی جگہوں سے متفرق ہو گئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کر لینے سے اُن کے نفوس کو عزت مل گئی اور وہ جان گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار ہیں اور آپ کے دشمنوں سے پورا پورا انصاف کرتے ہوئے انہیں روکیں گے۔

فاروقِ اعظم کے اسلام کا چوتھا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا حضرت عمرؓ کے اسلام کی اس حدیث کے راوی اہل مدینہ ہیں اور مجھ سے عبداللہ بن نجیح مکی نے اپنے اصحاب سے حضرت عمرؓ کے اسلام کے بارے میں حدیث بیان کرتے ہوا کہا حضرت عمر اسلام سے دور تھے اور زمانۂ جاہلیت میں شرابی تھے اور شراب سے محبت کرتے تھے۔"

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آلِ عمر بن عمران مخزومی کے گھروں کے پاس حزورہ میں ہماری مجلس میں قریش کے لوگ جمع ہوتے تھے، ایک رات میں اُن کی مجلس میں بیٹھنے کے لئے نکلا تو انہیں وہاں موجود نہ پایا، میں نے کہا اگر مکہ کے فلاں شراب فروش کے پاس جاؤں تو وہاں وہ اس سے شراب پیتے ہوں گے میں وہاں گیا تو انہیں وہاں بھی نہ پایا تو میں نے کہا اگر میں کعبہ کی طرف جاؤں تو اُس کے سات یا ستر طواف کر لوں۔ پس میں کعبے کے طواف کے ارادہ سے مسجد میں آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے جبکہ کعبہ کو آپ نے اپنے اور شام کے درمیان رکھا اور آپ کا مصلّا حجرِ اسود اور رُکنِ یمانی دو رکنوں کے درمیان تھا۔"

میں نے جب آپ کو دیکھا تو کہا خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رات کو سنوں؟ یہاں تک کہ جو آپ کہتے تھے میں نے سن لیا۔ پس میں نے کہا! اگر آپ سے قریب ہو کر سنوں تو کچھ دیکھ سکوں چنانچہ میں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور غلافِ کعبہ کے نیچے داخل ہو کر چلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان سوائے کعبے کے غلاف کے کوئی چیز حائل نہ تھی۔ چنانچہ جب میں نے آپکو قرآن پڑھتے سنا تو اُس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوگئی تو میں رونے لگا اور اسلام میں داخل ہوگیا، پھر میں اپنی اسی جگہ پہ کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوئے۔ جب آپ واپس ہو کر اپنے راستے پر ابن ابی حسین کے گھر کی طرف چلے یہاں تک کہ مقام سعی سے ہوتے ہوئے عباس بن عبدالمطلب اور ابن ازہر بن عوف زہری کے گھروں سے گذرے۔ اور اخنس بن شریک

کے گھر میں داخل ہو کر اپنے گھر چلے گئے آپکی سکونت رقطاء کے گھر میں تھی جو معاویہ بن ابوسفیان کے سامنے تھا۔"

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں! میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ میں حضرت عباس اور ابن ازہر کے گھروں میں داخل ہوا تو آپ کو دیکھا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا تو میں نے پہچان لیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمان کیا کہ میں آپ کے پیچھے پیچھے اس لئے آرہا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں تو آپ نے مجھے تادیبًا فرمایا! اے ابن خطاب تیرے ساتھ اس وقت کیا ہے یعنی تو اس وقت کیوں آیا ہے؟

میں نے کہا! میں اللہ و رسول اور جو اللہ کے رسول پر آیا ہے اُس پر ایمان لانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور فرمایا۔ اے عمرؓ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت نصیب فرمائے، پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر میرے لئے ثابت قدمی کی دُعا فرمائی، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہو کر واپس آگیا اور آپ اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔"

فاروقِ اعظمؓ کا اعلانِ اسلام

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے طریق میں ہے کہ اس قول کے بعد انہوں نے فرمایا! اس سے قبل مسلمانوں کا اسلام مجھ سے پوشیدہ تھا پھر میں نکلا تو جس مسلمان کو دیکھنا چاہا میں نے دیکھ لیا۔

بعد ازاں میں اپنے ماموں کے گھر گیا اور اُس کے دروازہ پر دستک دی تو اُس نے پوچھا کون ہے؟

میں نے کہا! میں ابن خطاب ہوں" پھر وُہ میرے پاس آیا تو میں نے کہا
کیا تُو جانتا ہے کہ میں نے پہلا دین چھوڑ دیا ہے؟
اُس نے کہا تُو نے ایسا کر لیا ہے تو یہ نہ کر"
میں نے کہا! کیوں نہ کروں؟ اُس نے کہا نہ کر، میں نے کہا کیوں نہ کروں
تو اُس نے مجھ پر گھر کا دروازہ بند کر دیا"

ایسے ہی میں ایک اور قریشی سردار کے ہاں گیا اور اُس کے دروازے
پر دستک دی اُس نے کہا کون ہے؟ میں نے کہا ابن خطاب" وہ میرے پاس
آیا تو میں نے کہا! کیا تُو جانتا ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے؟
اُس نے کہا کیا تُو نے ایسا کر لیا ہے؟ تو اپنے دین کو مت چھوڑ
اور اسلام قبول نہ کر"
میں نے کہا! کیوں نہ کروں؟ اُس نے کہا! مت کر، میں نے کہا کیوں نہ
کروں تو اُس نے اندر جا کر دروازہ بند کر لیا"

ایسے ہی میں اپنے ایک دوست کے ساتھ کعبے شریف میں اُس کے
پہلو میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک اُس کی طرف لوگ آئے تو اُس نے
کہا میں جانتا ہوں کہ تُو نے اپنا پہلا دین چھوڑ دیا ہے کیا تُو نے ایسا
کیا ہے؟
میں نے کہا! ہاں تو اُس نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کرتے
ہوئے کہا! ابن خطاب نے دین چھوڑ دیا ہے" لوگ یہ سُن کر میری طرف
جھپٹے اور مجھے مارنے لگے تو میں نے بھی انہیں مارا،
اسی اثناء میں ایک شخص نے آکر پُوچھا لوگ کیوں جمع ہیں؟ لوگوں
نے کہا یہ خطاب کا بیٹا ہے اس نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے،" وہ شخص

پتھر پر چڑھا اور لوگوں کو دائیں ہاتھ کا اشارہ کر کے کہنے لگا خبردار کوئی
شخص میرے بھانجے پر جرأت نہ کرے چنانچہ لوگ مجھے چھوڑ کر پرے ہٹ گئے"
حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں اس سے قبل میں لوگوں کو پیٹا کرتا تھا
اور میری پٹائی کسی نے نہ کی تھی اب مجھے محسوس ہوا کہ میرے ساتھ بھی
وُہی ہو گا جو دُوسرے مسلمانوں کے ساتھ ہوتا ہے تاہم میں کعبے شریف میں
رُکا رہا اور لوگ میرے ماموں کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گئے، مَیں نے اپنے
ماموں سے کہا تُو نے سُنا یہ کیا کہتے ہیں؟ اُس نے لوگوں کی باتیں سُن کر
کہا مَیں تجھے پناہ دیتا ہوں" میں نے کہا میں تیری امان واپس کرتا ہوں، اُس
نے کہا اے میری بہن کے بیٹے ایسا نہ کر، میں نے کہا! بلکہ میں نے تیری
امان تجھے واپس کر دی، اُس نے کہا جو چاہے کر، چنانچہ لوگ مجھے مارتے
اور میں انہیں مارا کرتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اسلام کو
عزت عطا فرمائی،
اس روایت کو حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں نقل کیا۔

فاروقِ اعظمؓ کی ابُوجہل سے ملاقات

عبدالرحمٰن بن حارث نے حضرت عمر فاروق کی آل یا اُن کے گھر والوں میں
سے کسی کی روایت بیان کی کہ حضرت عمر نے فرمایا جب میں نے اسلام
قبول کیا اُس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دشمنی میں اہلِ مکہ
سے سخت تر تھا یہاں تک کہ ابُوجہل آیا تو میں نے اُسے اپنے اسلام کے
بارے میں بتا دیا۔ اور حضرت عمر حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ کے بیٹے تھے۔
کہا کہ جب صبح ہُوئی تو میں نے اُس کے دروازے پر دستک دی تو ابوجہل

نے میری طرف آکر کہا اہلاً وسہلاً مرحبا : اے میری بہن کے بیٹے تیرے
ساتھ کیا آیا ہے ؟ میں نے کہا میں تجھے یہ بتانے آیا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ
اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے
آیا ہوں اور جس چیز کے ساتھ وہ آئے ہیں اُس کی تصدیق کرتا ہوں" کہا
کہ ابوجہل نے میرے منہ پر دروازے کی ضرب لگائی اور کہا اللہ تیرے
ساتھ بُرائی کرے اور جو ہمت تو نے اپنائی ہے وہ بُری ہے ،

اعلانِ اسلام یا اعلانِ جنگ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے
اسلام قبول کیا تو قریش اُن کے اسلام کو نہ جانتے تھے چنانچہ انہوں نے
فرمایا میرے اسلام کو اہل مکہ سے کون ظاہر کرے گا ؟

کہا "جمیل بن معمر جمحی" چنانچہ آپ اُس کی طرف روانہ ہوئے تو میں
اُن کے ساتھ پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ اور میں اُس وقت جو دیکھتا اور سنتا تھا۔
اُس کا شعور رکھتا تھا"

جب جمیل بن معمر سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے
فرمایا ! اے جمیل میں نے اسلام قبول کر لیا ہے "

اُس نے کہا خدا کی قسم کسی نے میرے منہ پر یہ بات نہیں کی پھر
اُس نے مسجد کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر قریش کے سرداروں کو آواز
دی اے گروہ قریش ابن خطاب دین سے باہر نکل گیا ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے میں نے
دین اسلام قبول کیا ہے اور اللہ پر ایمان لایا ہوں اور اُس کے رسول کی تصدیق

کی ہے "

یہ بات سنتے ہی وہ لوگ اکٹھے ہو کر جھپٹے اور حضرت عمرؓ سے لڑنے
لگے یہاں تک کہ سورج سروں پر آگیا تو حضرت عمر لڑائی چھوڑ کر بیٹھ گئے
اور وہ لوگ اُن کے سر پہ مسلط رہے "

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جو چاہتے ہو کرو خدا قسم اگر ہمارے ساتھ
تین سو آدمی ہوتے تو تم انہیں ہمارے لئے چھوڑ دیتے یا ہم انہیں تمہارے لئے
چھوڑ دیتے ،

اسی اثنار میں ایک شخص ریشمی لباس اور کلاہ پہنے ہوئے آیا اور
اُس نے کہا اے ابن خطاب تو نے دین چھوڑ دیا ہے ؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا ! مجھے اپنی ذات کے لئے دین کا اختیار ہے کیا
ان لوگوں کا گمان ہے کہ اس کے بعد بنی عدی تمہاری سرداری قائم رکھیں گے ؟
چنانچہ اُس نے لوگوں کو لڑنے سے منع کر دیا ۔

حضرت ابن عمر نے اس کے بعد مدینہ منورہ میں اُن سے پوچھا ، ابا جان
وہ کون شخص تھا جس نے اُس روز آپ سے لوگوں کو ہٹایا حضرت عمرؓ نے
فرمایا "اے بیٹے وہ عاص بن وائل تھا ۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم اور ابن اسحاق نے کی ۔

صحابہ کے نام پہلی آیت

ثعلبی نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عمرؓ نے کہا میں
نے اُس دن کے بعد چھپ کر عبادت نہیں کی پس اللہ تعالیٰ نے یہ
آیت نازل فرمائی ۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ [۱]

"اے نبی آپ کو اللہ کافی ہے اور یہ مسلمان جنہوں نے آپ کی پیروی کی ہے"

یہ پہلی آیت ہے جو مومن صحابہؓ کے نام سے قرآن میں نازل ہوئی۔ اور حضرت عمرؓ نے مکہ معظمہ میں جنگ کے لئے اپنا جھنڈا گاڑ دیا اور لوگوں سے حق پر لڑائی لڑتے۔ اور اہل مکہ کو کہتے خدا کی قسم! اگر ہماری تعداد تین سو کو پہنچ گئی تو تم ہمیں چھوڑ دو گے یا ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔"

ظہورِ اسلام اور حضرت عمر کے ساتھ اسلام کو عزت حاصل ہونا

اس سے پہلے ان کے نام کی فصل میں حضرت ابن عباسؓ کی حدیث بیان ہوئی جس میں اس جہت کا بیان تھا اور اس سلسلہ میں ابن اسحٰق اور قلعی کی حدیث بھی بیان ہوئی۔"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطابؓ اور ابوجہل بن ہشام کے لئے دعا کی اور آپ نے یہ دعا بدھ کی صبح کو کی تھی اور جمعرات کو حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل خانہ نے خوب نعرہ ہائے تکبیر لگائے جو مکہ میں دور دور تک سنائی دیتے۔ پس حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم نے اپنے دین کو کیوں چھپا رکھا ہے۔ جبکہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

---

۱ الانفال آیت ۶۴

ہم تھوڑے ہیں۔"

حضرت عمرؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا۔ کوئی مجلس باقی نہیں جس میں میں کفر کے ساتھ بیٹھا ہوں مگر میں اب اس میں ایمان کے ساتھ بیٹھوں گا۔ پھر وہ بیت اللہ کے طواف کے لئے نکلے اور قریش کے پاس سے گزرے جو انہیں دیکھ رہے تھے چنانچہ ابوجہل ابن ہشام نے انہیں کہا۔ فلاں شخص کا گمان ہے کہ تو نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟

حضرت عمر نے جواب دیا۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ ورسولہ

پس مشرکین نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ عتبہ بن ربیعہ پر حملہ آور ہو گئے۔ اور اسے مارا اور اس کی آنکھوں میں انگلیاں گھسیڑ دیں۔ عتبہ نے چیخ ماری تو لوگوں نے اسے ان سے چھڑایا۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے تو کوئی شخص ان کے قریب نہ آیا سوائے اس کے ایک سردار نے آپکو تھپڑ لگایا" یہاں تک کہ لوگ ان سے پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عمرؓ جن مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے ان میں گئے اور اپنا ایمان ظاہر کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹ آئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی آپ کو اللہ کافی نہیں؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان خدا کی قسم! کوئی ایسی مجلس نہیں جہاں میں کفر کے ساتھ نہیں بیٹھا ہوں مگر اب اس میں میں بغیر کسی خوف اور رعب کے اپنا ایمان ظاہر کروں گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکل آئے حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ ان کے آگے تھے۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کا

طواف کیا اور علانیہ ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ساتھیوں سمیت دارِ ارقم کی طرف تشریف لے گئے۔"

اس روایت کی تخریج ابوالقاسم دمشقی نے اربعین طوال میں کی اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ابنِ اسحٰق نے کہا! جب حضرت عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاصؓ حبشہ سے آکر قریش کے پاس گئے تو اُن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو تلاش کرنے والا اور اُن کا نجاشی کے پاس جانا ناپسند کرنے والا کوئی نہ پایا۔"

کعبہ شریف میں نماز پڑھنا

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اسلام لائے تو وہ ایک غیور دجسور شخص تھے اُن کے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صحابہ کرام کو تحفظ حاصل ہُوا۔

اور انہیں سے روایت ہے کہ جب سے حضرت عمر اسلام لائے ہم ہمیشہ مُعزز رہے (بخاری، ابو حاتم" ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کا اسلام فتح اُن کی ہجرت نصرت اور اُن کی اَمارت رحمت تھی۔ بیشک ہم نے دیکھا کہ ہم بیت اللہ شریف میں نماز ادا کرنے کی استطاعت نہ تھی۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا۔ تو انہوں نے مشرکین سے لڑائی کی۔ یہاں تک کہ مشرکین نے ہمیں چھوڑ دیا۔ پس ہم کعبہ شریف میں نماز پڑھتے تھے۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ کعبہ شریف میں نماز ادا کر سکیں یہاں تک کہ حضرت عمر اسلام لائے تو انہوں نے قریش سے لڑائی کی تو میں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم اُن کے ساتھ نماز پڑھتے تھے"

اس روایت کی تخریج ابن اسحٰق نے سیرت میں کی اور اُنہی سے روایت ہے کہ ہم ظاہر ہو کر نماز نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کر لیا اور اُنہی سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے اسلام قبول کر لیا تو اسلام ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی طرف علانیہ دعوت شروع ہوگئی۔

مومن نہیں کہتے تھے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارا نام مومن نہیں تھا یہاں تک کہ حضرت عمر مسلمان ہوگئے ان روایات کی تخریج فضائل میں کی گئی اور حضرت صہیب سے روایت ہے کہا جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسلام قبول کیا تو ہم حلقہ اور صفیں بنا کر کعبۃ اللہ شریف کے گرد بیٹھتے جہاں ہم پر سختی ہوا کرتی تھی"

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر اسلام میں داخل ہو گئے تو مشرکین نے کہا یہ لوگ ہم سے نصف ہو جائیں گے۔

ان سب روایتوں کا ذکر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعا کے بیان میں حضرت عمر کی ابتدار اسلام کے واقعہ میں ہُوا۔"

خدا کے پسندیدہ

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی! عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام ان دو شخصوں میں سے جس کے ساتھ تو چاہے دین کو عزت عطا فرما۔ پس دونوں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ پسندیدہ تھے۔"
اس روایت کی تخریج احمد بن حنبلؒ اور ترمذی نے کی ترمذی نے صحیح کہا۔

دین کو عزت دینے والے

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے کہا۔ الٰہی! عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔
اس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی۔

۲۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ خاص حضرت عمرؓ کے لئے فرمایا۔ الٰہی اس کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما۔
اس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی۔ اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں۔ جائز ہے کہ آپ نے دو مرتبہ دعا فرمائی ہو ایک مرتبہ خاص طور پر حضرت عمر کے لئے اور ایک مرتبہ ان کے ساتھ دوسرے کو شریک کیا ہو۔

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الٰہی عمر کے ساتھ اسلام کی مدد فرما۔"
اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی۔

اہلِ آسمان کو اسلامِ فاروقؓ کی خوشی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریلؑ نے آکر کہا۔ یا محمد۔ بیشک آسمان والوں نے حضرت عمرؓ کے اسلام کی خوشخبری قبول فرمائی۔ اس روایت کی تخریج ابوحاتم، دارقطنی، خلعی اور بغوی نے اسلامِ عمرؓ کے قول کے بعد غریب طریق سے کی۔

کیسے خوشی نہ ہوتی؟

میں کہتا ہوں کیسے نہ ہوتا۔ اس لئے کہ مسلمانوں کا ظاہر نماز کے ساتھ نہ آسمان کی طرف چڑھتا تھا۔ یعنی ظاہر طور پر پڑھی ہوئی نمازوں کا اہلِ آسمان کو انتظار رہتا"

______ اور نہ اسلام پہچانا جاتا تھا۔ مگر حضرت عمر کے اسلام کے بعد جب انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم! اس روز کے بعد کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت چھپ کر نہیں کرے گا۔"

اللہ اور مومن کافی ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ انتالیس افراد اسلام لائے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ

نے اسلام قبول کیا۔ تو اُن کی تعداد چالیس ہو گئی۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ
کا یہ ارشاد لے کر نازل ہوئے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اے نبی آپکو اللہ کافی ہے اور مومن جو آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ثعلبی اور واحدی نے کی۔ اور ابو عمر نے کہا صحیح روایت
ہے کہ حضرت عمرؓ نے چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا۔

"پانچویں فصل"

حضرت عمرؓ کی ہجرت کے بیان میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں مہاجرین میں سے کسی شخص کو نہیں جانتا جس
نے چھپ کر ہجرت نہ کی ہو، مگر جب عمرؓ بن خطابؓ نے ہجرت کی تو انہوں
نے تلوار حمائل کر رکھی تھی اور کمان کندھے پر ڈال رکھی تھی۔ اُن کے ہاتھ
میں تیروں کا ترکش تھا۔ اور وہ کعبہ کو بوسہ دے کر گزرے تھے جب کہ
قریش کے سردار کعبے کے صحن میں موجود تھے، انہوں نے تمکنت کے ساتھ
کعبے کے سات طواف کیے۔ پھر مقام ابراہیمؑ پہ نماز کے لئے متمکن ہوئے۔
پھر ایک ایک مشرک کے پاس رُک کر اُنہیں کہا! تمہارے چہرے سیاہ
ہوں اور تم ناک کے بل گر جاؤ، تم میں سے جس کی خواہش ہے کہ اُس کی
ماں اُسے پیٹے یا وہ اپنے بچوں کو یتیم کرائے یا اپنی بیوی کو بیوہ کرائے تو
وہ مجھے اس وادی کے پیچھے ملے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں اُن کے پیچھے کوئی
شخص نہیں آیا مگر کمزور مسلمان جو ہدایت یافتہ تھے اُن کے سامنے سے

گذر گئے "

اِس روایت کی تخریج ابنِ سمان نے موافق میں اور فضائلی نے کی ہے۔

ابنِ اسحاق نے کہا عمر بن خطابؓ اور عیاش بن ابی ربیعہ نے ہجرت کی حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب میں نے اور عیاش بن ربیعہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو ہشام بن عاص بن وائل سہمی بنی غفار کے جوہڑ سے اوپر کی طرف مناصب پر تھا ہم نے کہا ہم اس کے نزدیک صبح نہیں کریں گے پس رُک گئے تو اس کے ساتھی گذر گئے "

پس میں تے اور عیاش بن ربیعہ نے مناصب کے نزدیک صبح کی اور ہشام ہم سے باز رہا اور فتنہ مل گیا۔ پس ہم مدینہ منورہ آئے اور قبا۔ میں بنی عمرو عوف کے ہاں اترے "

چھٹی فصل

قبل ازیں اس میں سے ابواب الاعداد خصوصًا باب الشیخین میں اُن کی یہ خصوصیت بیان ہوئی۔

حضرت عمرؓ نبی ہوتے

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ ہوتا"

اس روایت کی تخریج احمد اور ترمذی نے کی۔ اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اور اس حدیث کے بعض طُرق میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا! اے عمر اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو تو مبعوث ہوتا"

ایک روایت میں ہے! اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بعثت عمرؓ کے لئے ہوتی"

اس روایت کی تخریج تلعی نے کی۔

حضرت عمرؓ محدَّث اور مُلہم ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُمتوں میں محدثین ہیں۔ اگر میری اُمت میں ایک ہی محدث ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتا۔"

اس روایت کی تخریج احمد بن حنبل اور مُسلم نے کی۔ اور ابنِ وہب نے
محدثین کی تفسیر میں کہا کہ یہ مُلہمین یعنی الہام کیے جانے والے ہیں"
ترمذی نے اس روایت کی تخریج کرتے ہوئے اس کی تصحیح کی۔ اور اسے
ابو حاتم نے نقل کیا۔ اور اس روایت کی تخریج بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کی۔
اُن سے دوسرے طریق پر روایت نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسُول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا! بیشک تم سے پہلے بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے بعض
نے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کلام کیا۔ تو بیشک میری اُمت میں اُن میں سے
کوئی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔ اور محدثین کے معنی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ یعنی
الہام کیے گئے درُست ہے۔ اور جائز ہے کہ اسے ظاہر پر محمول کیا جائے
کہ فرشتے اُن سے بات کرتے ہیں وحی کے ساتھ الہام نہیں ہوتا اور بیشک
اس پر مُطلقاً حدیث کے نام کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ عظیم فضیلت ہے"

اُمت میں بہتر شخص

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہٗ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے بعد لوگوں سے بہتر: حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا لیکن یہ آپ کہتے ہیں مگر میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عمرؓ سے
بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہُوا"
اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا غریب ہے"
حضرت ابوبکرؓ کے حق میں آنے والی پہلی احادیث اور ان احادیث کے
درمیان بہتر ہونے کا اجتماع حضرت ابوبکر کے بعد بہتر ہونے پر محمول ہوگا"

ثابت بن حجاج سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
نے ابوسفیان کی بیٹی پر پیغام دیا تو انہوں نے اُن کی زوجیت میں دینے سے
انکار کر دیا" حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا! مدینہ منورہ کے
گھروں کے درمیان عمر سے بہتر کوئی شخص نہیں"
اس روایت کی تخریج فضائل میں بغوی نے کی اور اس سے بہتر ہونا مراد
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد
ہے اوّل کے لئے اجماع ہے اور ثانیؓ مقدم ہیں"

حضرت عمر کا زُہد

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اگرچہ عمر فاروق
ہمارے ساتھ پہلے اسلام نہیں لائے اور نہ اُنہوں نے ہجرت میں سبقت کی
ولیکن وہ ہم سے زیادہ دُنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے اور ہم سے زیادہ آخرت
میں راغب تھے " خرجہ فضائلی"

حضرت عمر سے خُدا کی موافقت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے تین مرتبہ میری موافقت
فرمائی" مقامِ ابراہیم، حجابؓ اور اسیرانِ بدرؓ کے معاملے میں" مسلم"
طلحہ بن مصرفؓ سے روایت ہے کہ حضرت فاروقِ اعظم نے فرمایا! یا رسول اللہ
کیا یہ ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا مقام نہیں؟
آپؐ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں،

حضرت عمرؓ نے عرض کی اگر آپ ایسے نماز کا مقام بنائیں؟ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے نازل فرمایا!

وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى [1]

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ

"المخلص الذہبی"

فاروقِ اعظم کا دوسرا ربانی مشورہ

ان میں سے آپؓ کا اسیرانِ بدر کے سلسلے میں مشورہ فرمانا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا! بدر کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ لوگ چچوں، بھائیوں اور قریبیوں کے بیٹے ہیں ہم ان سے خرید لیں تو ہمیں مشرکین پر قوت حاصل ہو جائے گی اور شائد اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابنِ خطابؓ تیری کیا رائے ہے؟

میں نے کہا! یا رسول اللہ! میری وہ رائے نہیں جو ابوبکرؓ کی ہے، یہ لوگ ائمۃ الکفر اور ان کے سردار ہیں ان کے مسلمان قریبی ان کی گردنیں اڑا دیں"

---

[1] البقرہ آیت ۱۲۵

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وہی خواہش تھی جو ابوبکرؓ نے کہا تھا اس لئے آپ میرے مشورے کی طرف مائل نہ ہوئے اور کافروں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ جب میں اگلی سویر کو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیٹھے ہوئے رو رہے تھے۔

میں نے عرض کی! یا رسول اللہ! مجھے بتائیں کہ آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھی کو کس چیز نے رلایا ہے؟

اگر مجھے آپ کے رونے کی وجہ معلوم ہو جائے تو میں بھی آپ کے ساتھ رو دوں آپ نے فرمایا! مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارا عذاب پیش کیا جو اس قریبی درخت سے ادنیٰ ہے۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی!

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک کہ زمین میں ان کا خون خوب نہ بہائے۔ اے مسلمانو! دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ تمہیں آخرت کا اجر دینا چاہتا ہے۔

اس روایت کی تخریج مسلم نے کی اور بخاری کے نزدیک بالمعنیٰ روایت ہے"

اسیرانِ بدر، دوسری روایت

حضرت عمر کا بیان ہے کہ بدر میں ستر مشرکین قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان کے بارے میں مشورہ پوچھا"

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ لوگ چچا زاد، قریبی اور بھائی

ہیں، میرے خیال میں اِن سے فدیہ لے لیں" اس سے ہمیں کافروں پر قوت حاصل ہوگی اور شاید اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور یہ ہمارے بازو بن جائیں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تیرا کیا مشورہ ہے؟
میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا مشورہ وہ نہیں جو ابوبکر کا ہے ولیکن میری رائے ہے کہ میرے فلاں قریبی پر مجھے مقرر فرمائیں میں اس کی گردن ماردوں، حضرت علیؑ کو عقیل پر متمکن فرمائیں کہ وہ اس کی گردن کاٹ دیں"
حضرت حمزہؓ کو اُن کے فلاں بھائی پر مقرر فرمائیں کہ وہ اُن کی گردن ناپیں" یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں" یہ لوگ کافروں کے سردار ہیں اور اُن کے امام اور قائد ہیں"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش کے مطابق تھی پھر حضرت عمرؓ نے اس کے بعد کا مفہوم بیان کیا اور یہ زیادہ کیا کہ بدر کے دن فدیہ لیکر کافروں کو چھوڑ دینے کی سزا اگلے سال اُحد کے دن بھگتنا پڑی پس مسلمانوں کے ستر افراد شہید ہوئے اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فرار ہوگئے اور آپ کے دردندان کی رباعی متاثر ہوئی اور خود کی کڑیاں آپ کے سر مبارک میں دھنس گئیں اور آپ کے چہرہ اقدس پر خون بہنے لگا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی!

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [2]

کیا جب تم پر کوئی مصیبت آپڑے حالانکہ اس سے دگنی مصیبت تم اُن کو

[1] الانفال آیت ۶۷ [2] آل عمران آیت ۱۶۵

پہنچا چکے ہو تو یہ کہنے لگو کہ کہاں سے آئی ہے اے نبی" آپ فرمائیں مصیبت تو تمہارے اپنے ہی کرتوتوں سے آئی ہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

تیسری روایت دُوسری آیت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن لوگوں سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ لیا تو فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے تمکین دی ہے"
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر عرض کی یارسول اللہ ان کی گردنیں اُتار دیں" پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے اپنا رُخِ اقدس پھیر لیا اور لوگوں سے متوجہ ہوکر فرمایا! اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُن سے تمکین دی ہے اور بیشک یہ کل سے تمہارے بھائی ہونگے
حضرت عمر نے اُٹھ کر عرض کی یارسول اللہ ان کی گردنیں کاٹ دیں"
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے اعراض فرما کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر پہلے کی طرح فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر عرض کی یارسول اللہ! میری رائے یہ ہے کہ ان سے درگذر فرمائیں اور ان سے فدیہ قبول فرمالیں۔" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخ اقدس سے غم کے بادل چھٹ گئے اور آپ نے اُن سے فدیہ وصول کر لیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی

[1] الانفال آیت ۶۷ [2] آل عمران آیت ۱۶۵

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ
اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ [1]

اگر پہلے سے اللہ کا حکم نہ ہوگیا ہوتا تو جو کچھ تم نے کافروں سے بدلہ کا مال لیا اس میں تمہیں بڑا عذاب آتا"
اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی ۔

حضرت عمرؓ کے مشورہ کا انعام

ایک طریق میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ سے مل کر فرمایا ! ہمیں تجھ سے اختلاف کر کے مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے اس روایت کی تخریج واحدی نے اسباب النزول میں کی"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے ابن خطاب ! تیرے برعکس ہمیں شر پہنچا ہے"

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ! اگر آسمان سے آگ اترتی تو سوائے عمر کے کوئی نجات نہ پاتا"

ایک روایت میں ہے اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر کے کوئی نجات حاصل نہ کر سکتا جب کہ دوسری روایت میں ہے اگر ہمیں عذاب دیا جاتا تو سوائے عمر کے کوئی نجات نہ پاتا" ان دونوں روایات کی تخریج خلعی نے کی"

---

[1] الانفال آیت ۶۸

حضرت عمرؓ کا اجتہاد مضبوط تھا۔

یہ احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمرؓ فاروق اپنے اجتہاد میں مضبوط تھے ، اور ان میں سے امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پردے کے بارے میں حضرت عمر فاروق کا اشارہ ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باز رہیں یا اللہ تبارک و تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہتر بیویاں تبدیل کر دے"

حضرت عمر سے خدا کی موافقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین بار موافقت کی ہے یا میرے رب نے مجھ سے تین مرتبہ موافقت فرمائی ہے ۔
میں نے کہا ! یا رسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم پر نماز ادا فرمائیں ؟ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى [1]

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ
اور میں نے کہا آپ کے پاس نیک بھی آتے ہیں اور برے بھی اگر امہات المومنین پردے میں رہیں ؟

---

[1] البقرہ آیت ۱۲۵

پس اللہ تعالیٰ نے آیتِ حجاب نازل فرما دی۔ مجھے اس پر اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کے خفا ہونے کا پتہ چلا تو میں نے کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باز رہیں یا اللہ تعالیٰ آپؐ کے لیے آپ سے بہتر ازواج تبدیل فرما دے یہاں تک کہ اُن میں سے ایک اُم المومنین میرے پاس تشریف لائیں اور اُنھوں نے فرمایا!

اے عمر! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں فرماتے کہ تو اُنہیں نصیحت کرتا ہے پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی"

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ[1]

اُن کا رب قریب ہے اگر وُہ تمہیں طلاق دے دیں کہ انہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے۔

بخاری، مسلم، ابوحاتم

اور ایک روایت میں مقامِ ابراہیم اور پردے کے ذکر کے بعد ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج غیرت میں جمع ہوگئیں تو میں نے انہیں کہا اُن کا رب قریب ہے اگر وُہ تمہیں چھوڑ دیں تو اُنہیں تم سے بہتر بیویاں بدل دے"

تو یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی۔

---

[1] التحریم آیت ۵

حضرت عمر کی چار فضیلتیں

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کو لوگوں پر چار فضیلتیں حاصل ہیں

اوّل:۔ اُنہوں نے اسیرانِ بدر کو قتل کرنے کے لئے کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ[1]

اگر پہلے سے اللہ کا حکم نہ ہوگیا ہوتا تو جو کچھ تم نے کافروں سے بدلہ کا مال لیا اس میں تمہیں بڑا عذاب آتا"

دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردے کے بارے میں کہا کہ وہ پردے میں رہیں تو انہیں اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ اے ابنِ خطابؓ! تو ہمیں نصیحت کرتا ہے۔ حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ[2]

جب تم اُن سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو

سوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی۔ الٰہی عمر

---

[1] الانفال آیت ۶۸ [2] الاحزاب آیت ۵۳

کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔

چہارم: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں مشورہ دینے والے اور اُن کی سب لوگوں سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبلؒ نے کی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پیالے میں کھانا کھا رہی تھی کہ وہاں سے حضرت عمرؓ گذرے آپ نے اُنہیں بُلا کر کھانے میں شامل کر لیا پس اُن کی اُنگلی میری اُنگلی سے ٹکرائی تو فرمایا حِسّ[1]، پس آیت حجاب نازل ہو گئی" "طبرانی"

حضرت عمر کا مشورہ اور محبت رسول ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے علیحدگی اختیار فرمائی تو آپ خزانہ کے مشربہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں نے چھڑی سے زمین کریدتے ہوئے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو چھوڑ گئے ہیں"

میں نے کہا! انہوں نے آج کیا کام کیا ہے جبکہ اس سے پہلے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں پردے کا حکم دے چکے ہیں۔ پس میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا تو میں نے کہا

[1] عربوں کے ہاں یہ لفظ جل جاتے یا پتھر وغیرہ لگنے کے وقت کہا جاتا ہے۔ یعنی کوئی تکلیف پہنچے پر

اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے یہ امر پہنچا ہے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے؟

انہوں نے فرمایا۔ اے خطاب کے بیٹے جو میرے لئے ہے اور جو تیرے لئے۔ تجھ پر تیرے نقص کے ساتھ ہے۔

پس میں اپنی بیٹی اُم المومنین حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے حفصہ! خدا کی قسم مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے پسند نہیں کرتے اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ تجھے نہ چھوڑتے۔ کہا! کہ اس نے زور شور سے رونا شروع کر دیا تو میں نے اس سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟

اس نے کہا! خزانہ میں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں وہاں گیا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام رباحؓ کو بالا خانے کی چوکھٹ پر پاؤں لٹکائے بیٹھے دیکھا۔ میں نے کہا! اے رباحؓ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے کی اجازت ہے؟ رباحؓ نے بالا خانے کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف دیکھا۔ اور خاموش ہو گیا۔

میں نے اونچی آواز سے کہا! اے رباح! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خیال فرمایا ہوگا کہ میں حفصہؓ کی طرف سے حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم! اگر آپ مجھے حفصہؓ کو قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں اسے قتل کر دیتا۔

کہا! کہ رباحؓ نے بالا خانے کی طرف دیکھا اور میری طرف دیکھا۔ پھر ہاتھ کے اشارے سے کہا اُدھر داخل ہو جائیں۔

پس میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ اور آپ کے اوپر چادر مبارک تھی۔ اور آپ کے پہلو میں بوریہ تھا اور میری نظر خزانہ میں پھر رہی تھی۔ تو وہاں دو صاع جَو کے علاوہ دُنیا کی کوئی چیز نہ تھی۔

کہا! میری آنکھیں بہہ نکلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابنِ خطاب کیوں روتا ہے؟

میں نے کہا! یا رسول اللہ میں اپنے لئے نہیں روتا۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور اُس کے رسول اور اُس کی مخلوق سے بہتر ہیں۔ اور عجم کے کسریٰ و قیصر پھلوں اور نہروں میں ہیں اور آپ یہاں بورئیے پر تشریف فرما ہیں؟

آپ نے فرمایا! اے ابن خطابؓ کیا تجھے اِس پر خوشی نہ ہو کر ہمارے لئے آخرت ہے اور اُن کے لئے دُنیا ہے؟

میں نے کہا! کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ میں کوئی بات کرتا ہوں تو میرے قول کی تصدیق آسمان سے نازل ہو جاتی ہے۔

میں نے کہا! یا رسول اللہ اگر آپ اپنی بیویوں کو چھوڑ دیں تو اللہ عزوجل اور جبریلؑ اور میں اور ابوبکر اور مؤمنین آپ کے ساتھ ہیں۔

پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ [1]

اور بیشک اللہ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیکوکار ایمان والے۔

---

[1] التحریم آیت ۴

کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اِس کی خبر نہ دی اور میں آپ کی ناراضگی آپ کے چہرۂ اقدس میں دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا آپ کے چہرۂ اقدس پر مسکراہٹ آگئی۔ اور آپ نے تبسّم فرمایا تو میں نے آپ کے دُرِّ دندان دیکھ لئے اور آپ کا ہنسنا تمام لوگوں سے حسین تھا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے انہیں طلاق نہیں دی۔"

میں نے کہا۔ اے اللہ کے نبی۔ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کو چھوڑ دیا ہے پس میں اُن کو بتاتا ہوں کہ آپ نے انہیں نہیں چھوڑا آپ نے فرمایا۔ جو چاہے کر۔

پس میں اُٹھ کر مسجد کے دروازے پر آیا اور کہا۔ خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق نہیں دی۔ پس اللہ عزوجل نے یہ آیت اُس کی اور اُن کی شان میں نازل فرمائی

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ

وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ

اور جب اُن کے پاس کوئی بات اطمینان یا ڈر کی آتی ہے اُس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں اور اگر اِس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور اُن سے اُسکی حقیقت جان لیتے یہ جو بعد میں کاوش کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں وہ شخص ہوں جو اُن میں بعد میں

سورہ نساء آیت ۸۳

کاوش کرتے ہیں۔

بخاری، مسلم، ابو حاتم

بوریہ نشین رسول

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ آپ کیسے فرش پر تشریف فرما ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ اے عمرؓ جو میرے لئے نہیں اور دنیا کے لئے ہے۔ یا جو دنیا کے لئے ہے اور میرے لئے نہیں اور بیشک میری مثل اور دنیا کی مثل ایسے ہے جیسا کہ سوار گرمی کے دن میں چلے تو درخت کے نیچے سائے میں بیٹھ کر استراحت حاصل کرے اور اسے چھوڑ دے۔ ثقفی نے اس روایت کی تخریج اربعین میں کی۔ اور اس سے یہ ہے کہ آپ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روک دیا۔

منافق کا جنازہ نہ پڑھائیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کا بیٹا عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ آپ اس کے باپ کے کفن کے لئے اپنی قمیص عطا بھی فرمائیں اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر نماز پڑھنے لگے۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کا کپڑا پکڑ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھیں گے؟ جس پر نماز پڑھنے

سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو روک دیا ہے؟

آپ نے فرمایا بیشک مجھے اس کا اختیار دیا گیا ہے، پس کہا!

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

ترجمہ۔ تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اگر تم ستر بار ان کی معافی چاہو گے تو اللہ ہرگز انہیں نہیں بخشے گا"

اور ستر مرتبہ پر زیادہ کرنا آگے آئے گا کہا کر بیشک اس منافق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ

فرمایا ان میں سے کسی کی میت پر نماز نہ پڑھیں اور نہ کسی کی قبر پر کھڑے ہوں"

بخاری، مسلم

یہاں بھی قرآن نے فاروق کی موافقت کی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے دعا کی اور اس پر نماز پڑھی۔ پس جب آپ کھڑے ہو کر اس پر

۱؎ التوبہ آیت ۸۰ - التوبہ آیت ۸۴

نماز پڑھنے لگے تو میں نے کہا یا رسول اللہ ! کیا آپ ابن ابی سلول پر نماز پڑھیں گے ؟ اور اس نے ایسے اور ایسے کہا تھا ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور فرمایا اے عمر مجھ سے دوسری بات ہے کہ جب اس پر زیادہ ہو" فرمایا ! میں نے جو چاہا اختیار کیا۔ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے پر اس کے لئے بخشش ہے تو میں اس پر زیادہ کر دیتا کہا کہ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر واپس ہوئے تو زیادہ وقت نہ گزرا تھا سورۃ برأت سے دو آیات نازل ہوئیں۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ[1]

اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اسکی قبر پر کھڑے رہنا بیشک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے

حضرت عمر کہتے ہیں مجھے اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جرأت کرنے پر تعجب ہوا" (اخرجہ البخاری)

دوسری آیت تائید فاروقؓ میں آئی

ان میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

تو آپ نے فرمایا میں ستر بار سے زیادہ کروں گا اور استغفار میں مشغول ہو گئے۔

۱؎ التوبہ آیت ۸۴

حضرت عمرؓ نے کہا ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کی قسم اللہ تعالیٰ انہیں نہیں بخشے گا آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں برابر ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ[1]

یعنی آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں ان پر برابر ہے۔

دونوں نے اس روایت کی تخریج فضائل میں کی پس اس روایت سے اللہ تعالیٰ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری موافقت پائی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے حضرت عمر کی ایک اور موافقت

ان میں سے ایک موافقت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[2]

بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ! میرے رب نے میرے ساتھ چار مرتبہ موافقت فرمائی۔ میں نے کہا ! یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم کو مقام نماز بنا لیں ؟

میں نے کہا ! یا رسول اللہ اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کرائیں بیشک آپ کے پاس اچھے برے لوگ آتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

۱؎ التوبہ آیت ۸۰ ۲؎ المومنون آیت ۱۴

نازل فرمائی۔

سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ

نبی کی ازواج سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو اُن سے پردے کے پیچھے سوال کرو۔

میں نے ازواجِ رسول کے لئے کہا! کہ رسول اللہ کو تنگ نہ کریں یا اللہ تعالیٰ اُن کے لئے تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

اور بیشک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا پھر اُسے پانی کی بُوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اُس پانی کی بُوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر اُن ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر اُسے اور صورت میں اُٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔

الاحزاب آیت ۵۳ المومنون آیت ۱۲ تا ۱۴

نزولِ قرآن کا عکس

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عمر قرآن میں مزید ہے؟ پس جبریل اس کے ساتھ نازل ہوئے اور کہا یہ تمام آیات ہیں۔" اس روایت کی تخریج فضائل میں اور سجاوندی نے اپنی تفسیر میں کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب عبداللہ بن ابی سرح کی روایت ہے کہ ایسے ہی جب میں مملو ہوا یعنی مجھ پر قرآن کی تجلی پڑی تو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی مجھ پر آتی ہے تو میں ایسے ہی مرتد ہو گیا اور روایت ہے کہ اُس نے اسلام کی طرف رجوع کر لیا تھا اور حضرت عمر کا گورنر تھا اُس کے مناقب میں آئندہ آئے گا۔"

اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں حضرت عمرؓ سے موافقت ہے۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ

لیکن اس میں حضرت انس کی حدیث مقدم ہے۔ اور اُن کی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں موافقت ہے۔

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

حضرت عائشہ کے حق میں موافقتِ الٰہیہ

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کے معاملہ

---

۱ التحریم آیت ۵ - ۲ النور آیت ۱۶

میں اس وقت حضرت عمر فاروق[1] سے مشورہ کیا جب تہمت لگانے والوں نے کہا جو کہا،
حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ دونوں کی شادی کس نے کی ؟
آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے،
حضرت عمرؓ نے کہا کیا آپ کا گمان ہے کہ آپ کا ربّ آپؐ پر اس میں تیل ڈال دے"

سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی موافقت پر یہ آیت نازل فرمادی۔ پس ہمیں نو آیات حاصل ہوئیں سوائے ان آخری تین آیات کے باقی سب مشہور ہیں

۱- اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ

۲- تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

۳- سُبْحٰنَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ

یہ آیات ایک انصاری شخص سے مروی ہیں"

حضرت جبریل کے حق میں حضرت عمرؓ سے موافقتِ خداوندی[1]۔

ان میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کی اس روایت میں موافقت معنوی ہے۔

---

[1] النور آیت ۱۶ ۔ [2] التوبۃ آیت ۸۰ [3] المومنون۔ آیت ۱۴۔ [4] النور آیت ۱۶۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہودیوں کی طرف نکلے تو اُن سے کہا میں تمہیں اُس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل فرمائی کیا تم نے اپنی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصف پایا ہے ؟ انہوں نے کہا! ہاں۔ حضرت عمر فاروق نے کہا تمہیں حضور علیہ السلام کی پیروی سے کس نے منع کیا ؟

انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں فرمایا مگر ملائکہ سے اُس کی کفالت کرنے والا ہوتا ہے" اور جبریلؑ حضرت محمدؐ کا کفیل ہے اور وہ ملائکہ سے ہمارا دشمن ہے اور میکائیل ہماری سلامتی والا ہے۔ اگر وہ اُن کے پاس آتا تو ہم اُنؐ کی اِتباع کرتے"۔

حضرت فاروقِ اعظم نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل کی شان کے لائق نہیں کہ جبریل کے دشمن کے لیے سالم ہو اور نہ جبریل کی شان کے لائق ہے کہ میکائل کے دشمن کے لئے سلامتی والا ہو" پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وہاں سے گذر ہُوا تو یہودیوں نے کہا اے ابنِ خطاب یہ تیرے آقا ہیں۔

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کی طرف ہوئے تو یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ

تم فرما دو جو کوئی جبریل کا دشمن ہو تو اُس نے تو تمہارے دل پر اللہ کے

---

[1] البقرہ آیت ۹۷

محکم سے اُتارا ہے یہ قرآن اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے اور ہدایت و بشارت مسلمانوں کو جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا ۱؎ "

اس روایت کو ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا اور ابوالفرج نے اسباب النزول میں روایت بالمعنیٰ نقل کی اور یہ زیادہ کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا میری کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ آپ کو یہودیوں کی بات بتا دوں پس لطیف و خبیر اس خبر کو مجھ سے پہلے جانتا ہے ۔

واحدی نے یہ روایت تفسیر الوسیط میں بیان کرتے ہوئے کہا! پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام اس سے پہلے یہ وحی لا چکے تھے پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت کرکے فرمایا! اے عمرؓ تیرے رب نے تیری موافقت کی ہے "

حضرت عمر نے کہا اپنی پشت کو میں نے اللہ کے دین میں پتھر سے زیادہ سخت دیکھا ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی حضرت عمرؓ سے ایک اور موافقت ۔

ان میں سے دوسری معنوی موافقت اس روایت میں ہے "

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ شراب کے حرام ہونے پر حریص تھے اور کہا کرتے الٰہی! ہمارے لئے شراب کے بارے میں ظاہر فرما یقیناً یہ مال اور عقل لے جاتی ہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۲؎

تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی ، انہوں نے اس میں اپنا امر ظاہر طور پر نہ پایا تو کہا الٰہی ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان ظاہر فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ ۳؎

اے ایمان والو تم نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ ۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمرؓ کو بلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی تو انہوں نے اس میں اپنا ظاہر بیان نہ دیکھا تو پھر کہا یا اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی بیان ظاہر فرما تو یہ آیت نازل ہوئی ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر یہ آیت تلاوت فرمائی تو حضرت عمرؓ نے کہا ہم پر پورا ہو گیا ۔

اور بھی شامل ہیں ۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے کی اور واحدی نے ذکر کیا بیشک یہ آیت کریمہ

۱؎ البقرۃ آیت ۹۸ ۔ ۲؎ سورہ البقرہ آیت ۲۱۹ ۔ ۳؎ النساء آیت ۴۳

حضرت عمر حضرت معاذ اور انصار کے ایک شخص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے کہا تھا یا رسول اللہ یہ عقل کو لے جاتی ہے اور مال کو سلب کر لیتی ہے۔

ایک اور معنوی موافقت

ان میں سے اِس روایت میں دُوسری معنوی موافقت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انصار نے ظہر کے وقت ایک لڑکے کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس انہیں بلانے کے لئے بھیجا، وہ کمرے میں داخل ہوا تو حضرت عمر کو ناپسندیدہ حالت میں دیکھا، حضرت عمرؓ نے اُسے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ! کاش اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت لینے کی حالت میں رُکنے کا امر کرتا" تو یہ آیت کریمہ نازل ہوگئی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ [1]

اے ایمان والو چاہیئے کہ تم سے اِذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام

اس روایت کی تخریج ابو الفرج اور صاحب فضائل نے کی اور اِس قول کے بعد کہا! وہ لڑکا داخل ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو رہے تھے اور اُن کے جسم کا کچھ حصہ کھلا ہوا تھا" بعد ازاں اُنہوں نے لڑکے کو دیکھ کر کہا! الٰہی ہم پر سونے کی حالت میں کسی کا داخل ہونا حرام قرار دے دے"

ایک اور معنوی موافقت

ان میں سے ایک یہ روایت بالمعنیٰ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

[1] النور آیت ۵۸

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ [1]

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے تھوڑے ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے کہا یا رسول اللہ اور آخرین سے کم ہیں ہم اللہ کے رسول پر ایمان لاتے اور اُن کی تصدیق کی اور ہم سے قلیل لوگ نجات پائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی۔

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ

اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں ایک گروہ

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا جو تو نے کہا تھا اُس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے "ثلۃ من الاخرین" نازل فرمایا ہے۔

توارۃ میں موافقت معنوی

ان سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تورات میں یہ موافقت معنوی ہے طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول دیکھا ہے۔

وَسَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ [2]

اپنے ربّ کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں۔

[1] الواقعہ آیت ۱۳ [2] آل عمران ۱۳۳

چنانچہ اگر جنت میں سب آسمان اور زمین آگئے تو! جہنم کہاں ہے ؟

اُس نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا جواب مانگا تو کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو نے دن دیکھا ہے جب دن آتا ہے تو کیا آسمانوں اور زمین کو مملو نہیں کرتا ؟ اُس نے کہا ہاں کیوں نہیں

حضرت عمر نے کہا تو دن کے وقت رات کہاں ہوتی ہے ؟

یہودی نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ چاہے ۔

حضرت عمر نے کہا تو جہنم بھی وہاں ہے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے ۔

یہودی نے کہا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اے امیر المومنین بیشک یہ امر اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب "تورات" میں ہے جیسا کہ آپ نے کہا ۔

اس روایت کی تخریج خلعی اور ابن سمان نے موافق میں کی ۔

تورات میں دُوسری موافقت :۔

ان میں سے تورات میں حضرت عمرؓ کی دوسری موافقت یہ ہے "

ایک روز حضرت کعب احبارؓ نے حضرت عمرؓ کے پاس آکر کہا آسمان کے بادشاہ سے زمین کے بادشاہ کے لئے وَیل ہے حضرت عمرؓ نے کہا مگر وہ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرلے اُس کے لئے نہیں "

کعب نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب تورات کی متابعت میں ہے۔ حضرت عمر نے سنا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے میں گر گئے ۔

کل پندرہ موافقات ہیں

ان روایتوں سے حضرت عمر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پندرہ موافقات ہمیں حاصل ہیں جن میں نو لفظی، چار معنوی اور دو تورات میں ہیں ۔

قرآن حضرت عمر کی تصدیق کرتا ۔

۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس میں اختلاف نہیں آپ فرماتے عمر نے کہا ! مگر قرآن میں نازل ہوا جو عمر نے کہا "

اس روایت کی تخریج ودکان اور سعدان بن نصر مخرمی نے کی "

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کوئی بات کہتے تو اُس کی تصدیق کے لئے قرآن نازل ہوجاتا اور اُس سے ہم قرآن میں اُس کے نام سے کلام دیکھتے اور اُس کی رائے سے رائے دیکھتے ۔

دونوں روایات کو ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا ،

دِل اور زبان پر حق تھا ۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! بیشک اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور دل پر حق مقرر فرمایا ہے ۔

تشریح ! اس روایت کی تخریج، احمد، ابوحاتم اور ترمذی نے کی اور ترمذی نے اِسے صحیح کہا اور ابوحاتم نے اس کی مثل روایت عبداللہ ابن عمر سے بیان کی ایک

روایت میں " وقلبہ" کے بعد ہے کہ عمر حق کہتا ہے خواہ کڑوا ہو یہ دونوں روایات ملّا نے نقل کیں اور ایک روایت میں ہے "علیٰ لسان عمر" یعنی عمر کی زبان پر حق ہے" المخلص"

ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کے دل اور زبان پر حق نازل کیا" ۔ اس روایت کی تخریج بغوی نے فضائل میں کی "اس سے قبل خلفاء اربعہ کے حق میں حدیثِ علیؓ ترمذی نے بیان کی کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ! اللہ عمرؓ پر رحم فرمائے حق کہتا ہے خواہ کڑوا ہو جس نے حق چھوڑ دیا اُس کے لئے دوست نہیں "

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا، عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد جہاں کہیں بھی حق ہوگا عمر کے ساتھ ہے ۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے معجم میں کی اور فضائلِ عمر میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت عمر کو فرمایا میرے قریب آ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور میرے بعد حق تیرے ساتھ ہوگا " دونوں روایات کو فضائل میں نقل کیا اور ابوالقاسم سمرقندی نے بیان کرتے ہوئے مزید یہ الفاظ نقل کئے کہ حضرت عمرؓ نے کوئی بات کی تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ہنستے ہوئے فرمایا عمرؓ مجھ سے ہے ۔ الیٰ آخر الحدیث"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم وافر تعداد میں تھے اور ہم دیکھتے تھے کہ حضرت عمرؓ کی زبان پر سکینہ نطق کرتا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں اور حافظ ابوالفرج نے

"محبت الصحابہ" میں کی"۔

ہیبتِ فاروقؓ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس قریش کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں وہ آپ سے کچھ پوچھ رہی تھیں اور اُن کی آوازیں خوب بلند ہو رہی تھیں انہوں نے حضرت عمرؓ فاروق کی آواز سُنی تو گھبرا کر خاموش ہوگئیں تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہنس پڑے" حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اُن عورتوں کو کہا اے اپنی جانوں کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے نہیں ڈرتی ہو؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! اے عمرؓ تجھ سے شیطان نہیں ملتا تو جس راستے سے آرہا ہو وہ اسے چھوڑ کر دوسرا راستہ پکڑ لیتا ہے۔

نسائی ، ابوحاتم ، الموافقات "

زیادہ سخت گیر ہے

بخاری ، مسلم اور احمد بن حنبل نے بیان کیا کہ اُن عورتوں نے کہا! جب عمرؓ نے آپؐ سے اجازت مانگی تو ہم کھڑی ہوگئیں اور پردے میں چلی گئیں" پھر حضرت عمرؓ اندر آئے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم مُسکرانے لگے، حضرت عمرؓ نے کہا! یا رسُول اللہ ! اللہ تعالیٰ آپ کے دُرِ دنداں کو مُسکراتا رکھے"

آپ نے فرمایا! مجھے ان عورتوں پر حیرت ہے جو یہاں بیٹھی ہوئی تھیں کہ تیری آواز سُنتے ہی پردے میں چلی گئیں" حضرت عمرؓ نے انہیں کہا اے اپنی

جانوں کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ڈرتیں"

انہوں نے کہا! ہاں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سخت گیر اور سخت دل ہے" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

اے عمر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، شیطان تجھ سے نہیں ٹکراتا" پھر باقی حدیث بیان کی"

شیطان پر رعب

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے خدا کی قسم ہم شیطان کو دیکھتے وہ حضرت عمر سے غلطی کرواتے وقت حضرت عمر سے مرعوب ہو جاتا"

رقص چھوڑ گئے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے کہ ہم نے شور وغل اور بچوں کی آواز سنی، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھ کر دیکھا تو ایک حبشیہ رقص کر رہی تھی اور اس کے گرد بچے جمع تھے"

آپ نے مجھے فرمایا اے عائشہ رض میرے پاس آکر دیکھ، میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے شانۂ اقدس پر رکھی اور آپ کے سر مبارک اور کندھے مبارک کے درمیان سے یہ رقص دیکھنے لگی،

آپ نے فرمایا! کیا سیر نہیں ہوئی، کیا سیر نہیں ہوتی؟

میں نے کہا! نہیں تاکہ آپ کے نزدیک اپنا مرتبہ دیکھوں، اسی اثناء میں وہاں پر حضرت عمر آ گئے تو لوگ اس حبشی عورت کا رقص چھوڑ کر منتشر ہو گئے"

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں دیکھ رہا ہوں کہ جن وانس کے شیاطین، عمر رض کو دیکھ کر فرار ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا یہ حسن غریب ہے"

حضرت عمرؓ سے شیطان خوفزدہ تھا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ فام لڑکی نے آکر کہا یا رسول اللہ! میں نے نذر مانی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔

آپ نے فرمایا! اگر تو نے نذر مانی ہے تو میرے سامنے دف بجا لے اور گا لے ورنہ نہیں۔ پس اس نے دف بجانا شروع کی حضرت ابوبکر رض تشریف لے آئے تو وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت علی رض تشریف لائے تو وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت عثمان رض تشریف لائے تو وہ دف بجاتی رہی پھر حضرت عمر رض تشریف لائے تو اس نے دف اپنے کپڑے کے نیچے چھپالی اور اس پر بیٹھ گئی"

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عمر تجھ سے شیطان خوفزدہ ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ دف بجا رہی تھی پھر ابوبکر آئے تو یہ دف بجاتی رہی پھر علیؑ آئے تو یہ دف بجاتی رہی پھر عثمان آئے تو یہ دف بجاتی رہی پس اے عمر رض جب تو آیا تو اس نے دف کو چھپا لیا۔

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح غریب ہے۔

دف بجانے والی :- ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

فرماتی ہیں میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی اور اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرا عہد پورا کیا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خیریت سے دیکھوں گی تو اُن کے سرہانے دف بجاؤں گی۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کے بارے میں بتایا تو آپ نے فرمایا اسے کہہ دینا، پس وہ کھڑی ہوئی اور اُس نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرہانے دف بجانا شروع کر دی اُس نے ابھی دو یا تین ضربیں لگائی تھیں کہ حضرت عمرؓ نے دروازہ کھولا تو اُس کے ہاتھ سے دف گر گئی اور تیزی سے حضرت عائشہ صدیقہ کی اوٹ میں چلی گئی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا! تجھے کیا ہوا؟ اُس نے کہا میں نے حضرت عمر کی آواز سُنی تو مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی۔ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمر کی آواز سے شیطان فرار ہو جاتا ہے۔

"ابن السمان فی الموافق"

شیطان فرار ہو جاتا ہے

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے عمر میں دیکھتا ہوں کہ شیطان تجھ سے فرار ہو جاتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے روایت ہے کہ ہم دیکھتے شیطان نافرمانی خدا پر چلاتے وقت حضرت عمرؓ سے خوفزدہ ہو جاتا" "الموافق ابن سمان"

اُمہات المومنین کا مزاح اور حضرت عمرؓ کا رعب

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسُول اللہؐ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزیرے کا طباخ لائے اور میرے اور حضرت سودہؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے حضرت سودہ سے کہا خزیرہ کھالیں، انہوں نے کہا میں نہیں کھاؤں گی، میں نے کہا! آپ کھاتی ہیں یا میں اسے آپ کے چہرے پر مَل دوں" انہوں نے پھر انکار کیا تو میں نے خزیرہ ہاتھ میں لیکر اُن کے منہ پر مل دیا" حضرت سودہ نے جوابی کاروائی کرتے ہوئے میرے منہ پہ خزیرہ ملا تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرانے لگے" چنانچہ میں نے اور خزیرہ لے کر حضرت سودہؓ کے منہ پر مل دیا جس کے جواب میں انہوں نے پھر میرے چہرے پر مَلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم متبسم ہو گئے، اسی اثناء میں حضرت عمر وہاں سے گزر رہے تھے آپ نے انہیں آواز دی اے عبداللہ، اے عبداللہؓ اور آپ کا خیال تھا کہ وہ اندر آ جائیں لہٰذا آپ نے ہمیں فرمایا اپنے منہ دھو لیں"

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! فما ذلت اھاب عمر لہیبۃ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایاہ یعنی مُجھ پر عمرؓ کی ہیبت ہمیشہ حضورؐ سے زیادہ رہی ابن غیلان نے اس روایت کی تخریج حدیث ہاشمی سے اور ملار نے سیرت میں کی ہے

جزامیہ عورت کو روکنا

حضرت ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے ایک جزامیہ عورت کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا تو فرمایا! اے اللہ کی بندی تو اگر اپنے گھر میں رہا کرے تو لوگوں کو اذیت نہ ہو کہا کہ وہ بیٹھ گئی بعد ازاں ایک شخص اُس کے پاس سے گذرا تو اُس نے کہا تجھے جس شخص نے روکا تھا وہ فوت ہو گیا ہے اب تو نکل جا، اُس نے کہا خدا کی قسم! میں نہ اُس کی زندگی میں اطاعت

گذار ہوں اور اس کی موت پر نافرمانی کر دوں گی۔

بصری نے یہ روایت حضرت انس بن مالک کی حدیث سے نقل کی ہے۔

حضرت عمرؓ کی جن سے کشتی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کی ملاقات ایک جن سے ہوئی اور انہوں نے آپس میں کشتی لڑی تو انسان نے جن کو پچھاڑ دیا۔ جن سے اس نے کہا! آؤ وہ پلٹا تو انہوں نے دوبارہ کشتی لڑی، انسان نے کہا میں نے تجھے دیکھا کہ تیرے بازو کتے کے بازو ہیں شاید تم جنوں کا گروہ ہی ایسے ہو یا ان میں سے تو ایسا ہے؟ اس نے کہا! خدا کی قسم میں ان میں سے ٹیڑھی پسلیوں والا ہوں۔ پھر اس نے کہا تیسری بار کشتی لڑتے ہیں اگر تو نے مجھے پچھاڑ دیا تو میں تجھے ایک چیز سکھاؤں گا جو تجھے نفع دے گی، پس انہوں نے پھر کشتی لڑی تو صحابی نے جن کو پھر پچھاڑ دیا۔ پھر اسے کہا! اب مجھے وہ چیز سکھا دے"

جن نے کہا کیا آپ آیت الکرسی پڑھتے ہیں؟

صحابی نے کہا! ہاں کیوں نہیں"

جن نے کہا! اگر آپ اسے گھر میں پڑھیں گے تو شیطان نکل جائے گا اور صبح تک داخل نہیں ہوگا،

لوگوں نے کہا! اے ابا عبداللہ! کیا جن سے کشتی لڑنے والے صحابیٔ رسولؐ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے؟

انہوں نے کہا! عمرؓ کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے"

عمرؓ باطل کو پسند نہیں کرتے

حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ میں محامد و مدح کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں اور آپ کی بھی مدح کرتا ہوں آپ نے فرمایا! یقیناً تیرا رب مدح کو پسند فرماتا ہے اس پر افسوس ہے جو اس کے ساتھ تیرے رب تعالیٰ کی حمد نہیں کرتا" کہا کہ میں نے شعر پڑھنے شروع کئے تو اسی اثناء میں ایک لمبے قد کے شیر جیسے شخص نے آپ سے حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپ نے مجھے اس کے لئے خاموش کرا دیا ابو سلمہ نے ہمیں اس کے خاموش ہونے کا یہ انداز بتایا کہ

اس نے ناپسندیدگی سے تیوری چڑھائی اور چپ ہو گیا"

پس اس نے حاضر ہو کر ایک ساعت گفتگو کی اور چلا گیا بعدازاں میں نے پھر شعر پڑھا تو وہ شخص پھر واپس آ گیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پھر خاموش کرا دیا،

میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے؟

آپ نے فرمایا! یہ وہ شخص ہے جو باطل کو پسند نہیں کرتا اور یہ عمر بن خطابؓ ہے" خرجہ، احمد بن حنبل

خدا کے امر میں سخت ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے امر میں میری امت سے عمرؓ

سخت ہیں" المصابیح الحسان بغوی"

حضرت کافروں کے نزدیک بھی سچے تھے

ابن اسحٰق نے کہا! جب اُحد کے دن ابوسفیان نے واپسی کا ارادہ کیا تو پہاڑ کی چوٹی پر بلند آواز سے چیختے ہوئے کہا! یہ جنگ بدر کے دن کا بدلہ ہے" ھُبل اعلیٰ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اے عمرؓ! اُٹھ کر اسے جواب دے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر کہا اللہ اعلیٰ اور اجل ہے جنگ کا بدلہ برابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا! آے عمرؓ اِدھر آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمرؓ دیکھو وہ کیا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اس کے پاس آئے تو اس نے کہا! اے عمرؓ تجھے اللہ کی قسم! کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا! واللہ نہیں اور بیشک وہ اس وقت تیری بات سُن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تو میرے نزدیک ابن قمیئہ سے زیادہ سچا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے،

دوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ ابوسفیان اُن کے پاس ٹھہر گیا اور کہا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اسے جواب نہ دینا، اس نے پھر کہا! تم میں محمدؐ ہیں؟ پھر اس نے تیسری مرتبہ آپ کے بارے میں پوچھ کر کہا! تم میں ابی قحافہ کا بیٹا ہے؟ لوگوں نے اُسے کوئی

جواب نہ دیا تو اُس نے اُنہیں بھی تین مرتبہ پکار کر کہا تم میں خطاب کا بیٹا ہے؟ چنانچہ اُنہیں بھی تین مرتبہ پکارنے پر جواب نہ ملا تو ابوسفیان نے کہا! یہ لوگ کام آ گئے ہیں اور عمرؓ اپنی جان کا مالک نہیں رہا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ کہتا ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور میں زندہ ہوں، ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ پھر اس نے وہ مفہوم بیان کیا جو پہلے بیان ہوا ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُحد کے دن ان آدمیوں ساتھ شعب میں تشریف فرما تھے جب قریش نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا کہ وہ ہماری بلندی پر نہیں پہنچ سکیں گے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور ان کے ساتھ مہاجرین کی ایک جماعت تھی یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے اُتر گئے"

حضرت عمرؓ پر فرشتوں کا خاص فخر

حضرت بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرفہ کے دن مجھے فرمایا لوگوں کو خاموش کرا دے پس لوگ خاموش ہو گئے تو آپ نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجتماع میں تم پر احسان فرمایا پس اُس نے تمہارے گناہ مٹا دئیے تاکہ نیکی کردار تمہیں وہ نیکیوں کا جو مانگو بدلہ دے،

بیشک اہل عرفہ پر فرشتے عام فخر کرتے ہیں اور عمر بن خطابؓ پر خاص فخر کرتے ہیں" خرجہ، بغوی

اس میں ملائکہ پر حضرت عمرؓ کی فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ مباہات کرنے

والے پر اس کی فضیلت مُتحقق ہوتی ہے جس پر فخر کیا جائے۔

دین حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا

حضرت ابی سعید سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا کہ وُہ مجھ پر پیش ہو رہے ہیں اور انہُوں نے قمیصیں پہنی ہُوئی تھیں ان میں سے بعض کی قمیصیں چھاتی تک تھیں اور بعض کی اس سے نیچے اور مجھ پر عمرؓ پیش کیا گیا تو اُس پر اُس کی قمیص کھنچی چلی جاتی تھی۔ اُس نے کہا یا نبی اللہ اُس کے گرد کیا ہے؟ کہا دین۔ بخاری مُسلم، احمد، ابو حاتم، کپڑے کی تفسیر دین بتائی گئی ہے واللہ اعلم، کیونکہ دین انسان کا شملہ ہے اور اُس کی حفاظت کرتا ہے اور مخالفات کا بقیہ ہے جیسا کہ کپڑے کا وقایہ اور اُس کا شملہ ہوتا ہے۔

علم کا پیالہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ مجھے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا یہاں تک کہ میں نے اُس دُودھ کو اپنے ناخنوں میں رواں دیکھا پھر جو دودھ مجھ سے بچ رہا وہ میں نے عمرؓ بن خطاب کو دے دیا" لوگوں نے کہا یا رسُول اللہ اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا علم

بخاری، مسلم، احمد، ترمذی" اور ترمذی نے کہا حدیث صحیح ہے

تشریح:- اس سے قبل اس کی مثل ابُو حاتم کی حدیث خاص طور پر

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے بارے میں بیان کی گئی اور ظاہر ہے کہ یہ خواب دوبارہ آیا ہوگا

پس ایک مرتبہ دُودھ پینے کی فضیلت حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے لئے اور دوسری مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے، اور دونوں حدیثوں کے الفاظ کا تبدیلی اس کی تائید کرتی ہے۔ اور اس خصوصیت کے لئے علم کا پہنچنا ہے جو روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے آئی ہے کہ اگر قبائل عرب کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور حضرت عمرؓ کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا پلڑا بھاری ہوگا اور ہم دیکھتے ہیں کہ علم کے دس حصّوں سے نو حصّے حضرت عمر کو ملے ہیں اور جس مجلس میں حضرت عمر بیٹھے ہوں میری ذات علمِ سُنّت سے مضبوط تر ہوتی"

ایک خواب اور اُس کی تعبیر

حضرت ابی بردہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور اُن میں سے ایک شخص اُن سے تین گز اُونچا ہے، میں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت عمر ہیں" میں نے کہا یہ اونچے کیوں ہیں؟ لوگوں نے کہا! اِن میں تین خصائل ہیں۔ ۱۔ اللہ کی راہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے ۲۔ خلیفہ مُستخلف ہیں۔ ۳۔ شہید مُستشہد ہیں"۔

حضرت ابی بردہ کہتے ہیں میں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور اُن سے خواب کا یہ واقعہ بیان کیا، انہوں نے حضرت عمرؓ کو بُلوا کر مجھے فرمایا! اپنے خواب کا واقعہ بیان کرو جو مجھے سنایا تھا چنانچہ جب میں خلیفہ مُستخلف پر پہنچا تو حضرت عمر نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا تو حضرت ابوبکرؓ کی زندگی

میں مجھے خلیفہ کہتا ہے ؟ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو منبر پر بیٹھ کر مجھے
بلایا اور کہا ! اپنے خواب کا واقعہ بیان کرو، میں نے واقعہ بیان کر دیا ، اور
جب میں نے کہا بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں لومۃ لائم سے نہیں ڈرتے ؟
تو انہوں نے کہا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے بناتے گا"
جب میں نے خلیفۂ مستخلف کہا تو انہوں نے کہا ! میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوں اور
اس سے سوال کرتا ہوں کہ میری اس ولایت کے معاملہ میں مدد فرمائے ، جب میں
نے شہید مستشہد کا ذکر کیا تو کہا بیشک میرے لیئے شہادت ہے اور میں تمہاری
جنگوں میں تمہارے پیچھے ہوں اور جنگ نہیں کرتا پھر دو بار فرمایا ہاں ! اللہ تعالیٰ
نے عطا کی تو انشاء اللہ شہادت پاؤں گا "

فتنے کا تالہ

حسن فردوسی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوذر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تو حضرت ابوذرؓ کا ہاتھ پکڑ کر خوب دبایا۔
حضرت ابوذرؓ نے کہا اے فتنے کے قفل میرا ہاتھ چھوڑ میں تیری بات
کی اصل جانتا ہوں"
حضرت عمرؓ نے کہا ! اے اباذر فتنے کا قفل کیا ہے ؟
حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ہم ایک بار کسی کام سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مجھے لوگوں
کے کندھوں سے گذرتے ہوئے اچھا نہ لگا چنانچہ میں ان کے پیچھے بیٹھ گیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب تک تم میں عمرؓ ہے تمہیں
فتنہ نہیں پہنچے گا"

" خرجہ المخلص الذہبی والرازی واعلار فی سیرتہ "

فتنے کا دروازہ

حضرت حذیفہؓ کی حدیث کا صحیح میں یہ مفہوم ہے کہ حضرت حذیفہ نے کہا !
ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمایا ! تمہیں یاد ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنے کے بارے میں کونسی حدیث ارشاد فرمائی تھی ؟
میں نے کہا ! ہاں مجھے یاد ہے ، انہوں نے فرمایا ! تیری اس جرأت پر
افسوس ہے اور آپ نے کیسے فرمایا تھا ؟ میں نے کہا ! میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ، آدمی کے اہل وعیال اور اس
کے مال اور اس کے نفس اور اس کی اولاد اور اس کا ہمسائے کے فتنے
کا کفارہ نماز، صدقے امر بالمعروف اور نہی المنکر سے ادا ہو جاتا ہے
حضرت عمرؓ نے کہا میری مراد یہ نہ تھی بلکہ میری مراد اس فتنے سے تھی
جو دریا کی موج کی طرح چڑھے گا ؟
میں نے کہا ! اے امیر المومنین آپ کو اس کا کیا ڈر ہے جبکہ آپ کے اور
اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے ؟
حضرت عمرؓ نے کہا ! وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا ؟
میں نے کہا ! نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔
حضرت عمرؓ نے کہا ! کیا پھر وہ کبھی بند کیا جا سکے گا ؟ میں نے کہا ! ہاں
لوگوں نے کہا ! ہم نے حضرت حذیفہ سے کہا ! کیا حضرت عمرؓ کو اس دن کے
بعد رات آئے گی اور یہ اس لیئے ہے کہ میں نے ان سے جو حدیث بیان کی اس
میں کوئی غلطی نہیں تھی "

لوگوں نے کہا ہم حضرت حذیفہ رضہ سے اس دروازہ کے بارے میں پوچھنے سے ڈرتے تھے چنانچہ حضرت مسروق سے کہا کہ وہ پوچھیں، چنانچہ حضرت مسروق نے پوچھا تو حضرت حذیفہ نے فرمایا وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں" بخاری مسلم

قفلِ جہنم کا بیٹا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس سے گذرا تو وہ سو رہے تھے میں نے پاؤں ہلا کر پوچھا کون ہے؟ انہوں نے نے کہا! میں امیر المومنین کا بیٹا عبداللہ ہوں۔

حضرت ابن سلام نے کہا اے قفلِ جہنم کے بیٹے اٹھ جا حضرت ابن عمر اٹھے تو ان کا رنگ متغیر ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جا کر کہا اے ابا جان! کیا آپ نے سنا ابن سلام نے کیا کہا ہے؟

حضرت عمر رضہ نے کہا اے میرے بیٹے انہوں نے تجھے کیا کہا ہے؟ حضرت ابن عمر نے کہا! انہوں نے کہا! اے قفلِ جہنم کے بیٹے اٹھ جا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عمر کے لئے دلیل ہے کہ چالیس سال کی عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رشتہ مصاہرت اور مسلمانوں کے درمیان اقتصاد کے ساتھ فیصلے کرنے کے باوجود جہنم کی طرف جائے گا۔

کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور طلیسان کا پٹکا باندھ کر حضرت ابن سلام رضہ کے پاس چلے گئے حضرت عبداللہ ابن سلام نے ان کا استقبال کیا تو انہوں نے کہا! اے ابن سلام مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے میرے

بیٹے کو کہا ہے اے قفلِ جہنم کے بیٹے اٹھ جا؟

حضرت عبداللہ ابن سلام نے فرمایا! ہاں۔ حضرت عمر رضہ نے پوچھا آپ نے کیسے کہا کہ میں جہنم میں جاؤں گا یہاں تک کہ جہنم کا تالہ بنوں گا"

حضرت ابن سلام نے فرمایا! معاذاللہ اے امیر المومنین کہ آپ جہنم میں جائیں لیکن آپ جہنم کا قفل ہیں"

حضرت عمر نے کہا! جہنم کا قفل کیسے ہوں؟

حضرت ابن سلام نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے آباؤ اجداد سے خبر دی ہے کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے حضرت جبریل علیہ السلام سے روایت بیان کی کہ انہوں نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت سے ایک شخص ہو گا جسے عمر بن خطاب کہا جائے گا وہ لوگوں میں احسن اور ان میں اچھے یقین والا ہو گا وہ جب تک ان میں رہے گا دین بلند اور یقین واضح رہے گا پس وہ دین سے عروۃ الوثقیٰ کے ساتھ تمسک کریں گے تو جہنم مقفل رہے گا، جب عمر رضہ کا انتقال ہو جائے گا تو دین نکل جائے گا اور لوگ افتراق کا شکار ہو جائیں گے اور خواہشات کا فرقہ اپنا لیں گے اور جہنم کے قفل کھل جائیں گے اور بہت سے لوگ اس میں داخل ہو جائیں گے "خرجہ، فی فضائلہ"

جہنم کے دروازہ پر

حضرت عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی میں نے حضرت کعب رضہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں۔ کہا کہ حضرت عمر رضہ ڈر گئے اور فرمایا! اللہ تعالیٰ نے چاہا! تو دو مرتبہ لوٹائے گا

پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا اور فرمایا! ایک مرتبہ جنت میں اور ایک مرتبہ دوزخ میں، انھوں نے کہا اے امیر المومنین یہ کیا ہے اور مجھ سے آپ کو کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا! مجھے فلاں شخص نے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے ایسے اور ایسے کہا ہے؟ انھوں نے فرمایا! ہاں، قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں آپ کو جہنم کے دروازہ پر پاتا ہوں کہ آپ نے اُس میں داخلہ بند کر رکھا ہے۔ کہا گویا کہ وہ اس سے ظاہر ہے جو اُس کی ذات میں ہے

اسلام صورتِ فاروق میں

پیش ازیں شیخین کے باب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ!

قیامت کے دن لوگوں کو اُٹھایا جائے گا اور عمر رضی آکر ٹھکانے پر کھڑا ہو جائے گا تو اس کے مشابہ ایک چیز آکر کہے گی اے عمر اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے جزائے خیر عطا فرمائے" اُس سے کہیں گے آپ کون ہیں؟ تو وہ کہے گا، اے عمر اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے میں اسلام ہوں، پھر منادی آواز دے گا خبردار کسی کو نامہ اعمال نہ دیا جائے گا یہاں تک کہ عمر کا حساب ہوگا پھر نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے کر جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے جن کی تعداد نو تھی"

"خرجہ فی فضائلہ"

اسلام کی چابی

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا، اے ابنِ خطاب کیا تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف دیکھ کر کیوں مُسکرا رہا ہوں؟

حضرت عمر رضی نے کہا! اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں"

آپ نے فرمایا! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے عرفہ کی شب کو تیری طرف نگاہِ شفقت و رحمت سے دیکھا اور تجھے اسلام کی چابی قرار دیا ہے"

"خرجہ، ملاء فی سیرتہ"

پہلے نامۂ اعمال لینے والے

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت آتی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن عمر پہلا شخص ہے جس پر حق کی سلامتی ہوگی جبکہ ہر شخص اپنا نامہ اعمال لینے اور پڑھنے میں مشغول ہوگا"

اس روایت کی تخریج فضائل عمر میں کی گئی اور اس سے پہلے بیان کی گئی حدیث اور اس حدیث کے درمیان تضاد نہیں جبکہ پہلے نامہ اعمال عطا ہوگا پھر اُن پر حق کی سلامتی ہوگی اور لوگ اس وقت اپنے اعمال نامے لینے میں مشغول ہوں گے"

امیر المومنین کا لقب

ا۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا!

جب حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ خلیفہ تھے تو لوگ اُنہیں رسُول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خلیفہ کہتے تھے اور مجھے اللّٰہ کے رسُولؐ کا خلیفہ کیسے کہتے ہیں اور یہ زیادتی ہے "مُغیرہؓ نے انہیں کہا آپ ہمارے امیر ہیں اور ہم مومنین ہیں۔ پس آپ امیرالمومنین ہیں۔ کہاکہ اُس وقت سے اُنہیں امیرالمومنین کہنے لگے۔

۲۔ حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ پہلے ہجرت کرنے والیوں سے ہیں روایت کرتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے عراق کے گورنر کو خط لکھا کہ میرے پاس دو بزرگ اور دانشور شخص بھیج دے اور اُن کے بارے میں اہلِ عراق اور اُن کے اہلِ خانہ سے پُوچھ لینا۔ چنانچہ عراق کے گورنر نے لبید بن ربیعہ عامری اور عدی بن حاتم طائی کو آپ کی خدمت میں بھیج دیا جب وہ دونوں مدینہ منوّرہ میں آئے تو انہوں نے اپنی سواریاں مسجد نبوی شریف کے پاس بٹھائیں اور مسجد کے اندر آکر حضرت عمرو بن العاص سے ملے اور کہا ہمیں امیرالمومنین سے شرفِ باریابی کے لئے اجازت لے دیں۔ ابن العاص نے کہا! خُدا کی قسم تُم نے اُن کا یہ نام ٹھیک رکھا وُہ ہمارے امیر ہیں اور ہم مومن ہیں۔ پس حضرت ابن العاصؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا السلام علیک اے امیرالمومنین"

حضرت عمر نے فرمایا! تجھے یہ نام کہاں سے ملا"

ابن العاصؓ نے کہا! لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم آئے ہیں انہوں نے اپنی سواریاں مسجد کے پاس چھوڑ دیں اور مسجد میں آکر مجھے کہا اے عمرو! ہمیں امیرالمومنین سے ملاقات کی اجازت لے دیں۔ پس خُدا کی قسم اُن دونوں نے آپ کا نام امیر رکھا اور ہم مومنین ہے۔ کہاکہ اُس روز سے حضرت عمرؓ فاروق کے ساتھ امیرالمومنین لکھا جانے لگا"

"خرجہ ابوعمرہ"

نماز تراویح باجماعت اَچھی بدعت

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے روایت ہے کہ میں رمضان شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہمراہ مسجد کی طرف نکلا تو لوگ بکھرے ہوئے تھے ایک شخص اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے کہا یہ میں کیا دیکھ رہا ہُوں اگر یہ ایک قاری پر جمع ہوجائیں تو کیا اچھا ہے، پھر انہیں حضرت ابیّ بن کعب پر جمع کرنے کا عزم کیا؛ کہا! پھر میں دوسری شب کو نکلا تو لوگوں کو ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے" اور رات کے آخری پہر میں قیام کے ارادہ سے سوجانا افضل ہے اور لوگ رات کے پہلے حصّے میں قیام کرتے ہیں۔ "بخاری"

حضرت عمرؓ کو حضرت علی نے مشورہ دیا تھا

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے ماہِ رمضان المبارک کے قیام پر حضرت عمر کو اس خبر کے ساتھ برانگیختہ کیا کہ ساتویں آسمان کے اوپر ایک باغ ہے جسے حضیرۃ القدس کہتے ہیں اُس میں ایک قوم سکونت پذیر ہے جس کا نام رُوح ہے۔ جب قدر کی رات آتی ہے تو وُہ اپنے پروردگار سے دُنیا کی طرف نزول کی اجازت طلب کرتے ہیں چنانچہ وُہ ہر نمازی کے پاس یا ہر راستے پر گزرتے ہیں اور اُن سے سب کو برکت میسّر آتی ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا! اے ابا الحسن! لوگوں کو نماز پر برانگیختہ کریں تاکہ انہیں برکت حاصل ہو پس لوگوں کو قیامِ تراویح کا حکم دیا گیا۔"

اس روایت کو ابن السمان نے الموافق میں نقل کیا ؏

اللہ عمر کی قبر روشن کرے

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہی روایت ہے کہ میں رمضان المبارک میں مسجدوں میں گیا تو اُن میں قندیلیں روشن تھیں تو میں نے کہا ! اللہ تعالیٰ عمرؓ کی قبر منور فرمائے جیسا اُس نے ہماری مساجد کو ہم پر منور کیا ؏

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مساجد میں قرآنِ مجید سُنا اور مسجد میں قندیلیں روشن دیکھیں تو فرمایا ! عمرؓ کے لئے اللہ تعالیٰ کا نورُ ہے ان دونوں حدیثوں کی تخریج ابن سمان نے بھی کی اور دوسری روایت ابن عبد کو یہ اور ابو بکر نقاش نے ابن ہمدانی سے بیان کی ؏

حضرت عمرؓ کی شان میں قرآن

اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی موافقت میں آیات بیان ہوئیں اور اُن میں سے پانچویں آیت اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ؏

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ[1]

یہ امر اس سے قبل اُن کے اسلام کی فصل میں بیان ہوا اور بعض نے کہا کہ یہ آیت اُن کے حق میں نازل ہوئی ہے ؏

[1] النساء آیت ۸۳

پہلی آیت

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ[1]

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو اُن سے فرماؤ تم پر سلام ۔

دوسری آیت

اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِى النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِى الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا[2]

اور کیا وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس کے لئے ایک نورُ کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اُس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے اور ان سے نکلنے والا نہیں ؏

یہ آیت حضرت عمر اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ایک قول ہے کہ زید بن اسلم کے حق میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضرت حمزہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اُن میں سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عمار اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ؏

[1] الانعام آیت ۵۴ [2] الانعام آیت ۱۲۲

مقاتل نے کہا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابی جہل کے حق میں نازل ہوئی ہے اور حسن نے کہا کہ یہ آیت عام ہے۔

تیسری آیت

اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ [1]

اے اللہ کے نبی اللہ آپ کو کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان آپ کی پیروی کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے والوں کی تعداد انتالیس تھی پھر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو ان کی تعداد چالیس ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

چوتھی آیت

اور ان میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے

قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ [2]

ایمان والوں سے فرماؤ اُن سے درگذر کریں جو اللہ کے دِنوں کی اُمید نہیں رکھتے۔

---

[1] الانفال آیت ۶۴ [2] الجاثیہ آیت ۱۴

کلبی نے کہا کہ یہ آیت حضرت عمر کے حق میں اس وقت نازل ہوئی جب بنی غفار کے ایک مشرک نے انہیں گالی دی اور کافر اُن پر ٹوٹ پڑے بعض نے کہا دوسروں کے لئے ہے اور دائمی، ابوالفرج اور صاحب فضائل نے اسے حضرت عمر فاروقؓ کے حق میں بیان کیا۔

ساتویں فصل

یہ فصل حضرت ابوبکر صدیق کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ہے۔

بیشتر ازیں اس فصل کی احادیث حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں اور خلفاء ثلاثہ اور اربعہ کے باب میں بیان ہوئیں اور اُن کی اس خصوصیت کی حدیث خصائص کی فصل میں بیان کی گئی ہے۔

آٹھویں فصل

یہ فصل حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جنت کی گواہی کے بارے میں ہے اور اس فصل کی احادیث شیخین کرامؓ کے باب میں اور خلفاء ثلاثہ و اربعہ اور عشرہ مبشرہ کے ابواب میں بیان ہو چکی ہیں۔

جنتی ہونے کی شہادت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمر بن الخطاب اہل جنت سے ہیں۔ اس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی اور اس کی مثل حدیث ابن سمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

سے روایت کی"

جنت میں حضور کے ساتھ ہوں گے

حضرت زید بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تو جنت میں میرے ساتھ تین کا تیسرا ہوگا۔
اس روایت کی تخریج ذہبی نے تلخیص میں اور بغوی نے فضائل میں کی اور یہ زیادہ کیا کہ "اس امت سے"

اہلِ جنت کا چراغ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عمر بن خطاب اہل جنت کا چراغ ہے"
خرجہ، فی الصفوۃ والملاء فی سیرتہ"

حضرت علی کا خط حضرت عمرؓ کے کفن میں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "عمرؓ اہلِ جنت کا چراغ ہے یہ بات حضرت عمر کو پہنچی تو صحابہ کرام کی جماعت سے اٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس تشریف لائے اور کہا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ عمرؓ اہلِ جنت کا چراغ ہے؟ آپ نے فرمایا! ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا مجھے آپ اپنی طرف سے تحریر فرماویں۔ پس حضرت علی نے ان کے لئے لکھا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط یہ علی ابن ابی طالب سے عمر بن خطاب کے ضمن میں

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے بیان کیا کہ عمر بن خطابؓ جنت والوں کا چراغ ہے"
حضرت عمرؓ نے یہ مکتوب عالی لیا اور اپنی اولاد میں سے کسی کو دیکر فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں اور میری تغسیل وتکفین کر چکو تو اس خط کو میرے کفن میں رکھ دینا تاکہ میں اپنے رب سے اس خط کے ساتھ ملاقات کروں، چنانچہ جب حضرت عمرؓ کا وصال ہوا تو یہ خط ان کے کفن میں رکھ کر انہیں دفن کیا گیا۔
خرجہ، ابن السمان فی الموافقت

تشریح

اس کے معنی یہ ہیں کہ اہلِ جنت مومن ہیں اور وہ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے سے قبل کفار قریش کے ظلم کی ظلمت میں تھے پس جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو انہیں ان کے ظلم سے نجات دلائی اور شعارِ اسلام ظاہر ہوتے تو بیشک چراغ کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اندھیرے میں روشنی کرے" اور جنت میں اندھیرا نہیں ہوتا تو اس کا یہ معنی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

حضرت عمرؓ کا جنت میں محل

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں جنت میں داخل ہوا تو سونے اور موتیوں کا ایک محل دیکھا پس میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے کہا! عمر بن خطاب کا اگرچہ مجھے اس کے اندر جانے میں کوئی امر مانع نہ تھا مگر اے عمرؓ تیری غیرت کی وجہ سے اندر نہ گیا"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ پر غیرت کروں گا کیا آپ پر غیرت کروں گا؟

اس روایت کی تخریج ابوحاتم اور مسلم نے کی اور مسلم نے سونے اور موتیوں کا ذکر نہیں کیا"

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں سونے کا ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے کہا قریش کے ایک جوان کا۔ مجھے گمان ہوا کہ وہ میں ہوں تو انہوں نے کہا وہ عمرؓ بن خطاب ہے۔

" خرجہ احمد وابوحاتم۔

۳۔ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں خود کو جنت میں دیکھا تو ایک درخشاں عورت کے ساتھ ایک محل کی طرف گیا تو میں نے کہا یہ کس کے لئے ہے؟ اس عورت نے کہا عمرؓ بن خطاب کے لئے پھر اس نے غیرت عمر کا ذکر کیا تو میں نے اس کی جانب پشت کر لی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یہ سن کر رونے لگے اور ہم سب اس مجلس میں موجود تھے کہ حضرت عمرؓ نے روتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ سے غیرت کروں گا"

تشریح

اس روایت کی تخریج ترمذی، مسلم اور ابوحاتم نے کی اور ابوحاتم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات جنت میں داخل ہوئے تو

جنت میں حضرت عمر بن خطاب کا محل دیکھا اور اس کے متعلق پوچھا تو آپ کو بتایا گیا یہ حضرت عمرؓ کے لئے ہے۔

اور اس میں جو حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ آپ نے خواب میں دوسری بار دیکھا گویا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے تو محل کے ایک جانب ایک درخشاں عورت دیکھی۔ اس سے محل کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا! حضرت عمر بن خطاب کے لئے ہے اور اس میں جو حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے وہ دونوں خبروں کے اختلافِ لفظی پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھی روایت

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے بلال تو نے کس چیز کے ساتھ جنت میں مجھ سے سبقت کی میں جنت میں داخل ہوا تو اپنے آگے تیری جوتیاں گھسٹنے کی آواز سن رہا تھا پھر میں جنت میں دوسری جگہ داخل ہوا تو وہاں بھی میرے آگے تیری پاپوش گھسٹنے کی آواز تھی۔ پھر میں ایک چوکور محل کے پاس لایا گیا جس کے کنگرے سونے کے تھے تو میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ انہوں نے کہا عرب کے ایک شخص کا" میں نے کہا! میں عربی ہوں یہ محل کس کے لئے ہے؟ انہوں نے کہا ایک قریشی شخص کا" میں نے کہا میں قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک امتی کا" میں نے کہا میں محمدؐ ہوں یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطاب کا۔

حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کبھی اجازت نہ ملتی مگر میں

دو رکعت نماز "نفل" ادا کرتا ہوں اور مجھے یہ بات کبھی نہ پہنچتی مگر میں وضو کرتا
ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے مجھ پر دو رکعت
ہیں۔ آپ نے فرمایا ! دونوں کے ساتھ "یعنی یہ دونوں کی وجہ سے"

حضرت عمرؓ کا مختصر تعارف

اہل علم سیرت نگاروں کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین
اولین سے ہیں جس سے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں اور آپ
بدر، حدیبیہ اور بیعت رضوان اور تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ موجود تھے اور جب انہوں نے اعلانیہ ہجرت کی تھی جیسا کہ پہلے
بیان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت ان سے
خوش تھے اور آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی اور خبر دی کہ بیشک اللہ
تبارک وتعالیٰ نے ان کے دل اور ان کی زبان پر حق مقرر کیا ہے۔ اور ان کی
خوشی اور ناراضگی میں عدل ہے اور شیطان ان سے فرار ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ
نے ان کے ساتھ دین کو عزت عطا فرمائی اور اہل آسمان نے ان کے اسلام پر
خوشی منائی اور ان کے نام عبقری، محدث اور سراج اہل جنت رکھے گئے۔ اور
صاحب رحا انہیں دارۃ العرب پکارتے ہیں وہ زندگی میں تعریف کئے گئے اور شہادت
کی موت پر فائز ہوئے اور یہ شخص باطل پسند نہیں تھے اگر حضور رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت ہوتی تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے" اور وہ کتب تاریخ اسلامیہ
میں پہلے مہاجرین سے ہیں اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن مجید جمع کرنے
کی ترغیب دی اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قیام رمضان یعنی نماز تراویح کے
لئے لوگوں کو جمع فرمایا اور وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راتوں کو لوگوں کی پاسبانی

کا عمل شروع کیا اور ہاتھ میں درہ پکڑا اور اس کے ساتھ وہ تادیب کرتے تھے"
انہوں نے سب سے پہلے خراج اور مصر الامصار اور قاضی القضاۃ کا عہدہ
وضع کیا، دفاتر قائم کئے، تنخواہیں مقرر کیں، انہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ اپنا آخری حج کیا اور وہ پہلے شخص ہیں جو امیر المؤمنین
کے نام سے موسوم ہوئے اس کی وجہ ان کے خصائص میں پیش ازیں بیان ہوچکی ہے۔
ان کے دوران خلافت اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر ایک سال
میں پہلے دمشق پھر روم اور پھر قادسیہ کو فتح فرمایا یہاں تک کہ ان کی فتوحات
کا یہ سلسلہ حمص وجلولا رقہ ورھار، راس العین اور خابور، نصیبین وعسقلان،
طرابلس اور اس کا ساحلی علاقہ، بیت المقدس اور بیسان، یرموک وجابیہ، اہواز،
قیساریہ، مصر وتستر، نہاوند درے اور اس کا ملحقہ علاقہ، اصفہان اور بلاد فارس،
اصطخر دہمدان، نوبہ وبربیہ اور برلس تک منتہی ہوا۔
لوگوں نے ان کی امارت وولایت میں دس حج کئے پھر وہ مدینہ منورہ
کی طرف تشریف لائے اور اسی شہر رسول میں ابو لؤلؤ فیروز نے انہیں شہید
کردیا آپ کی شہادت کا بیان ان کی فصل شہادت میں آئے گا"
یہ تمام واقعات ابن قتیبہ، ابو عمر اور صاحب صفوت اور ان کے علاوہ
ہر طائفہ نے نقل کئے ہیں بعض نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درہ
حجاج کی تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا، اور ان سے فارس، روم اور دوسرے
ملکوں کے بادشاہ خوفزدہ رہتے تھے ان کا جو لباس انعال اور جو انکسار خلافت
سے قبل تھا۔ وہ سب کچھ ان کی خلافت کے زمانہ میں رہا، وہ سفر وحضر میں بغیر
دربان اور نگران کے اکیلے رہتے۔ انہوں نے اس کو تبدیل کیا اور نہ ہی وہ
نعمتوں کو دیکھ کر اتراتے تھے اور نہ ہی مومن پر زبان درازی کرتے اور نہ ہی

کے مرتبے کو دیکھتے ہوئے اُس کے حق میں مخصوص سلوک کرتے ۔"

نہ تو سردار اپنے ظلم سے بچنے کا لالچ کرتا اور نہ ہی کمزور کو اُن کے انصاف سے مایوسی ہوتی۔ اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی کی ملامت کی پرواہ کرتے، اور وہ اپنی ذات پر اللہ کے مال سے ایک عام مسلمان شخص کے مطابق لیتے تھے اور بیت المال سے اُتنی ہی تنخواہ لیتے جتنی مہاجرین کے ایک شخص کی مقرر تھی۔

*اس روایت کی تخریج خلعی نے کی"

فاروق اعظم کے کردار کی مزید جھلکیاں

وہ فرماتے تھے یقیناً میں تمہارے مال کا اُسی طرح نگہبان ہوں جس طرح یتیم کے مال کا والی ہوتا ہے اگر میں مال دار ہوں گا تو اُس سے رُک جاؤں اگر فقیر ہونگا تو اُسے معروف کے ساتھ کھاؤں گا۔

لوگوں نے کہا اے امیر المومنین معروف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا! بدوؤں کی درندگی پر کھڑا نہ ہونا مگر دانتوں کے کناروں سے کاٹنا نہ کر پورا مُنہ بھر کر کھانا۔ اِس میں تھوڑی چیز پر اکتفار کا کنایہ ہے یعنی اُس قدر جتنا زندہ رہنے کے لئے ضروری ہے"

ابن شہاب وغیرہ اہلِ علم نے کہا کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر اپنے امر کی ابتدار کی اور منبر کے جس زینے پر حضرت ابوبکر صدیق کے پاؤں مبارک ہوتے تھے اُس زینے پر بیٹھتے اور اُن کے پاؤں مبارک زمین پر ہوتے لوگوں نے کہا اگر آپ اُسی زینہ پر بیٹھتے جس پر حضرت ابوبکر صدیق بیٹھا کرتے تھے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا! میرا مرتبہ اور حیثیت یہی ہے کہ

حضرت ابُوبکرؓ کے قدموں میں بیٹھوں۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ لوگوں پر حضرت عمرؓ کی عظیم ہیبت اور شدید خوف طاری رہتا تھا جسکی بنا پر لوگوں نے مجالس میں آنا چھوڑ دیا اور کہتے کہ ہمیں حضرت عمرؓ دیکھ نہ لیں۔

فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابُوبکرؓ بچوں کے پاس تشریف لے جاتے تو بچے آپ کو دیکھ کر آپ کی طرف دوڑ کر آجاتے اور کہتے اے ابا جان! آپ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور حضرت عمرؓ کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ مرد آپ کو دیکھ کر مجلسوں سے مُنتشر ہو جاتے اور آپکے حکم کا انتظار کرتے۔

میں سختی ضرور کرتا ہوں مگر؟

صحابہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ لوگوں کے پاس تشریف لاتے تو وہ خوفزدہ ہو جاتے حضرت عمرؓ انہیں بلند آواز سے صلواۃ جامعہ کے لئے بلاتے تو وہ آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور آپ منبر پر حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی جگہ پر بیٹھ جاتے۔

جب لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تو آپ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اُس کی حمد و ثناء بیان کرتے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھ کر فرماتے مجھے معلوم ہُوا ہے کہ لوگ میرے غصّے اور سختی کی بناء پر مجھ سے خوفزدہ ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر کے زمانہ میں بھی ہم پر سخت تھا، پس ہم اپنے امور اُس تک کیسے پہنچائیں؟ تو جس نے یہ بات کہی ہے سچ کہا ہے۔

پھر فرمایا! جب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتا تو

اُن کا غلام اور خادم ہوتا تھا اور مجھے آپ کی رحمت اور نرمی کی کوئی صفت میسّر نہ
آسکی جس کے ساتھ اللہ تبارک وتعالٰے نے آپ کے اسماءِ گرامی میں آپ کے دو
نام رؤف اور رحیم رکھے ہیں، پس میں ننگی تلوار تھا یہاں تک کہ میں میان میں آگیا
یا مجھے چھوڑا تو میں گذر گیا یہاں تک کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال
مبارک ہُوا تو آپ مجھ سے خوش تھے، الحمد للہ کہ میں اسکے ساتھ سعادت مندترین
ہُوا، پھر حضرت ابُوبکر صدیق رضؓ لوگوں کے امر کے حاکم بنے تو لوگ اُنکے لطف و احسان
اور نرمی کا انکار نہیں کرتے، پس میں اُن کا خادم اور مددگار تھا اور میری سختی میں
اُن کی نرمی مخلوط تھی چنانچہ میں ننگی تلوار تھا یہاں تک کہ میان میں آگیا یا مجھے
چھوڑا تو میں گذر گیا، پس میں ہمیشہ اُن کے ساتھ رہا پھر میں آپ لوگوں کے
اُمور کا حاکم بن گیا اے لوگو! جان لو کہ یہ سختی میری کمزوری ہے ولیکن یہ مُسلمانوں
پر ظُلم و تعدی کرنے والے کے لئے ہے، جو لوگ دین میں سلامتی والے اور بزرگ
ہیں اُن کے لئے میں ایک دُوسرے سے زیادہ نرم ہوں اور میرے ہوتے ہُوئے
کوئی کسی پر ظُلم اور تعدی نہیں کرسکتا یہاں تک کہ اُس کا ایک جبڑا زمین پر
ہوگا اور دوسرے جبڑے پر میرا پاؤں ہوگا یہاں تک کہ وُہ میری طرف سے
دعوتِ حق کو قبول کرلے۔

اے لوگو! مجھ پر آپکی جو ذمہ داری ہے وُہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں اُس
کے ساتھ مجھے اپنا دوست بناؤ، میں آپ کے خراج سے کسی چیز کا حقدار نہیں
مگر اللہ تعالٰے نے آپ پر جو میرا حصّہ مقرر کیا ہے اُس کی رضا کے لئے وہی لوں
گا اور آپ کو بھی وُہی دوں گا، جو اللہ تبارک وتعالٰے نے آپ کے لئے مقرر کیا
ہے، میرے ذمہ آپ کی تنخواہیں اور روزینے ہیں وُہ انشاء اللہ تعالٰے آپ تک
پہنچاتا رہوں گا، اور آپ کا مجھ پر یہ بھی حق ہے کہ میں آپ کو ہلاکت میں

نہ ڈالوں، آپ اگر اُٹھنا چاہیں تو میں ابُوالعیال ہوں آپ بے خوف ہوکر اپنے
اہل وعیال کی طرف لوٹ جائیں، مجھے یہی کہنا تھا اللہ تعالٰے میری اور آپ کی
مغفرت فرمائے۔

مومنوں کا امیر یا خادم

حضرت سعید بن مسیب رضؓ اور ابُوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں خدا کی قسم
حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ اللہ تعالٰے کے دین کے معاملہ میں سختی فرماتے تھے
اور اپنے ذاتی معاملے میں نرمی اختیار کرلیتے تھے اور وُہ ابا العیال تھے یہاں تک
کہ وُہ پردہ نشین عورتوں کے گھروں کے دروازوں پر جاتے اور فرماتے تمہیں
کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں؟ کیا میں تمہیں بازار سے سودا سلف خرید کرلا دوں؟
کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں کہ پردہ دار خواتین خرید وفروخت کرتی پھریں چنانچہ
پردہ دار خواتین اپنی کنیزوں کو آپ کے ساتھ بھیج دیتیں آپ بازار میں جاتے
تو ان غلاموں اور کنیزوں کے عقب میں رہتے اور اُنہیں ضروریات کی لاتعداد
چیزیں خرید دیتے، اگر کسی خاتون کے پاس ضروریاتِ زندگی خریدنے کے لئے
پیسے نہ ہوتے تو اُسے اپنی گرہ سے خرید دیتے۔

ڈاک تقسیم کرنے والا خلیفہ

جب آپ کے فرستادہ مجاہدین کی ڈاک آتی تو آپ اُن کے خطوط لے کر
بنفس نفیس اُن کی بیویوں کے پاس جاتے اور فرماتے تمہارے شوہر اللہ تعالٰے
کی راہ میں ہیں اور تم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہر میں ہو، اگر تمہارے
پاس خط پڑھنے والا موجود ہے تو فبہا ورنہ دروازہ کے قریب بیٹھ کر سُن لیں

پھر آپ اُنہیں خط پڑھ کر سُنا دیتے اور فرماتے ! کہ ہمارا قاصد فلاں روز کو جائے گا اپنے خطوط مجھے دے دیں تاکہ تمہارے شوہروں کو بھیج دیئے جائیں پھر آپ کاغذ اور دوات لیکر گھروں میں جاتے جس خاتون نے خط لکھ لیا ہوتا اُس سے لے لیتے اور جس نے نہ لکھا ہوتا اُسے فرماتے یہ دوات اور کاغذ دروازے کے قریب رکھ دیں اور جو لکھنا ہے مجھے بتا دیں. پس آپ دروازے کے باہر بیٹھ کر خط لکھ دیتے پھر ان خواتین کے خط لا کر قاصد کے حوالے کر دیتے ۔

محافظ ہو تو ایسا ہو

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب سفر میں ہوتے تو منزل سے چلنے کے وقت فرماتے چلو آپ کا مُعلّن اعلان کرتا یہ امیرالمومنین ہیں اور آپ کو چلنے کا حکم دیتے ہیں، پس لوگ کھڑے ہو جاتے اور چلنے کی تیاری کرتے، پھر ندا ہوتی چلو تو لوگ سوار ہو جاتے اور کہتے کہ امیرالمومنین کا دوسرا اعلان ہو گیا، جب لوگ چلنے لگتے تو آپ اپنے اُونٹ پر سوار ہو جاتے جس پر دو تھیلے ہوتے ان میں سے ایک تھیلے میں ستو ہوتے اور دوسرے میں کھجوریں ہوتی تھیں، آپکے سامنے پانی کا مشکیزہ اور پیچھے پیالہ ہوتا آپ جب منزل پر نزولِ اجلال فرماتے تو پیالے میں ستو ڈال کر پانی میں گھول دیتے اور چمڑے کا دسترخوان بچھا دیتے ، اب آپ کے پاس کوئی جھگڑنے والا یا پیاسا یا کوئی ضرورت مند آتا تو اُسے فرماتے یہ ستو اور کھجوریں حاضر ہیں. پھر جب لوگ چل دیتے تو آپ اُن کے ٹھہرنے کے مقامات پر تشریف لے جاتے تو جس کسی کی کوئی گری ہوئی چیز مل جاتی اُسے اُٹھا لیتے یا کسی کا جانور یا اُونٹ چلنے سے اعراض کرتا تو اُسکے پیچھے ہو جاتے ،

چنانچہ جب رات گذرنے کے بعد صُبح ہوتی تو جس شخص کی کوئی چیز

گر جانے کی وجہ سے گُم ہوتی وُہ اُس کا ذکر کرتا تو اُسے امیرالمومنین کے پاس لایا جاتا اور آپ کو اسکے بارے میں اطلاع دی جاتی، اگر اُس کا مشکیزہ گُم ہوتا تو آپ فرماتے کیا یہ بُردبار شخص ایسی چیز سے غافل ہو گیا جس میں سے پیتا ہے اور اُس سے نماز کے لئے وضُو کرتا ہے؟

یا جو گرتا ہے میں اُسے ہر وقت دیکھتا ہُوں، یا ہر رات میری آنکھیں نیند میں کھُلی رہتی ہیں پھر اُس کا مشکیزہ اُس کی طرف اُٹھاتے ہُوئے فرماتے میری کمان اور یہ ڈُول کی رسی ہوتی یا جو اُن سے واقع ہوتا اُس پر تادیب فرما کر وُہ چیز اُنہیں لوٹا دیتے.

میں سفید لباس نہیں پہنوں گا

جب آپ شام کو تشریف لے گئے تو وہاں پر ترکی گھوڑے اور سفید لباس تھے لوگوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ گھوڑے پر سواری کریں اور سفید لباس زیب بدن کریں تاکہ دشمنوں پر آپ کی ہیبت طاری ہو، آپ نے اِس سے انکار کر دیا، پھر آپ کے پاس ترکی گھوڑا لایا گیا تو آپ نے اُس پر سوار ہو کر سفید چادر پہن لی آپ کا گھوڑا تیز چلنے لگا اور آپ کی ناقہ آپ کے ہاتھ میں پھسلنے لگی،

پس آپ گھوڑے سے اُتر کر اپنی ناقہ پر سوار ہو گئے اور فرمایا ! بیشک میرے ساتھ یہ تبدیلی واقع ہُوئی ہے یہاں تک کہ میں نے اپنے نفس کے انکار پر خفت محسوس کی،

یہ سب کچھ ابُو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح الشام میں اور ابن بشران نے منبر پر بیٹھ کر اپنے خطبے میں بیان کیا.

عمرؓ کی موت پر اسلام روئے گا

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالے کے ہاں جو عمرؓ کے فضائل موجود ہیں اُن کے بارے میں بتاتے ہوئے مجھ سے جبریل نے کہا! جس مدت تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے اگر میں اتنی مدت تک آپ کے پاس رہوں تو جب بھی مجھ میں عمرؓ کے فضائل جو اُس کے لئے اللہ تعالے کے ہاں ہیں بیان کرنے کی استطاعت نہیں، پھر کہا یا محمد! عمرؓ کی موت کے بعد اسلام اسکی موت پر روئے گا،

اِس روایت کو ابوسعد نے شرف النبوۃ میں اور تمام نے فوائد میں نقل کیا۔

اس سے قبل حسن بن عرفہ عبدی کی حدیث شیخین کے باب میں بیان ہوئی اور اُس میں اُن کی موت کے بعد اسلام کے رونے کا ذکر نہیں، پھر کہا! کہ عمرؓ ابی بکرؓ کی نیکیوں سے ایک نیکی ہے۔

جبریلؑ بھی بھائی عمرؓ بھی بھائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہم مسجد میں بیٹھے جبریل علیہ السلام کے ساتھ محوِ گفتگو تھے کہ عمرؓ بن خطاب مسجد میں داخل ہوا! جبریل نے مجھے کہا کیا عمر بن خطاب آپ کا بھائی نہیں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے بھائی۔ "اخرجہ فی فضائل"

اِس سے قبل پوری حدیث اُن کے نام کی فصل میں بیان ہوئی اور آپکے وصف کے بیان میں آئے گا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اُسے بھائی کہہ کر بلایا۔

میدانِ قیامت میں عزتِ فاروق

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بروزِ قیامت منادی کرے گا کہ فاروق کہاں ہے؟ پس اُسے لایا جائے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہوگا! مرحبا اے ابا حفص! یہ تیرا اعمالنامہ ہے اگر چاہے تو پڑھ لے نہ چاہے تو نہ پڑھ تجھے بخش دیا گیا ہے، اور اسلام کہے گا! اَے رب یہ عمرؓ ہے اس نے مجھے دنیا میں عزت دی میں اُسے عرصۂ محشر میں معزز کردوں گا، پس اُس وقت اُسے نور کی ناقہ پر سوار کرایا جائے گا پھر اُسے دو حلے پہنائے جائیں گے اگر اُن میں سے ایک کو کھول دیا جائے تو مخلوق کو ڈھانپ لے پھر اُس کے ہاتھوں میں ستر ہزار جھنڈے دیئے جائیں گے اور نداء کرنے والے نداء کرے گا اے اہلِ موقف یہ عمرؓ ہے تو وہ پہچان لیں گے۔

" خرجہ، فی الفضائل

اہلِ کتاب کے نزدیک شانِ عمرؓ

حضرت کعب احبارؓ سے روایت ہے کہ شام میں اُن کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو اُنہوں نے کہا! اِن کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اِن شہروں میں بنو اسرائیل آباد ہونگے تو انہیں ایک نیک آدمی فتح کرے گا جو مومنوں کے ساتھ رحمدل اور کافروں کے ساتھ سخت ہوگا اُس کا راز اُس کے ظاہر کی طرح ہوگا اُس کا قول اُسکے فعل کے مطابق ہوگا، اُسکے نزدیک حکم میں نزدیک اور دُور برابر ہوگا، رات کو بھیڑیئے اور دن کو شیر لرزتے کانپتے اُسکے پیچھے چلیں گے، حضرت عمرؓ نے کہا! کیا آپ نے سچ کہا ہے؟ میں نے کہا! ہاں، حضرت عمرؓ نے کہا! تمام تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں

عزت وکرامت اور شرف عطا فرمایا اور اپنے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنی ہر چیز پر واسع رحمت سے ہم پر رحم کیا۔

مصاہرت مصطفےٰ کا صلہ

عشرہ کے علاوہ پیش ازیں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصاہرت کا بیان ہوا جو جنت میں داخلے کا موجب اور دوزخ کے داخلے سے مانع ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا! میرے نسب وصہر کے علاوہ ہر نسب وصہر منقطع ہو جائے گا۔

" خرجہ، تمام رازی۔

قبل ازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فضائل میں بیان ہوا اور آئندہ کتاب مناقب امہات المومنین میں انکی بیٹی حضرت حفصہؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تزدیج مبارک کی کیفیت میں بیان ہوگا۔

محبت عمر ایمان کے ساتھ پھرتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو عمرؓ سے محبت کرتا ہے عمر اُسکے ایمان کے ساتھ پھرتا ہے۔

" خرجہ فی فضائلہ،

اَے عمر ہمیں یاد رکھنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اجازت دے کر

فرمایا! اَے اخی! اپنی دُعا میں بُھلا نہ دینا اور ایک روایت میں ہے اَے بھائی ہمیں اپنی دُعاؤں میں شریک رکھنا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! مجھے اس سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں جس پر سورج طلوع ہوتا ہے کہ آپ نے مجھے یا اخی فرمایا،

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، حافظ سلفی اور صاحب صفوت نے کی اور ابن حرب طائی نے اسکی تخریج کرتے ہوئے کہا کہ آپؐ نے فرمایا تھا! ہمیں اپنی نیک دُعاؤں میں یاد رکھنا اور بھول نہ جانا۔

حضور کے روضہ پر بارش طلب کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں لوگ قحط کا شکار ہوئے تو ایک شخص نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ لوگ ہلاک ہو گئے اُمت کو بارش عطا فرمائیں، کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں اُسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا! عمرؓ کے پاس جاؤ تاکہ وہ لوگوں کے لئے بارش طلب کرے تو یقیناً اُنہیں بارش مل جائے گی اور اُسے کہنا تجھ پر ذہانت ہے ذہانت ہے۔

وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آیا تو وہ رونے لگے اور کہا! اَے پروردگار جو میرے بس میں ہے وہ کرتا ہوں مگر جس سے عاجز ہوں،

" بغوی اور ابوعمر نے فضائل بغوی میں یہ روایت نقل کی "

حضرت عمرؓ کی ناراضگی سے خدا ناراض ہو جاتا ہے

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عُمرؓ کی ناراضگی سے بچو یقیناً اللہ تبارک و تعالےٰ عُمرؓ کی ناراضگی سے ناراض ہو جاتا ہے۔

اس روایت کی تخریج صاحب نزہت نے اور ملاء نے سیرت میں کی اور ایک روایت میں ہے عُمرؓ کو ناراض نہ کرو عُمرؓ کی ناراضگی سے اللہ تبارک و تعالےٰ ناراض ہو جاتا ہے۔

" دونوں روایتیں ابوالحسین بن احمد البناء الفقیہ نے نقل کی ہیں "

۲ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا عمرؓ پر اُن کے رب کا سلام پڑھیں اور اُنہیں بتادیں کہ اُن کی رضا حکم اور اُنکی ناراضگی تنگی ہے۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوسعید نقاش اور ملاء نے کی اور ملخص میں روایت بالمعنیٰ نقل ہوئی۔

حمید کی زندگی شہید کی موت

۱ پیش ازیں عشرہ کے علاوہ حرا ٹھہر جا، اُحد ٹھہر جا اور ثبیر ٹھہر جا اصحاب ثلاثہؓ کے بارے میں بیان ہوا اور حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دائرۃ العرب میں صاحب رحا کی زندگی قابلِ تعریف شہادت ہے۔ لوگوں نے کہا وُہ کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا! عُمرؓ بن خطابؓ۔

۲ اس سے قبل یحییٰ بن معینؒ سے صُوفی کی حدیث اصحاب ثلاثہ کے باب میں بیان ہُوئی اور اُن سے ابوبکر بن ضحاک بن مخلد نے دُوسروں کے علاوہ حضرت عمرؓ کے قصہ میں بلفظہا بیان کی اور حدیث رخو ابن بردہ اُنکے خصائص میں پہلے بیان ہوئی کہ وُہ خلیفہ مستخلف اور شہید مستشہد ہیں۔

۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر سفید کپڑا دیکھا تو فرمایا کیا تمہاری قمیص نئی ہے یا دُھلی ہوئی ہے؟

حضرت عمرؓ نے عرض کیا! بلکہ نئی ہے۔

آپ نے فرمایا! اجدید پہن، حمید زندہ رہ اور شہید فوت ہو۔

۴ عبدالرزاق نے کہا کہ حضرت سفیان ثوری نے اسماعیل بن ابی مخلد سے مزید یہ الفاظ بیان کئے کہ اللہ تعالےٰ تجھے دُنیا و آخرت میں آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمائے۔

" خرجہ ابوحاتم "

۵ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کیا! اے امیرالمومنین میں نے تورات میں آپ کا ذکر ایسے پایا اور آپ مقتول شہید ہونگے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! میرے لئے شہادت ہے اور میں جزیرۃ العرب میں ہوں؟

۶ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک روز منبر پر پڑھا۔

جنات عدن یدخلونہا

پھر فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں جنات عدن کیا ہے؟ جنت میں ایک محل ہے جس کے پانچ ہزار دروازے ہیں ہر دروازے پر دس ہزار حُور العین ہیں اس محل میں سوائے نبیؐ کے داخل نہیں ہوگا اور مبارک ہو اِن صاحب قبر کو اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کی طرف اشارا کیا اور یا صدیق داخل ہوگا اور حضرت اُبوبکر صدیقؓ کی طرف اشارا کیا اور یا شہید داخل ہوگا اور مجھ پر عُمر کے لئے شہادت ہے،

پھر فرمایا! جس ذات نے مجھے اُبوجہل کی بہن حنتمہ بنت ہشام سے جنم دیا وُہ اِس پر قادر ہے۔

کیا اُبوجہل حضرت عمر کا سگا ماموں تھا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہا نے فرمایا

فساقها اللّٰه علىٰ يدى شر خلقه مجوسى عبد مملوك للمغيرة بن شعبه

ایسے ہی اِس حدیث میں ہشام بن مغیرہ کی قید ہے پھر اُبوجہل کی بہن کی تاکید ہے اور یہ اُس کے لئے حجُت ہے جو کہتا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر کی والدہ ہشام بن مغیرہ کی بیٹی تھی۔

پیش ازیں آپ کے نسب میں اس کا ذکر ہُوا اور ابوجہل کی بہن کا اُس پر اطلاق ہوگا کیونکہ وُہ بہن کے درجہ میں تھیں اور بیشک وُہ اُبوجہل کے چچا کی بیٹی تھی۔

حضرت عمرؓ کا علم و فہم

پیش ازیں اُن کے خصائص میں یہ حدیث بیان ہو چکی ہے کہ اُنہوں نے حضرت اُبوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ دیا جو

اُن کے غزارۂ علم اور حُسنِ نظر پر دلالت کرتا ہے۔

اور حضرت ابن عُمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی حدیث کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دُودھ پیا اور باقی ماندہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالٰے عنہ کو عطا فرمایا اور اِسکی تعبیر علم ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کی حدیث کہ اگر حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالٰے عنہ کا علم ایک پلڑے میں اور تمام مخلوق کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے تو حضرت عمرؓ کا پلڑہ بھاری ہوگا ان دونوں روایات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کی زیادتیٔ علم پر دلیل ہے۔

ان ہی سے روایت ہے کہ زید بن وہب کو فرمایا! جو تجھے عمرؓ نے پڑھایا ہے پڑھ بیشک ہم میں کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والے اور اللہ کے دین میں زیادہ فقیہ حضرت عمرؓ ہیں"

" اِس روایت کی تخریج علی بن حرب طائی نے کی۔

حضرت عُمر کے جانے سے نو حصّے علم چلا گیا

حضرت خلد اسدیؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصاحبت میں رہا تو میں نے اُن سے زیادہ دین کا فقیہ کتاب اللہ کا عالم اور احسن مدرس کسی کو نہیں دیکھا۔

انہی سے روایت ہے کہ میں نے حساب لگایا کہ حضرت عمرؓ جس روز گئے نو حصّے علم چلا گیا۔

انہی سے روایت ہے کہ حضرت عمرُ ہم میں اللہ کو زیادہ جاننے والے، کتاب اللہ کو زیادہ پڑھنے والے، اللہ کیلئے زیادہ ڈرنے والے ہیں، خدا کی قسم!

وُہ مسلمانوں کے گھر والوں کے پاس نہ جاتے اور اُنہیں کوئی برائی پہنچتی تو غمزدہ ہو جاتے ،

نزولِ آیات کا علم

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں اگر وُہ ہم پر نازل ہوئی تو ہم اُس روز عید مناتے ،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ، وُہ کونسی آیت ہے ؟

یہودی نے کہا !

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [۱]

آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پُورا کر دیا اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں ، یہ کس وقت اور کس مقام پر نازل ہوئی ، یہ رات کو عرفہ کے مقام پر نازل ہوئی اور ہم جمعہ کے دن وقوف کئے ہوئے تھے ، " بخاری ، مسلم "

دقائق کو جاننا

حضرت طارق بن شہاب ہی سے روایت ہے کہ حضرت ابُو بکرؓ کے پاس بنی اسد اور غطفان کا وفد آیا ، اور اُن سے پوچھا حربِ الجلیہ اور سلمِ المخزیہ کے

[۱] المائدہ آیت ۳

درمیان اُن کی بھلائی صُلح ہے ۔

لوگوں نے کہا ! ہم الجلیہ کو جانتے ہیں المخزیہ کیا ہے ؟ کہا کہ تمہاری غنیمتیں اور حلقہ و کراع جو ہمیں پہنچیں گے وُہ ہم لے لیں گے اور جو تمہیں ہماری طرف سے ملے گا اُسے تم واپس کرو گے ہمارے قاتل اور تمہارے مقتول دونوں جہنم میں ہونگے ، ہم راہیوں کو چھوڑ کر اُونٹوں کے پیچھے پیچھے چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ رسُولؐ اور مہاجرین کو تمہاری معذرت دکھا دے اُس نے جو کہا تھا حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر فرمایا ! حربِ الجلیہ اور سلمِ المخزیہ کا جو ذکر کیا ہے تو وُہ اچھا بیان ہے ۔

اور جو بیان کیا ہے کہ ہمیں تم سے جو غنیمت پہنچتی ہے اور جو ہم سے تمہیں پہنچتا ہے وُہ لوٹا دیتے ہیں تو یہ اچھا ذکر ہے ۔

اور جو ذکر کیا ہے کہ ہمیں قتل کرتے ہیں اور تمہارے قتل کئے ہُوئے دوزخ میں جائیں گے تو بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے حُکم پر قتل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اِس کا اجر ہے اس کے لئے دیات نہیں ،

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا ! اُن لوگوں نے اِس کی تائید اور اِتباع کی ،

اِس سیاق کے ساتھ اِس روایت کی تخریج حمیدی نے برقانی سے بخاری کی شرط پر کی ہے ۔

قرآن ایسے سیکھو

حضرت ابی العالیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن مجید کی پانچ پانچ آیات سیکھو یقیناً جبریل علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ پانچ آیات لیکر نازل ہوئے تھے ،

" خرجہ المخلص الذہبی

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! امارت پر کوئی حرص نہ کرے ہر حرص اس میں برابر ہے ،

" خرجہ ، ابو معاویہ " .

حضرت عباس شوریٰ میں کیوں شامل نہ تھے

محمد بن جریر طبری سے کسی نے پوچھا! حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما باوجود اپنی جلالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت و منزلت کے شوریٰ میں چھ آدمیوں کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نہیں گئے تھے ؟

انہوں نے فرمایا! اصحاب شوریٰ سابقین اور اہل بدر سے ہیں جب کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ ہجرت فرمائی اور نہ پہلے ایمان لانے والوں سے ہیں اور نہ بدری ہیں اور حضرت عمرؓ اس پر اپنے عمل میں اس پر فتویٰ نہیں دیتے تھے ۔

مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا! کسی کا معصیت کی خواہش نہ رکھتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنا افضل ہے یا معصیت کی خواہش ہوتے ہوئے اس پر عمل نہ کرنا افضل ہے ؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! وہ لوگ جو معصیت کی خواہش رکھتے ہوئے اس پر عمل نہیں کرتے ان کے دلوں کے تقوے کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا ہے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ، اس روایت کی تخریج

حافظ ابن ناصر سلامی نے کی ہے ۔

حضورؐ سے پوچھنے کا سلیقہ

پیش ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں سے پانچویں موافقت میں اس کا بیان ہوا ۔

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ہمیشہ کا روزہ کیسے ہے ؟

آپ یہ سن کر ناراض ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکی ناراضگی کو محسوس کرتے ہوئے کہا!

ہم اس پر راضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے ، اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ہمارے نبی ہیں ، ہم اللہ تعالیٰ کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی سے پناہ مانگتے ہیں ،

حضرت عمر ان جملوں کی مسلسل تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی دور ہو گئی اور آپ پُرسکون ہو گئے تو عرض کی ہمیشہ روزے رکھنے والا کیسا ہے ؟

آپؐ نے فرمایا! نہ اُس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا ،

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیسا ہے جس نے دو دن روزہ رکھا اور ایک دن افطار کیا ؟

آپ نے فرمایا! کیا اس کی کوئی طاقت رکھتا ہے ؟

عرض کیا! وہ کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے؟

آپ نے فرمایا! یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی! وہ کیسا ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے؟

آپ نے فرمایا! میں اسے پسند کرتا ہوں کہ اس پر طاقت ہو، پھر فرمایا! ہر مہینے سے تین روزے اور رمضان المبارک سے رمضان المبارک تک پورے مہینے کے روزے ہیں

ہے عرفہ کے روزے تو میرا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادے گا اور میرا گمان ہے کہ یوم عاشورا کے روزے سے ایک سال قبل کے گناہ مٹادے گا۔

حضرت عمر فاروق کی فراست

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ہم کہا کرتے تھے حضرت عمرؓ کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے۔ "خرجہ، ملاء فی سیرتہ۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے تو فرماتے حضرت عمر کے پاس اونٹ بکریاں وغیرہ اللہ تعالیٰ کا مال تھا میں نے کبھی اُن کے ہونٹ ہلتے نہیں دیکھے مگر وہی ہوتا جو فرمادیتے۔

"خرجہ، الجوہری۔"

سابقہ کاہن سے ایک مکالمہ

انہی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا! جو چیز میرے خیال میں آتی ہے وہ میرے گمان کے مطابق ہو جاتی

ہے ایک دن حضرت عمرؓ تشریف فرما تھے کہ ایک خوبصورت شخص گذرا، آپ نے فرمایا میرا گمان ہے کہ یہ شخص یا تو اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا اُن کا کاہن تھا، وہ شخص میرے پاس آیا تو حضرت عمرؓ نے اُسے بلا کر فرمایا! میرا گمان ہے کہ یا تو تُو اپنے جاہلیت کے دین پر ہے یا اُن کا کاہن ہے؟

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے اُس روز کی طرح کسی مسلمان کو آپ کے ساتھ مقابلہ کرتے نہیں دیکھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ کو بہر صورت مجھے یہ بتانا پڑے گا۔

اُس نے کہا! میں اُن کا کاہن تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ کو آپ کے جن نے سب سے عجیب خبر کیا سنائی تھی؟

اُس نے کہا! میں ایک روز بازار میں تھا کہ وہ آیا تو میں نے اُسے پہچان لیا اُس نے گھبراہٹ اور خوف کے ساتھ کہا! کیا تُو نے جن کو اور اُسکے ابلیسوں دیکھا جو اپنی اساس کے بعد نقصان کو پہنچا اور اُس کا احلاس قلاص کے ساتھ مل گیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تو نے سچ کہا! میں اُن کے بتوں کے پاس سویا ہوا تھا کہ ایک شخص ایک بیل لایا اور اُسے ذبح کیا، وہ بیل اِس زور سے ڈکرایا تھا کہ میں نے اتنی شدید آواز کبھی نہیں سُنی اُس نے ڈکراتے ہوئے کہا!

اے جلیح، امر نجیح فصیح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

پس لوگ کھڑے ہو گئے ہم وہاں سے اُس وقت تک نہیں ہٹے جب تک اُسکے پیچھے نہ دیکھ لیا، پھر آواز آئی

اے جلیح، امر نجیح، رجل فصیح کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ

میں کھڑا ہو گیا۔

"خرجہ، بخاری"

عبداللہ بن مسلمہؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک وفد کی صورت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور میں اُن سے آپکے زیادہ قریب بیٹھا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُشتر کی طرف دیکھا اور آپ کی نظر اُس میں صواب پر تھی پھر فرمایا! کیا اُشتر تم میں سے ہے؟ لوگوں نے کہا! ہاں آپ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اِسے قتل کرے اور اِس کے ساتھیوں کو اِس کے شر سے محفوظ رکھے، خدا کی قسم میں عصیب کے دِن اِس سے مسلمانوں کا حساب لُوں گا، کہا کہ اس کے بیس سال بعد اُشتر سے یہ امر ظہور میں آیا۔

"خرجہ، ملاء فی سیرتہ"

بن دیکھے سواد بن قاربؓ کو پہچان لینا

ان کے علاوہ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص گذرا تو کسی نے کہا آپ اِسے جانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! مجھے ایک شخص کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ اُس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے بارے میں غیب کی خبر ظاہر فرمائی تھی، اُس کا نام سواد بن قارب تھا میں نے اُسے دیکھا نہیں اگر وُہ زندہ ہے تو وُہ یہی شخص ہے اور وُہ اپنی قوم میں صاحب شرف و منزلت تھا پھر آپ نے اُس شخص کو بلا کر فرمایا! کیا آپ سواد بن قاربؓ ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کے بارے میں غیب پر اطلاع دی تھی؟

اُنہوں نے کہا! ہاں اَے امیر المومنین،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ وُہی ہیں جو اپنے کاہنوں کے مذہب پر تھے۔

اُنہوں نے شدید غضبناک ہو کر کہا! اے امیر المومنین خدا کی قسم! میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا۔

حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! سُبحان اللہ! آپ جس کہانت پر تھے ہیں اُس سے زیادہ بڑے شرک میں مُبتلا تھا۔

آپ مجھے بتائیں کہ آپ کے رب نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور کی خبر کیسے دی؟

اُنہوں نے کہا! اَے امیر المومنین میں ایک روز نیند اور بیداری کے عالم میں تھا کہ میرے جن نے میرے پاؤں پر تھپکی دے کر کہا اَے سواد بن قارب اگر تو فہیم و عقیل ہے تو فہم و عقل سے کام لے، لوی بن غالب میں رسُول مبعوث ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بُلاتے ہیں پھر اُس نے یہ شعر پڑھے۔

عَجبتُ للجنّ وتَحساسها — وشدّها العيسَ بأحلاسها
تهوي إلى مكّة تبغي الهدى — ما خيرُ الجنّ كأنجاسها
فارحلْ إلى الصّفوةِ من هاشمٍ — واسم بغيتكَ إلى رأسها

جن کے لئے تعجب ہے کہ وُہ اسے محسوس کرتا ہے اور گھوڑے کے سواروں کے ساتھ گشت کرتا ہے،

میں مکہ معظمہ کی طرف گیا تو مجھے ہدایت نصیب ہُوئی، بہتر جن جو اُن کے انجاس کی طرح نہیں،

بنی ہاشم کے چُنے ہُوئے کی طرف چل۔

پھر وُہ دوسری اور تیسری رات کو آیا تو مجھ سے پہلی بات کی طرح بات کی اور شعر پڑھے تو میرے دِل میں اِسلام کی محبت جاگزیں ہو گئی اور میں اُس میں

رغبت رکھنے لگا۔

صبح ہوئی تو میں اپنی اُونٹنی پر سوار ہو کر عازمِ مکہ ہوگیا تو مجھے معلوم ہُوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں وہاں سے میں مدینہ منورہ میں آیا اور آپ کے بارے میں پُوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ مسجد میں رونق افروز ہیں، میں نے اپنی اُونٹنی کے گھٹنے باندھے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا پھر میں مسلسل آپ کے قریب ہوتا رہا یہاں تک کہ آپؐ کے سامنے آگیا اور یہ واقعہ اور اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بیان کیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ میری اس بات سے بہت خوش ہوئے یہاں تک کہ اُن کے چہروں پر مسرّت کی لہر دوڑ گئی۔

حضرت عمر یہ سُن کر کھڑے ہوگئے اور پھر سواد کو بٹھا کر فرمایا! مجھے آپ سے یہ حدیث سُننا زیادہ محبوب تھا مجھے آپ یہ بتائیں کہ وُہ جن اب بھی آپ کے پاس آتا ہے؟

اُنہوں نے فرمایا! میں اب قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہُوں اور وُہ میرے پاس نہیں آتا اور اللہ کی کتاب بہتر معاوضہ ہے۔

" خرجہ، فی فضائلہ۔

کشف یا کرامت ساریہ کو پکارنا

حضرت عمر بن الحرث سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمیں جمعۃ المبارک کا خُطبہ سُنا رہے تھے کہ انہوں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا!

یاساریۃ الجبل۔ پھر خُطبہ شروع کر دیا۔

حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا! یہ شخص

دیوانہ ہے کہ خُطبہ چھوڑ کر آواز دیتا ہے، یاساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہو جا، پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے امیر المومنین آپ نے لوگوں سے کیسی گفتگو فرمائی ہے اور آپ نے خُطبہ کے درمیان، "یاساریۃ الجبل" کی جو آواز دی تھی وُہ کیا چیز تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم یہ میری قابلیت نہیں اُس وقت میں نے دیکھا کہ ساریہ اور اُس کے ساتھی پہاڑ کے پاس جنگ کر رہے ہیں اور پہاڑ اُن کے سامنے اور اُن کے پیچھے ہے تو میں اس پر قابو نہ رکھ سکا اور میں نے کہا! اے ساریہ پہاڑ کی طرف تو وُہ پہاڑ کے ساتھ مل گئے۔ راوی نے کہا کہ چند دنوں کے بعد ساریہ کا قاصد خط لیکر آیا جس میں لکھا تھا ہم لوگ جمعۃ المبارک کے دن صُبح کی نماز پڑھ کر کافروں سے جنگ کر رہے تھے جب جمعہ کی نماز کا وقت ہُوا اور سُورج سر پر آگیا تو ہم نے دو مرتبہ الجبل الجبل کی آواز سُنی تو ہم پہاڑ کے گوشے میں ہوگئے پھر ہم نے غضبناک ہو کر دشمنوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شکست دے دی۔

دریائے نیل کا خط سے جاری ہونا

روایت ہے کہ جب مصر کو فتح کر لیا گیا تو وہاں کے لوگ حضرت عمرو بن العاص کے پاس آئے اور اُنہیں کہا یہ نیل ہر سال ایک کنواری لڑکی کی ضرورت محسوس کرتا ہے اگر اس میں لڑکی کو نہ ڈالا جائے تو رواں نہیں ہوتا اور علاقہ قحط اور بربادی کا شکار ہو جاتا ہے، عمرو بن العاص نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس اس صورتِ حال کے بارے میں پیغام بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں نیل کے نام ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ کے بندے عمر بن خطاب کی طرف سے نیل مصر کی طرف، اما بعد!

اگر تو ذاتی طور پر رواں تھا تو ہمیں تیری ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا تھا تو اللہ کے نام سے جاری ہو جا،

اور حکم دیا کہ اس خط کو نیل میں ڈال دیا جائے چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو اس رات دریائے نیل سولہ ہاتھ یعنی چوبیس فٹ کی چوڑائی میں بہنے لگا اور پھر ہر سال اس میں چھ ہاتھ کی چوڑائی کا اضافہ ہوتا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کا خط نیل میں ڈالا گیا تو وہ جاری ہو گیا اور اس کے بعد کبھی نہیں رکا۔"

ان دونوں روایات کی تخریج علماء نے اپنی سیرت میں کی ہے۔"

جھولی پھیلائی تو بارش ہو گئی

خوات بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ زبردست قحط کا شکار ہو گئے آپ نے لوگوں کو بارش طلب کرنے کیلئے نکلنے کا حکم دیا اور ان کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی پھر اپنی چادر مبارک کے دائیں گوشے کو بائیں اور بائیں کو دائیں پر ڈال کر اپنے ہاتھوں میں جھولی بنا کر کھولا اور کہا! الٰہی! ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تیری طرف متوجہ ہیں، ابھی لوگ وہاں سے ہٹے بھی نہ تھے کہ بارش ہونے لگی،

خدا کی آواز

اس واقعہ کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں اعرابی حاضر ہوئے اور

عرض کی اے امیر المومنین ہم فلاں وقت اور فلاں دن اپنی وادی میں تھے تو بادل چھا گیا اور ہم نے اس میں سے یہ آواز سنی، اے ابا حفص ہم نے تجھے بارش عطا فرما دی، اے ابا حفص ہم نے تجھے بارش عطا فرما دی۔"

مبارک اولاد کی پیشگوئی

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک رات گشت کرتے ہوئے ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنی بیٹی کو کہہ رہی تھی۔

قومی اللبن یعنی ۔ دودھ میں پانی ڈال دے،

اس کی بیٹی نے کہا! میں یہ نہیں کروں گی کیوں کہ امیر المومنین نے اس سے منع کر رکھا ہے،

عورت نے کہا! امیر المومنین یہ کہاں دیکھ رہے ہیں؟

بیٹی نے کہا! امیر المومنین نہیں دیکھتے تو ان کا رب تو اسے دیکھ رہا ہے،

جب صبح ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے حضرت عاصم بن عمر کو اس مکان کا نقشہ بتا کر فرمایا وہاں ایک لڑکی ہے اگر اس کی شادی نہ ہوئی ہو تو اس سے نکاح کر لے شائد اللہ تعالےٰ تجھے اس سے نسمہ مبارکہ عطا فرمائے، پس حضرت عاصم بن عمرؓ سے اس لڑکی سے شادی کر لی تو اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جس سے عبدالعزیز بن مروان نے شادی کی تو اس کے ہاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیدا ہوئے۔"

بن دیکھے پہچان لیا

اسود بن قیس نے یمن میں دعویٰ نبوت کیا تو ابو مسلم خولانی سے اس

نے کہا! گواہی دے کہ میں اللہ کا رسُول ہُوں"۔

حضرت ابُومسلم نے یہ گواہی دینے سے انکار کر دیا تو اُس نے کہا! کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمدﷺ اللہ کے رسُول ہیں؟

اُنہوں نے کہا! ہاں"۔

اَسود بن قیس نے بہت بڑا الاؤ جلا کر اُنہیں اس میں ڈال دیا مگر آگ نے کوئی نقصان نہ پہنچایا، بعد ازاں اَسود نے اُنہیں علاقہ بدر کر دیا تو وُہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تکریماً میں آ گئے، جب وُہ مسجد میں داخل ہُوئے تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کو فرمایا! یہ تمہارے ساتھی ہیں جنہوں نے اسود کو جھوٹا قرار دیا تو اُس نے انہیں جلانے کے لئے آگ میں ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے نجات عطا فرما دی، جبکہ نہ تو لوگوں نے اِس واقعہ کو سُنا تھا اور نہ ہی حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور نہ ہی لوگوں نے اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مسلم بن خولانی کو کبھی دیکھا تھا۔

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر مسلم بن خولانی کو گلے لگایا اور رَو کر فرمایا کیا آپ عبداللہ بن ثوب نہیں ہیں؟ اُنہوں نے فرمایا! ہاں میں وُہی ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے اُس وقت تک موت نہیں دی جب تک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُمت سے ایک ایسے شخص کی زیارت نہ کرا دی جو حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی شبیہ ہے۔

اِس روایت کی تخریج فضائل عُمر میں کی گئی اور ابو حاتم نے دوسرے معنے پر لفظ ادعب کے ساتھ اِسے نقل کیا۔

اعرابی کے دل کا حال جاننا

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اعرابی کو پہاڑ سے اُترتے دیکھ کر فرمایا اِس شخص کا بیٹا فوت ہو گیا تو اِس نے اُس کے غم کو شعروں میں نظم کیا اگر آپ لوگ چاہیں تو اِس سے وُہ شعر سُن لیں، پھر اعرابی کو فرمایا! تُو کہاں سے آیا ہے؟

اُس نے کہا! پہاڑ کے اُوپر سے

آپ نے فرمایا! تو وہاں کیا کرتا ہے؟

اُس نے کہا! جو مجھے دیا گیا ہے دبتا ہُوں۔

آپ نے فرمایا! تجھے کیا ودیعت کیا گیا ہے؟

اُس نے کہا! پہاڑ کی اِس جانب میرا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔

آپ نے فرمایا! ہم نے اِس میں تیرا مرثیہ سُنا ہے۔

اُس نے کہا! اے امیرالمومنین کیا آپ جانتے ہیں؟ خدا کی قسم! میں نے کسی کو اِس پر مطلع نہیں کیا بلکہ اپنے آپ سے بات کی تھی، پھر اُس نے یہ شعر پڑھے۔

يا غائباً ما يئوب من سفرِهْ ... عاجلَهُ موتُهْ على صغَرِهْ
يا قرةَ العين كنتَ لي أنساً ... في طولِ ليلى نعم وفى قصرِهْ
ما تقع العين حين ما وقعت ... في الحي مني إلا على اثرِهِ
شربت كاساً أبوك شاربه ... لا بد منهُ لهُ على كبرِهْ
يشربها والانامُ كلهمْ من كا ... نَ فى بدوِهِ وفي حضرِهْ
فالحمدَ لله لا شريك له ... في حكمهِ كانَ ذا وفي قدرِهْ
قدر موتاً على العباد فما ... يقدر خَلق يزيد في عمرِهْ

اَے غائب ہونے والے تو اپنے سفر کو آمادہ ہُوا، اُسے صغیر سنی میں عُجلت سے موت آگئی،

اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو چھوٹا ہو کر لمبی رات میں میرا مُونس تھا،

میری زندگی میں کوئی واقعہ نہیں ہُوا مگر جو ہُوا اُسکے اثر پر ہُوا،

تیرے باپ کو بھی بڑھاپے میں لازماً موت کا پیالہ پینا ہے،

اور لوگوں میں سے ہر ایک کو سفر وحضر میں موت کا جام نوش کرنا ہے،

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جسکے حُکم اور تقدیر میں اُس کا کوئی شریک نہیں،

بندوں پر موت مقرّر ہے پس مخلوق اُس کی عمر کو زیادہ کرنے میں قادر نہیں،

کہا کہ حضرت عمر یہ سُن کر رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی

اور فرمایا اے اعرابی تُو نے سچ کہا ہے۔

حضرت عثمان کو شہید کر دیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اِس طرح آہ کھینچی کہ ہمیں اُن کی رُوح پرواز کر جانے کا گمان ہو گیا، میں نے کہا! خُدا کی قسم آپ ایسی آہ سوائے ہم وغم کے نہیں کھینچ سکتے؟ آپ نے فرمایا! غم! خُدا کی قسم شدید غم ہے، کہ میں مقام خلافت کے لئے کسی کو نہیں پاتا، اُن سے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر حضرت عثمان حضرت عثمان، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا گیا تو اُنہوں نے اُن سب کا ایک دُوسرے سے عارضہ بیان کیا، اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! وہ اپنے قریبیوں سے تکلیف اُٹھائیں گے اگر میں نے اُنہیں خلیفہ بنا دیا تو وہ تمام بنی اُمیّہ کو گورنر بنا دیں گے، اور لوگوں

کی گردنوں پر بنی ابی معیط کو چڑھا دیں گے، خدا کی قسم! اگر میں یہ کام کروں تو یہی ہو گا، خدا کی قسم اگر یہ ہو گیا تو تمام عرب اُن کی طرف اُمڈ آئیں گے، یہاں تک کہ اُنہیں قتل کر دیں، خدا کی قسم! اگر یہ کام ہوا خدا کی قسم! اگر میں نے یہ کیا تو یہی ہو گا خدا کی قسم یہ ہوا تو ایسا کریں گے۔ " خرجہ، فی فضائلہ "

حضرت عیسٰے کے وصی کا حضرت عمر کو پیغام

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جو کہ قادسیہ میں تھے کو گرامی نامہ تحریر فرمایا کہ حضرت نضلہ بن معاویہؓ انصاری کو عراق کے کاہنوں کی طرف جنگ کرنے کے لئے بھیج دیں، آپ کے حُکم کے مطابق حضرت سعدؓ نے حضرت نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ بھیج دیا تو اُنہوں نے اُنکے ڈیروں پر پہنچ کر اُن سے جنگ کی اور فتحیاب ہو کر اُنہیں قیدی بنا لیا پھر وہ مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لیکر کاہنوں کے بازار میں آئے اور عصر کے آخری وقت میں نماز ادا کی، جب سُورج غروب ہونے کو آیا تو حضرت نضلہ مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لیکر دامن کوہ میں تشریف لے آئے اور کھڑے ہو کر اذان دی،

حضرت نضلہ نے کہا! اللہ اکبر! اللہ اکبر

تو پہاڑ سے جواب آیا اَے نضلہ کبرت کبیرا۔

اُنہوں نے کہا! اشہد ان لا الٰہ الا اللہ

جواب آیا اَے نضلہ یہ کلمہ اخلاص ہے،

اُنہوں نے کہا! اشہد انّ محمّد رسول اللہ

جواب آیا اَے نضلہ یہ وُہ ہیں جن کی بشارت ہمیں حضرت عیسٰی بن مریم علیہا السلام نے دی تھی انہی کی اُمت پر قیامت قائم ہوگی،

حضرت نضلہ نے کہا! حیّ علی الصلوٰۃ،

جواب آیا جو اِس کی طرف چلتا ہے اُس کے لئے طوبیٰ ہے اور اِس پر مداومت ہے۔

حضرت نضلہ نے کہا! حیّ علی الفلاح

جواب آیا جس نے قبول کیا فلاح پائی"

حضرت نضلہ نے کہا! اللہ اکبر! اللہ اکبر! لا الٰہ الا اللہ

جواب آیا اے نضلہ! یہ سب خالص اخلاص ہے اِس کے ساتھ اللہ تعالےٰ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر دیا"

حضرت نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے کھڑے ہو کر جواب دینے والے کو کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تُو کون ہے، تو فرشتہ ہے یا جن ہے یا اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ہے ہم نے تیری آواز کو سُنا تو تیری صورت دیکھنے کے خواہشمند ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عمر بن خطابؓ کا وفد ہے۔

راوی نے کہا کہ پہاڑ چکی کی طرح پھٹ گیا اور ایک شخص نمودار ہوا جسکے سر اور ڈاڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے اور اُس نے اُون کا بوسیدہ کمبل اوڑھ رکھا تھا، اُس نے کہا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

لوگوں نے کہا! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے؟

اُس نے کہا! اللہ تعالےٰ کے نیک بندے حضرت عیسٰے بن مریم علیہ السلام کا وصی زریب بن برثملا ہوں میں اِس پہاڑ میں سکونت پذیر ہوں اور میرے لئے حضرت عیسٰے علیہ السلام نے لمبی عمر کی دُعا فرمائی تھی یہاں تک کہ وُہ آسمان سے نزول فرمائیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا اسلام کہنا اور کہنا اے عمرؓ!

اس پر مضبوط رہے یقیناً قیامت قریب ہے اور انہیں اُن خصائل کے بارے میں بتانا جو میں تمہیں بتا رہا ہوں"

اے عمرؓ! جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے یہ خصائل آپ پر ظاہر ہوں تو بھاگ جائیے، اور وُہ یہ ہیں کہ مرد مرد کے ساتھ اور عورت عورت کے ساتھ استغناء حاصل کرے گی اور لوگ اپنے آپ کو اپنے نسب کے علاوہ نسب سے منسوب کریں گے اور اپنے موالی کے علاوہ کی طرف منسوب ہونگے اور اُن کے چھوٹوں بڑوں پر رحم نہیں کریں گے اور اُس معروف کو چھوڑ دیں گے جس کا اُنہیں حکم نہیں دیا گیا اور اُس منکر کو چھوڑیں گے جس سے اُنہیں روکا گیا، اُن کے عالم جلبِ زر کے لئے علم حاصل کریں گے۔

بارش سیلاب لائے گی اور پیدائش ناتمام ہوگی، مینار لمبے ہونگے، مصاحف کشادہ ہونگے، مساجد کی تزئین کی جائے گی، نباتات ظاہر ہونگی، عمارتیں اونچی بنائی جائینگی، خواہشات کی اتباع کی جائے گی دُنیا کے ساتھ دین کو فروخت کیا جائے گا، قطع رحمی کی جائے گی، حکم بیچا جائے گا، سُود کھائیں گے اور گانا بجانا عام ہوگا آدمی اپنے گھر سے نکل کر اُسکے پاس جائے گا جو اُس سے بہتر ہوگا پس اُسے سلام کہیں گے، عورتیں گھوڑے کی زین پر سوار ہونگی، پھر اُن سے غائب ہوگا تو اُسے نہیں دیکھے گا،

حضرت نضلہؓ نے یہ واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا اور اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا، حضرت عمرؓ نے اُنہیں لکھا آپ اپنے مہاجرین و انصار ساتھیوں کو لیکر اُس پہاڑ پر جائیں اور اگر اُس شخص سے ملاقات ہو تو اُسے میرا اسلام کہیں، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار ہزار مہاجرین و انصار کو

لیکر اُس پہاڑ پر تشریف لائے اور وہاں چالیس روز قیام فرمایا اور نماز کے وقت اذان دیتے رہے مگر اُس شخص نے نہ جواب دیا اور نہ ہی بات کی۔

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسریٰ کے شہروں کی طرف لشکر بھیجا اور اُن پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا، جب یہ لوگ دجلہ کے کنارے پہنچے تو وہاں کشتی موجود نہ تھی۔

حضرت سعد اور حضرت خالد رضی اللہ تعالےٰ عنہما آگے بڑھے اور فرمایا اے دریا اگر تُو اللہ کے حکم سے جاری ہے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حرمت اور آپ کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عدل کے صدقہ سے ہمیں راستہ دے دے تاکہ ہم تجھے عبور کر جائیں۔

پس اُن کا لشکر گھوڑوں اور اُونٹوں پر سوار ہو کر دریا کو عبور کر گیا، اور میدان کی طرف چلا گیا۔

تیرے گھر والے جل گئے

حضرت عمرؓ نے ایک اعرابی سے پوچھا تیرا نام کیا ہے، اُس نے کہا! جمرہ یعنی انگارہ

فرمایا! تیرا باپ کون ہے؟

کہا! شہاب یعنی شعلہ

فرمایا! تیرا قبیلہ کونسا ہے؟

کہا! حرقہ یعنی آگ

فرمایا! کہاں رہتے ہو؟

کہا! حرہ میں

فرمایا! کس حرہ میں

کہا! بلظی یعنی بھڑکنے والی آگ میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا دیکھ تیرے گھر والے جل گئے، پس وُہ شخص تیزی سے گیا اور اُس نے ویسے ہی پایا جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

خواب میں ملنے والی کھجور

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے خواب میں دیکھا گویا کہ وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھ رہے ہیں، اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محراب سے ٹیک لگا رکھی ہے اسی اثناء میں ایک لڑکی آئی اور اُس نے کھجوروں کا تھال آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اُس سے ایک کھجور اُٹھائی اور فرمایا، اے علیؓ! یہ کھجور لوگے؟

میں نے کہا! ہاں یا رسول اللہ

آپ نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور کھجور میرے منہ میں ڈال دی پھر آپؐ نے دوسری کھجور اُٹھا کر مجھے لیسے ہی فرمایا تو میں نے کہا ہاں، پس آپ نے وہ کھجور بھی میرے منہ میں ڈال دی، میں بیدار ہوا تو میرے دل میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اشتیاق تھا اور منہ میں کھجور کی مٹھاس موجود تھی، پھر میں نے وضو کیا اور مسجد میں جا کر حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی محراب کی طرف ہوا تو حضرت عمرؓ نے محراب سے ٹیک لگا رکھی تھی

میں نے چاہا کہ اپنا خواب بیان کروں مگر اس سے پہلے ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازہ پر ٹھہر گئی، اُس کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال تھا جو اُس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رکھ دیا، حضرت عمر نے اُس سے ایک کھجور اٹھا کر کہا۔

یا علی! کیا آپ اسے کھائیں گے؟

میں نے کہا! ہاں

اُنہوں نے میرے منہ میں کھجور ڈال دی، اُنہوں نے دوسری کھجور اُٹھا کر پہلے کی طرح کہا، تو میں نے کہا! ہاں، پس اُنہوں نے ایسے ہی دوسری کھجور بھی میرے منہ میں ڈال دی، پھر باقی کھجوریں دائیں بائیں بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں تقسیم کر دیں۔

میری خواہش تھی کہ مجھے اور بھی کھجوریں ملتیں، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بھائی اگر رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپکو زیادہ کھجوریں دی ہوتیں تو میں بھی زیادہ کر دیتا۔ میں نے حیران ہو کر کہا! جو میں نے خواب میں دیکھا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع اُنہیں دے دی ہے۔ پس اُنہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا یا علی مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے میں نے کہا! اے امیر المومنین آپ نے سچ کہا، میں نے وہاں ایسے ہی دیکھا تھا، اور آپ کی دی ہوئی کھجوروں کی وہی لذت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس سے عطا کردہ کھجوروں کی تھی۔

اذان کے الفاظ کیسے آئے

حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم لوگوں کو جمع فرماتے تو ناقوس بجایا جاتا اور آپ اسے موافقت نصاریٰ کی وجہ سے ناپسند فرماتے میں خواب میں ایک شخص کے پاس گیا جس نے سبز چادریں پہن رکھی تھیں اور ہاتھوں میں ناقوس اٹھا رکھا تھا میں نے اُسے کہا اے خدا کے بندے ناقوس بیچو گے؟

اُس نے کہا اس کا کیا کرو گے؟

میں نے کہا! اس کے ساتھ نماز کی طرف بلاؤں گا۔

اُس نے کہا! میں تجھے اس سے بہتر چیز بتاؤں،

میں نے کہا! ہاں

اُس نے کہا! کہو! اللہ اکبر! اللہ اکبر۔ اور پھر آخر تک اذان سُنا دی اور اُس میں کلمۂ شہادت کو لوٹایا نہیں گیا تھا۔

پھر اُس نے کہا جب نماز کے لئے کھڑے ہوں تو کہو! اللہ اکبر! اللہ اکبر پھر تمام اقامت دُہرا دی۔"

جب صبح ہوئی تو میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بیان کر دیا آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے چاہا تو تیرا خواب سچا کرے گا پس بلال رضؓ کے ساتھ کھڑا ہو جا اور جو تو نے دیکھا ہے اُسے وہ تیری آواز پر آواز دے گا میں نے حضرت بلال کے ساتھ کھڑا ہو کر اُنہیں بتایا اور اُنہوں نے اذان کہی حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے گھر میں سُنا تو وہ چادر سمیٹتے ہوئے نکلے اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بیشک میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔

پس اللہ تعالٰے کے لئے تعریف ہے، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور

ابن اسحاق نے یہ روایت نقل کی اور ترمذی نے کہا حسن صحیح ہے۔"

حُسنِ نظر اور درُست رائے

پیش ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خصائص میں جو احادیث موافقت میں بیان ہُوا وہ اِس پر دلیل اعظم ہے اور پہلے اُن کے علم کے باب میں اُن کے علم و رائے کا جو امتزاج پیش کیا گیا وہ اِس کی طرف مُستند اور دونوں کو متضمن ہے۔"

اُنگلیوں سے پانی کے چشمے

عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ ہم ایک غزوہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ لوگوں کے پاس کھانا ختم ہوگیا، بعض لوگوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی سواریوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے انہیں اجازت دینے کے بارے میں سوچا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یا رسُول اللہ کیا آپ کی رائے ہے کہ جب ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرکے کل اپنے دشمن سے ملیں گے تو ہم لوگ بھوکے ہونگے۔؟

آپ نے فرمایا! اَے عمر تیری کیا رائے ہے؟

حضرت عمرؓ نے عرض کی! میری رائے ہے کہ لوگوں کے پاس باقی ماندہ زادِ راہ کو جمع کر لیا جائے پھر اُس میں آپ برکت کی دُعا فرمائیں تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ کی دُعا سے اللہ عزوجل ہمیں عنقریب کھانا عطا فرمائے گا۔

راوی نے کہا! اِس بات سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

جیسے پردہ کھُل گیا، آپؐ نے کپڑا منگوا کر اُسے کھولنے کا حکم فرمایا! پھر لوگوں کو بلا کر فرمایا کسی کے پاس جو بھی باقی ماندہ زادِ راہ ہے وہ لے آئے، لوگوں نے خورد و نوش کا باقی ماندہ سامان جمع کرنا شروع کر دیا جس میں کوئی ایک پیالہ میں اور کوئی ایک مٹھی میں کھانا لایا، ان میں سے بعض لوگ چھوٹے انڈے کی مقدار کھانا لائے تو آپ نے اُس کپڑے پر یہ سامان اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا، پھر آپ نے اُس میں برکت کی دُعا فرمائی اور جو اللہ تعالےٰ نے چاہا کلام کیا، پھر لشکر کو آواز دے کر حکم فرمایا! کھاؤ اور اپنے برتنوں کو خوب بھر لو، پھر آپ نے آفتابہ منگوا کر سامنے رکھا اور اُس میں قدرے پانی ڈال کر ڈھانک دیا اور اُس میں برکت کی دُعا فرمائی اور جو اللہ تعالےٰ نے چاہا کلام فرمایا اور اُس میں اپنی ہتھیلی مبارک ڈال دی۔"

خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگشتانِ مبارک سے پانی کے چشمے پھُوٹ نکلے، پھر آپ نے لوگوں کو پانی پینے اور برتن بھر لینے کا حکم فرمایا، پھر آپ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں، پھر فرمایا! میں گواہی دیتا ہُوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہُوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسُول ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ یہ پانی جسے بھی نصیب فرمائے گا اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

اِس روایت کی صحت پر اتفاق ہے اور اس سیاق سے تمام رازی نے اِسے فوائد میں نقل کیا۔

طاعون کی وبا، اور فاروق اعظم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ

تعالیٰ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے اور وادی تبوک کے قریب قریہ سرغ میں
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکروں کے اُمراء اور اُنکے
ساتھیوں سے ملاقات کی کیونکہ اُنہیں شام میں وباء پھیلنے کی اطلاع ملی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے مجھے فرمایا کہ میرے پاس مہاجرین اوّلین کو بلائیں پس اُنہیں بلا کر اُن
سے مشورہ کیا اور شام میں واقع ہونے والی وباء کے بارے میں بتایا تو اُنکا آپس
میں اختلاف ہوگیا،

بعض نے کہا کہ آپ اِس امر کے لئے نکلیں اگر دیکھیں تو وہاں سے لوٹ آئیں
اور بعض نے کہا آپ کے ساتھ بقیۃ الناس اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کے اصحاب ہونگے بیشک اُن کے آنے پر آپ اُس وباء کو نہ دیکھیں گے،
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ لوگ میرے پاس سے اُٹھ جائیں،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں پھر آپ نے مجھے انصار کو بلانے کیلئے فرمایا
اور اُنہیں بلا کر اُن سے مشورہ کیا وہ لوگ بھی مہاجرین کے راستہ پہ چلے اور اُن
میں بھی اُن کی طرح اختلاف ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں فرمایا آپ لوگ میرے
پاس سے اُٹھ جائیں۔

پھر مجھے فرمایا! مہاجرین فتح سے قریش کے بزرگوں کو میرے پاس بلالائیں
پس اُنہیں بلایا گیا تو اُن میں سے اِس پر دو اشخاص نے بھی اختلاف نہ کیا اور
کہا لوگوں کے ساتھ واپس جائیں اور وہ اِس وباء کی طرف نہ آئیں،

تقدیر سے تقدیر کی طرف

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں منادی کرادی کہ میں صبح

کو سواری کروں گا لوگ صبح کو آپ کے پاس آئے تو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے فرمایا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے فرار کریں گے، ؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے ابا عبیدہ اگر آپ کے علاوہ یہ کہے اور عمر اِسکے
خلاف کو ناپسند کرے، ہاں! میں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف فرار
کرتا ہوں۔

کیا آپ نے دیکھا کہ اگر آپ کے پاس اُونٹ ہو اور وہ دو دشمن وادیوں
میں اُترے اُن میں سے ایک سرسبز و شاداب ہو اور دوسری خشک ہو، کیا یہ
نہیں کہ اُس کا سرسبز و شاداب وادی میں چرنا اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہے اور
خشک وادی میں چرنا اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہے،

کہا کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پوشیدہ
ضرورت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے آئے تو کہا مجھے اِس امر کے بارے
میں علم ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے کہ، جب تم
کسی علاقہ کے بارے میں وباء پھوٹنے کے بارے میں سُنو تو اُدھر نہ جاؤ، اور
اگر تم اُس جگہ پر ہو جہاں وباء واقع ہوئی ہے وہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرو،

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان
کی اور وہاں سے واپس لوٹ آئے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سفر
جاری رکھا یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے، پس فرمایا یہ مقام
اور یہ منزل انشاءاللہ تعالیٰ۔ " بخاری، مسلم۔

لوگ توکّل کرلیں گے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے قبیلے

کے ایک فرد کے ساتھ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا!

بشارت ہو اور اُن کو بشارت ہو جو تمہارے پیچھے ہیں، بیشک جو لا الٰہ الا اللہ کی صداقت سے گواہی دے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

ہم نے آپ کی بارگاہِ اقدس سے آکر لوگوں کو یہ بشارت دی اور ہماری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہوگئی حضرت عمرؓ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ لوگ اِس پر توکل کرلیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی

ایسی ہی دوسری روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے اپنی نعلین مبارک دے کر فرمایا جاؤ اِس دیوار کے پیچھے جو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دے گا اور اُسکے دل میں اِس کا تیقن ہے تو اُسے جنت کی خوشخبری ہے۔ میں آپ کی بارگاہ سے آیا تو سب سے پہلے میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہوئی، اُنہوں نے پوچھا اے اباہریرہ یہ کس کی نعلین ہے؟

میں نے کہا یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین مبارک ہیں آپ نے مجھے اِنکے ساتھ بھیجا ہے تاکہ یقین قلب سے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینے والے کو جنت کی بشارت دوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے میری چھاتی پر اپنے ہاتھ کی ضرب لگائی تو میں پشت

کے بل گر گیا پھر اُنہوں نے مجھے کہا اے اباہریرہ واپس جا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور روتے ہوئے فریاد کی

پس میں نے عرض کی مجھے عمرؓ ملے تو میں نے اُنہیں اُس بات کی خبر دی جس کے ساتھ آپ نے مجھے بھیجا تھا اِس پر اُنہوں نے میری چھاتی پر ضرب لگا کر گرا دیا اور کہا واپس جا۔

آپؐ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا! اے عمرؓ تو نے یہ کیسا کام کیا ہے؟

حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپؐ نے ابوہریرہ کو نعلین مبارک دے کر بھیجا تھا کہ جس کے دل میں یقین ہو اور وہ لا الٰہ الا اللہ کی گواہی تو اُسے جنت کی بشارت ہے؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں

حضرت عمرؓ نے عرض کی! میں یہ کام نہ کرتا مگر میں ڈرا کہ لوگ اِس پر متوکل ہو جائیں گے اور عمل کو چھوڑ بیٹھیں گے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! خواہ وہ چھوڑ دیں

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل اور مسلم نے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار حضرت عمرؓ کی رائے اور اجتہاد کے درست ہونے پر دلیل ہے۔

حضرت ابی رمثہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیر اُولیٰ کی شہادت دیتا تھا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور سلام پھرا تو وہ شخص کھڑا ہوگیا جس کے ساتھ تکبیر اُولیٰ کے وقت حاضر تھا پس حضرت عمرؓ اُسکی طرف ہوئے اور اُسے گردن سے پکڑ کر بیٹھ جانے کا حکم دیا اور فرمایا بیشک اہل کتاب ہلاک نہیں ہونگے مگر

یہ کہ اپنی نمازوں میں فاصلہ نہ رکھیں گے ۔"

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشمانِ مبارک اُٹھا کر فرمایا ۔ اے ابنِ خطاب اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرے ساتھ دوستی رکھی ہے ۔

" اس روایت کی تخریج ابوداؤد نے کی ہے ۔"

حضرت عمرؓ کے فیصلوں کی بات

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں حضرت عثمانؓ نے فرمایا تو فیصلے کیوں نہیں کرتا جب کہ تیرے والدِ گرامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں فیصلے کیا کرتے تھے؟

میں نے کہا نہ میں اپنے باپ جیسا ہوں نہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے ہیں، جب میرے باپ کو مشکل فیصلہ درپیش ہوتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لیتے اور جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشکل آتی تو آپ جبریل علیہ السلام سے پوچھ لیتے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص جہالت یا تکلف سے فیصلہ کرتا ہے ۔ اور جو عمداً خوفزدہ ہو کر فیصلہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کفر کی حالت میں ملے گا اور جو فقہ و اجتہاد کی نیت سے فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لئے یہ کفر نہیں اور نہ وہ اس پر ہے ۔

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا مجھے وہ پسند نہیں جو ہمارے فیصلوں کی بات کرتا ہے اور ہم پر فساد ڈالتا ہے ۔

" اس روایت کی تخریج ابوبکر ہاشمی نے کی ہے ۔

حضرت عمرؓ اور قرآن کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حُر بن قیس بن حصن نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے چچا عیینہ بن حصن کے لئے ملاقات کی اجازت طلب کی، انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا اے ابن خطاب خدا کی قسم! نہ ہمیں حصہ دیا گیا ہے اور نہ ہمارے درمیان عدل کا حکم دیا گیا ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر ناراض اور غمزدہ ہوگئے تو حُر بن قیسؓ نے عرض کی اے امیرالمومنین اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے ۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ[1]

درگزر کو پکڑ اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے اعراض کر

اور یہ شخص یعنی عیینہ بن حصن جاہلوں میں سے ہے، خدا کی قسم حضرت عمرؓ نے اس سے درگزر نہ کی تھی یہاں تک کہ اُن پر قرآن کی آیت تلاوت کی گئی اور وہ کتاب اللہ کے نزدیک ٹھہر جاتے تھے ۔ "خرجہ البخاری"

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کی قسم کھاتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کر دیا ہے، حضرت عمرؓ نے کہا! میں اس قسم کا ذکر کرتا ہوں مگر قسم کھاتا نہیں ۔ "بخاری مسلم"

---

[1] الاعراف آیت ۱۹۹

حضرت عمرؓ نے خلیفہ کیوں نہ بنایا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ سے خلیفہ بنانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا! اگر میں خلیفہ بناؤں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنایا تھا اور اگر تم پر چھوڑ دوں تو مجھ سے بہتر شخصیت یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم پر چھوڑ دیا تھا، پس میں نے جان لیا کہ اس وقت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ خلیفہ نہ بنانے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ " بخاری، مسلم "

حجرِ اسود کو کیوں چُومتا ہوں

١ حضرت ابن عمرؓ نے ہی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود کو بوسہ دے کر فرمایا! واللہ! میں جانتا ہُوں کہ تو ایک پتھر ہے اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہُوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں نہ چُومتا۔ " بخاری، مسلم "

٢ نسائی نے کہا کہ آپ نے حجرِ اسود کو تین بار چُوما اور بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا! تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے تجھے چوما ہے تو میں تجھے نہ چُومتا، پھر فرمایا! ہمارے لئے رمل نہیں اور بیشک ہم مشرکین کو رمل کرتے دیکھتے یعنی طواف میں فخریہ چلتے دیکھتے تو اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ہلاک کر دیتا، پھر کہا جو چیز رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی ہے اُسے چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

٣ ابن غفلہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجرِ اسود

کو بوسہ دے کر فرمایا میں نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجھے عزت دی ہے اور آپ نے تیرے ساتھ عزتوں کو جمع کیا ہے۔

٤ یعلی بن اُمیہؓ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کعبے شریف کا طواف کر رہا تھا اور تمام ارکانِ کعبہ کو بوسہ دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا تُو نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے دیکھا ہے؟

میں نے کہا! ہاں

اُنہوں نے کہا! کیا تو نے آپؐ کو حجرِ اسود کو چُومتے دیکھا ہے؟

میں نے کہا! نہیں۔

فرمایا! تو کیا تیرے لئے آپؐ کی یہ سُنّت نہیں یعنی تو اس پر عمل نہیں کرے گا؟

میں نے کہا! ہاں کیوں نہیں اس روایت کی تخریج حسین القطان نے کی ہے۔

٥ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ احرام باندھتے تو کہتے

لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ وَالرَّغْبٰی اِلَیْكَ وَالْعَمَلُ

حاضر ہُوں! الٰہی حاضر ہُوں، حاضر ہُوں تیرا شریک نہیں ہے، بیشک حمد و نعمت اور مُلک تیرے لئے ہے تو لاشریک ہے، لبیک وسعدیک اور تیرے ہاتھوں میں خیر ہے میں اور میرا عمل تیری طرف راغب ہے۔

حضرت عمرؓ اور سنتِ مصطفیٰ

حضرت شرحبیل بن سمطؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالحلیفہ کے مقام پر دو رکعت نماز پڑھتے دیکھ کر اُن سے پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا! بیشک میں نے وہی کام کیا ہے جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

نرم لباس کیسے پہنوں

حضرت مصعب بن سعید سے روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! اے امیر المومنین اگر آپ اپنے اِس لباس سے نرم لباس پہنیں اور جو کھانا آپ کھاتے ہیں اِس سے اچھا کھانا کھائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اِس سے وسیع رزق اور زیادہ رزق عطا فرمانے والا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تیرے سوال کے بارے میں تجھ ہی سے پُوچھتا ہُوں کیا تجھے یاد نہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکلات میں زندگی بسر کی؟ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب بھی اِس واقعہ کو بیان کرتیں تو رونے لگتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہم دونوں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی تلخیوں میں شریک نہیں ہو سکتے جبکہ ہم دونوں کی زندگی میں آسانی ہے۔"

پہلوں کا طریقہ اپناؤں گا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہ کو فرمایا! اَے بیٹی تُو نے

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کیسی دیکھی ہے؟

حضرت حفصہؓ نے فرمایا! خدا کی قسم! مہینہ مہینہ گذر جاتا کہ آپؐ کے گھر میں نہ چراغ جلتا اور نہ چولہا گرم ہوتا، آپ کے پاس ایک کمبل ہوتا جسے آپ اوڑھ بھی لیتے اور بچھونا بھی بنا لیتے۔

حضرت عمرؓ نے کہا! اُن کے ساتھی کی زندگی کیسے گذری؟

حضرت حفصہؓ نے کہا! آپؐ ہی کی طرح۔

حضرت عمرؓ نے کہا! آپ تیسرے ساتھی کے بارے میں کیا کہتی ہیں کیا دو ایک طریقہ پر چلیں اور تیسرا اُن دونوں کی مخالفت کر کے اُنکے ساتھ مل سکے گا؟

حضرت حفصہؓ نے فرمایا! نہیں

حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں تین کا تیسرا ہُوں اور ہمیشہ اُن دونوں کے طریقہ پر چلوں گا یہاں تک کہ اُن دونوں سے جا ملوں۔

پرنالے کو وہیں لگائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے پر تھا حضرت عمرؓ جمعۃ المبارک کے دِن کپڑے پہن کر آئے تو اُن پر حضرت عباس کے پرنالے سے خُون ملے پانی کے چھینٹے پڑے کیونکہ حضرت عباس نے چھت پر دو پرندے ذبح کئے تھے، حضرت عمرؓ نے اُس پرنالے کو اُکھاڑنے کا حکم دیا اور واپس آکر لباس تبدیل کیا اور جا کر لوگوں کو نماز پڑھائی۔

بعد ازاں حضرت عباسؓ اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ وہ مقام تھا جہاں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پرنالہ نصب فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میری پُشت پر سوار ہو کر اس پرنالے کو وہیں پر نصب فرمائیں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصب فرمایا تھا، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی کیا۔

" اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی ہے "

میں حضورؐ کے طریق پر چلوں گا

حضرت اسلمؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس اندھی اُونٹنی ہے،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اہلبیتِ رسول کو دے دو تاکہ وُہ اس سے فائدہ اُٹھائیں

میں نے کہا! اُسکی آنکھیں نہیں ہیں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اُسے اُونٹ کے پیچھے باندھ دینا۔

میں نے کہا! وُہ زمین سے کیسے کھائے گی

حضرت عمرؓ نے کہا! کیا جزیہ بہتر ہے یا صدقہ؟

میں نے کہا! بلکہ جزیہ بہتر ہے،

حضرت عمرؓ نے کہا! واللہ تم چاہتے ہو کہ اُسے کھا لیا جائے پھر آپ نے اُسے منگوا کر ذبح کیا، کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نو پیالے تھے جن میں وُہ پھل اور عمدہ چیزیں ازواجِ مطہراتؓ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے اور ان میں سے آخری پیالہ اپنی بیٹی اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھیجتے جس میں کچھ چیزیں کم ہوتیں،

پس آپ نے ذبیحہ اُونٹنی کا گوشت پیالوں میں ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی خدمت میں بھیج دیا، بعدازاں

آپ نے باقی ماندہ گوشت تیار کیا اور مہاجرین وانصار کو دعوت پر بُلا بھیجا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے امیر المومنین! اگر آپ آج ہی کی طرح گوشت تیار کروایا کریں تو کیا ہی اچھا ہو، کیونکہ بہت سے بھوکے لوگ اپنی بھوک کو آپ پر اور آپکے ساتھی پر ظاہر نہیں کرتے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا اور اُسی راستے پر چلوں گا جس پر میرے دونوں ساتھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلا کرتے تھے اور وُہی عمل کروں گا جو وُہ دونوں کرتے تھے، بیشک میں اگر وُہ عمل کروں جو وُہ نہ کرتے تھے تو یہ اُن کے طریق کے خلاف ہوگا۔ " خرجہ قلعی "

قمیص کیسے کاٹتے تھے

حضرت ابن عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نئی قمیص پہن کر چھری منگوائی اور فرمایا! اے بیٹے اس قمیص کو کھینچ کر اپنے ہاتھ کی اُنگلیوں سے پیمائش کر اور پھر کاٹ دے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں میں نے قمیص کو کاٹا تو اُس میں کمی بیشی ہوگئی،

میں نے کہا! ابا جان! اگر آپ اسے قینچی سے کاٹتے تو برابر رہتی۔

آپ نے فرمایا! اے میرے بیٹے اُسے چھوڑ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا تھا تو وُہی کیا ہے، کہا کہ آپ ہمیشہ قمیص کو ایسے ہی کاٹتے اور کبھی کبھی قمیص کے دھاگے آپکے پاؤں پر پڑا کرتے۔

" اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی "

کعبے کے مال کی تقسیم

حضرت ابن وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں کعبہ شریف میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مجلس میں تشریف فرما تھے اُنہوں نے فرمایا! کہ میں سونے چاندی کو اِس میں نہیں رکھوں گا مگر اُسے تقسیم کر دوں گا۔

میں نے کہا! آپ کے دونوں صاحبوں یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیقؓ نے ایسا نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں کی اقتداء کرتا ہوں۔

اور اِس میں یہ جُملہ ہے کہ میں سونے چاندی کو اس میں نہیں رکھوں گا مگر مسُلمانوں کے درمیان تقسیم کر دوں گا۔

میں نے کہا! آپ ایسا نہیں کریں گے؟

آپ نے فرمایا! نہیں

میں نے کہا! آپکے دونوں ساتھیوں نے ایسا نہیں کیا؟

آپ نے فرمایا! میں اُن دونوں کی اقتداء کرتا ہوں۔

" بخاری، مسلم "

اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ ہے کہ میں یہاں سے نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ کعبے کا مال فقیروں میں تقسیم کر دوں۔

میں نے کہا! آپ یہ نہیں کریں گے یعنی کعبے میں مال نہیں رہنے دیں گے؟

آپ نے فرمایا! نہیں

میں نے کہا! کیوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ

نے اِس مال کو کعبے میں اِس جگہ پر دیکھا ہے اور اُن دونوں کو اِسکی ضرورت بھی مگر اُنہوں نے نہیں نکالا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ سُنا تو کھڑے ہو گئے اور کعبے شریف سے تشریف لے گئے۔

جُمعۃ المبارک کے دِن غسل کرنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعۃ المبارک کے دِن ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مہاجرین اولین سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں فرمایا یہ کون سا وقت ہے؟

اُنہوں نے فرمایا! میں آج مصروف تھا اور ابھی اپنے اہل خانہ کی طرف بھی نہیں گیا تھا کہ اذان کی آواز سُن کر صرف وضُو کر کے آگیا ہوں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! وضُو بھی ٹھیک ہے مگر میں جانتا ہوں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس روز غسل کا حکم فرمایا ہے۔

" بخاری "

ملے تو لے لو نہ ملے تو چھوڑ دو

حضرت سائب بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن سعدیؓ کو فرمایا!

آپ کے پاس کیا مال ہے؟

ابن سعدیؓ نے فرمایا! دو گھوڑے، دو غلام اور دو خچریں ہیں، ان کے

ساتھ میں جہاد میں شرکت کرتا ہوں اور ان سے ہی کھیتی باڑی کر کے روزی کماتا
ہوں ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ایک ہزار دینار دے کر فرمایا آپ
انہیں اٹھا لیں اور اپنے مصرف میں لائیں ۔
ابن سعدی رضی نے فرمایا ! اے امیر المومنین مجھے ان کی ضرورت نہیں عنقریب
آپ کو ایسا شخص مل جائے گا جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے ۔
حضرت عمر رضی نے فرمایا ! بلکہ آپ اٹھا لیں جس طرح میں نے آپ کو بلایا ہے
ایسے ہی حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا تھا اور میں نے
ایسے ہی آپ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا ! اے عمر تیرے پاس کسی
دوسرے کا رزق نہیں آیا تیری ذات اس کی طرف مائل نہ تھی اور نہ ہی تو نے
اس کا سوال کیا ہے پس لے لے اور خرچ کر اگر تو اس سے مستغنی ہے تو اسے
صدقہ کر دے اور جو تیرے پاس نہیں آتا اسے چھوڑ دے ۔
" اس روایت کی تخریج ابن سباق حافظ سلفی نے کی ۔

اپنے بیٹے پر حضرت اسامہ کو فضیلت دینا

حضرت اسلم رضی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے حضرت
عبداللہ بن عمر پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فضیلت دیتے
لوگوں نے یہ بات حضرت عبداللہ کو سمجھائی تو انہوں نے اس بارے میں اپنے
والد گرامی کی خدمت میں عرض کی کہ آپ مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دیتے ہیں
جو مجھ سے افضل نہیں ، آپ نے اس تنخواہ دو ہزار اور میری تنخواہ پندرہ سو
مقرر کی ہے اور مجھے کسی چیز پر سبقت نہیں دیتے "
حضرت عمر رضی نے فرمایا ! میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم زید کو عمر سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اور آپ کے نزدیک اسامہ رضی
عبداللہ سے زیادہ محبوب تھے ۔ اخرجہ قلعی "

حسنین کریمین علیہم السلام نگاہ فاروق رضی میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی کے ہاتھوں پر مدائن کو فتح فرمایا تو حضرت عمر رضی نے مسجد میں
کپڑا بچھوا کر مال غنیمت جمع کرنے کا حکم فرمایا ، جب اس کام سے فارغ ہوئے
تو حضرت امام حسن علیہ السلام آپکے پاس تشریف لائے ، آپ نے فرمایا ! مرحبا
خوش آمدید حضرت امام حسن نے فرمایا ! اے امیر المومنین ہمارا حق وظیفہ دے
دیں ، حضرت عمر رضی نے حکم دیا کہ آپ کی خدمت میں ایک ہزار درہم پیش کر دیئے جائیں
پھر حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ! خوش آمدید !
امام عالی مقام نے فرمایا ! اے امیر المومنین ! غنیمت سے ہمارا حق دے دیں
حضرت عمر رضی نے حکم دیا کہ آپ کی خدمت میں ایک ہزار دینار پیش کر دیئے جائیں ،
پھر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ! خوش آمدید
حضرت ابن عمر نے عرض کی اے امیر المومنین غنیمت سے میرا حق عطا فرمائیں
حضرت عمر رضی نے فرمایا ! اسے پانچ سو درہم دے دیئے جائیں ،
حضرت ابن عمر نے عرض کی ! اے امیر المومنین میں حضور رسالتمآب صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مضبوط مرد تھا اور تلوار چلایا کرتا تھا جب کہ
حضرات حسنین کریمین مدینہ منورہ کے نوجوانوں میں دو چھوٹے بچے تھے ، آپ
نے انہیں ایک ایک ہزار درہم دیا ہے اور مجھے پانچ سو درہم عطا کئے ہیں ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا جاکر میرے پاس ایسا باپ لاجو اُن دونوں کے باپ جیسا ہو اور ایسی ماں لاجو اُن دونوں کی ماں جیسی ہو اور ایسا نانا لاجو اُن کے نانا جیسا ہو اور ایسا نانی لاجو اُن کی نانی جیسی ہو اور ایسا چچا لاجو اُن کے چچا جیسا ہو اور ایسا ماموں لاجو اُنکے ماموں جیسا ہو، یقیناً تو نہیں لا سکے گا۔

اُن دونوں کے والدگرامی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اُن دونوں کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں۔

اُن دونوں کے نانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اُن دونوں کی نانی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

اُنکے چچا حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں،

اُن کے ماموں حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اُن کی خالائیں حضرت رقیہ اور حضرت اُم کلثوم سلام اللہ علیہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں ہیں۔"

یہ روایت ابن سمان نے الموافق میں نقل کی اور جو اس ذکر کے ساتھ ملحق ہے۔

بنی ہاشم سے حُسنِ سلوک

زہری سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عراق کا مال یا خمس آتا تو بنی ہاشم کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی شادی نہ ہوئی ہو اور جسکے پاس خادم نہ ہو، "خرجہ ابن البختری اثر سلفہ۔

حسنین کریمین علیہما السلام سے محبت

حضرت امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام سے روایت ہے

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس یمن کے حُلّے آئے تو اُنہوں نے وہ مہاجرین و انصار کے درمیان تقسیم کر دیئے اور اُن میں سے امامین کریمین حضرات حسنین علیہما السلام کے لئے کوئی چیز نہ بچی حضرت عمرؓ نے یمن کے گورنر کو لکھا کہ ان دونوں حضرات کی شان کے لائق حُلّے بھیج، گورنر نے تعمیل کرتے ہوئے حلے بھیج دیئے تو حضرت عمرؓ نے دونوں حضرات کو پہنا کر فرمایا! مجھے لوگوں کو حُلّے پہنے دیکھ کر اُس وقت تک خوشی نہیں ہوئی جب تک آپ دونوں نے نہیں پہن لئے

آپ کے باپؐ کا منبر ہے

حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے کہ میں نے منبر پر چڑھتے ہوئے کہا میرے باپ کے منبر سے اُتر جائیں اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جائیں، اُنہوں نے فرمایا! میرے باپ کا منبر نہیں اور مجھے پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور میں کنکریوں پر ہاتھ پھیرنے لگا، پھر وہ منبر سے اُترے اور میرے ساتھ اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے فرمایا آپ کو یہ بات کس نے سکھائی تھی؟ میں نے کہا! واللہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا،

پس ایک دن میں اُن کے ہاں گیا تو وہ معاویہ کے ساتھ تخلیہ میں تھے اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے، ابن عمرؓ واپس آئے تو میں بھی اُن کے ساتھ واپس آگیا پھر ایک دن حضرت عمرؓ سے میری ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے فرمایا، آپ نظر نہیں آئے؟ میں نے کہا! اے امیر المومنین! میں ایک روز آیا تھا، آپ معاویہ کے ساتھ تخلیہ میں تھے اور ابن عمرؓ دروازے پر تھے پس وہ واپس ہوئے تو میں بھی اُنکے ساتھ واپس آگیا،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ اجازت کے لئے ابن عمرؓ سے زیادہ حق دار ہیں ، ہمارے سروں پر جو اُگتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے لئے ہے پھر آپکے لئے ہے ،
اِس روایت کی تخریج ابنِ سمان اور جوہری نے کی ۔

وظیفے کی ابتداء اولادِ بتول سے

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے وظیفے مقرر کئے تو فرمایا کس سے ابتداء کروں، صحابہ کہتے ہیں ہم نے کہا اے امیرالمومنین اپنے آپ سے، پس آپ نے بنی ہاشم سے ابتداء کی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کیلئے پانچ پانچ سو وظیفہ مقرر کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ہم نے کہا! آپ اپنے بیٹے سے شروع کریں کیونکہ آپ امام ہیں، اُنہوں نے فرمایا! بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امام ہیں، پس آپ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقرباء سے آغاز کیا،

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے وظیفے مقرر کئے تو وہ سب زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس تھے اور وہ بار بار پوچھتے تھے کس سے شروع کروں ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھر والوں سے پھر اقرباء اور اُن سے قریبیوں کو دیں ۔

ہمارے سروں کے بال آپکے لئے اُگتے ہیں

حضرت عبید بن حنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات امامین حسنین کریمین اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عمرؓ کے

پاس آئے اور حضرت ابن عمرؓ نے اجازت طلب کی تو اُنہیں اجازت طلب کی تو اُنہیں اجازت نہ ملی، پس حضرت امام حسنؑ یا حضرت امام حسینؑ نے فرمایا! جب عبداللہ ابن عمر کو اجازت نہیں ملی تو ہمیں بھی نہیں ملے گی، حضرت عمر کو اِس بات کا علم ہُوا تو اُنہوں نے شہزادے کی طرف پیغام بھیجا اور کہا اے میرے بھائی کے بیٹے آپ نے کیا جانا ؟ میں نے کہا! عبداللہ بن عمر کو اجازت نہیں تو میرے لئے بھی نہیں، اُنہوں نے فرمایا اے ابنِ اخی! کیا ہمارے سر کے بال آپکے علاوہ کسی کے لئے ہیں۔
" اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی ۔

ازواجِ رسُول کے حقوق کا تحفظ

پیشِ ازیں آپ کے خصائص سے الموافقات میں اِس سے قدرے بیان ہُوا، حضرت ابنِ نجیح سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے بعد میری ازواج کے حقوق کا تحفظ کرے گا وہ نیکی میں سچا ہے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حج کے موقعہ پر فرمایا! اُمہات المومنین کے ساتھ حج کیلئے کون جائے گا ؟
حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا! میں جاؤں گا، پس وہ اُن کے ساتھ حج کو گئے تو سواریوں پر اُنکے لئے ہودج بنائے گئے جن پر پردے کھنچے ہوئے تھے اور اُنہیں شاہراہ سے ہٹ کر وادی میں ٹھہراتے۔

اُم المومنین سے گستاخی کی سزا

حضرت ابی وائل سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خط لکھا کہ وہ اُن سے اپنا حق طلب کرے گا

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! اِس شخص کو تیس کوڑے مارے جائیں "

" اِس روایت کی تخریج سفیان بن عیینہ نے کی "

اُمہات المومنین کے حج کا اہتمام

حضرت منذر بن سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حج کی اجازت طلب کی تو اُنہوں نے انکار کر دیا جب انہوں نے بہت مرتبہ کہا تو حضرت عمرؓ نے کہا! میں عنقریب آپ کو اِس سال کے بعد اجازت دوں گا اور یہ میری رائے سے نہیں "

اُم المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! میں نے حجۃ الوداع کے سال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا سوائے اِسکے نہیں کہ اُن کا یہ حج ہے پھر حصر ہو گا۔

پس اُمہات المومنین کسی دُوسرے کے بغیر حج کے لئے روانہ ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بھیجا اور اُنہیں فرمایا کہ اُن میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک اُن کے پیچھے رہے اور اِن کے ساتھ دُوسرا کوئی نہ ہو جب یہ بیت اللہ شریف کا طواف کریں تو اِن کے ساتھ عورتوں کے علاوہ کوئی نہ ہو، جب حضرت عمرؓ نے رحلت فرمائی تو اُن کے بعد وُہ اپنی مرضی کرتی تھیں "

" اِس روایت کی تخریج سعید نے اپنی سُنن میں کی۔

تشریح

روایت آئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہر سال لوگوں کے ساتھ حج کو تشریف لے جاتے تھے، احتمال ہے کہ اُنہوں نے اِس خوف سے حضرت عثمانؓ اور حضرت ابن عوفؓ کو ازواجِ مطہراتؓ کے امور کا متولی بنایا ہو کہ اُن کے حق میں کوئی تقصیر نہ ہو جائے کیونکہ وُہ خود عوام کے اُمور میں معروف رہتے تھے،

اور اِس پر بخاری کی یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دُوسرے حج میں اجازت دی اور اُنکے ساتھ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بھیجا،

برقانی نے کہا! یہ ابراہیم! ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں،

حمیدی نے کہا! اِس میں تامل کریں، اور ابنِ مسعود نے اطراف میں ذکر نہیں کیا

فارُوقِ اعظمؓ کا غم و غصّہ حضُور کا غم و غصّہ ہے

پیش ازیں خصائص کے باب میں پانچویں موافقت میں اِس سے قدرے بیان ہُوا، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گروہِ قریش اپنی عورتوں پر غالب تھے جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو وہاں ایسے لوگوں کو پایا جن پر اُن کی عورتیں غالب تھیں، ہماری عورتوں نے اُنکی عورتوں سے سیکھنا شروع کر دیا۔ ایک روز میں اپنی بیوی پر ناراض ہُوا جب اُس نے میری بات مجھ پر لوٹائی کیونکہ میں جواب دینے کو ناپسند کرتا تھا، اُس نے کہا کیا تو جواب

دیتے کو ناپسند کرتا ہے خدا کی قسم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات
بھی آپ کو جواب دے دیتی ہیں اور اُن میں سے آپ ایک بیوی سے ایک دن اور
ایک رات اِس بات پر ناراض ہو کر علیحدہ رہے۔

میں نے حفصہؓ کے پاس جا کر پُوچھا کیا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو جواب دے دیتی ہے اور کیا ایک اُم المومنین سے آپ سارا دن الگ رہے
یہاں تک کہ رات بھی؟ اُس نے کہا! ہاں، میں نے کہا! تم میں سے جو بھی ایسا کرے
گی نقصان اُٹھائے گی، کیا تم میں سے کوئی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ناراضگی کے باعث اللہ تعالےٰ کے غضب سے امان میں رہ سکتی ہے؟ جب کہ
ایسا کرنے والی کیلئے ہلاکت ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ جواب
دے اور نہ ہی کسی چیز کا سوال کر اور ایسا سوال کر جو تیرے لئے ضروری ہے اور
آپؐ کے ساتھ اپنی مصاحبت پر دھوکا نہ کھا حالانکہ عائشہ تجھ سے زیادہ خوبصورت
اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبُوب ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے تو میں نے کہا! حفصہ خائب و خاسر
ہے، کیونکہ مجھے گُمان تھا کہ ایسا ہی ہوگا چنانچہ میں حفصہؓ کے پاس گیا اور وہ
رو رہی تھی۔

میں نے کہا! کیا تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دے
دی ہے؟ اُس نے کہا! میں نہیں جانتی آپؐ نے مشربہ میں علیحدگی اختیار کر
لی ہے۔

میں نے سیاہ غلام کے پاس جا کر کہا! عمرؓ کے لئے اجازت طلب کریں، وہ
اندر گیا اور پھر باہر آکر کہا میں نے تیرے بارے میں عرض کر دی ہے، میں اُٹھ

کر منبر شریف کے پاس آیا تو وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے میں وہاں تھوڑا سا وقت
بیٹھ کر غلام کے پاس آگیا کیونکہ مجھ پر فکر غالب تھی، میں نے غلام سے کہا! عمرؓ کیلئے
اجازت طلب کریں، وہ اُٹھ کر اندر گیا اور باہر آکر کہا میں نے تمہاری بات کر دی
ہے، میں خاموش ہو کر سوچنے لگا اسی اثناء میں غلام نے مجھے بلا کر کہا اندر جائیں
آپ کو اجازت ہے، پس میں داخل ہوا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی بارگاہِ اقدس میں سلام عرض کیا۔

آپ اُس وقت بوریئے سے تکیہ لگائے تشریف فرما تھے اور اُسکی رسیوں
کے نشان آپ کے پہلوئے مبارک میں ظاہر تھے، میں نے عرض کی یا رسُول اللہ!
آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی؟

آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا نہیں۔
میں نے کہا اللہ اکبر! یا رسُول اللہ اگر ہم دیکھتے اور ہم گروہِ قریش عورتوں
پر غالب تھے پھر ہم مدینہ منورہ میں آئے اور ایسے لوگوں کو پایا جن کی عورتیں
اُن پر غالب تھیں، پس ہماری عورتوں نے اُن کی عورتوں سے سیکھنا شروع کر
دیا، میں نے ایک دن اپنی بیوی پر سختی کی تو اُس نے مجھے جواب لوٹا دیا مجھے یہ
گوارا نہ ہوا تو اُس نے کہا تو جواب دینے کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ رسُول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کو جواباً بات کہہ دیتی ہیں اور آپ
نے اِس پر اپنی ایک بیوی سے پورا دن اور رات علیحدگی رکھی۔

میں نے کہا! اُن میں سے جس نے بھی یہ کیا ہے وہ خائب و خاسر ہے کیا
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غضب کی وجہ سے کوئی اُسے اللہ تعالیٰ کے
غضب سے بچا سکتا ہے؟ اُس کے لئے ہلاکت ہے، حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے یہ سُن کر تبسم فرمایا۔

پھر میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے حفصہ کے پاس جا کر اسے کہا! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت سے دھوکا نہ کھا جانا کیونکہ عائشہ تجھ سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب ہے، آپ نے یہ سن کر دوسری بار تبسم فرمایا۔

میں نے کہا! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غمگساری کروں؟ آپ نے فرمایا! ہاں، پس میں بیٹھ گیا اور سر اٹھا کر آپ کے حجرۂ طاہرہ میں نگاہ دوڑائی تو کوئی چیز نظر نہ آئی مجھ سے تین بار ایسا کیا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالٰے سے اپنی امت کے لئے وسعتِ رزق کی دعا فرمائیں، کیوں کہ فارس و روم پر وسعت و فراوانی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔

آپ یہ سن کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا! اے ابن خطاب کیا تو اس میں شکوہ کرتا ہے؟ جلدی کرتے والے لوگوں کے لئے ان کی دنیوی زندگی میں اچھی چیزیں ہیں۔ " بخاری، مسلم۔

حضرت ابی حمید ساعدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے تازہ کھجوریں ادھار لیں، وہ شخص تقاضا کرنے آیا تو آپ نے فرمایا! آج ہمارے پاس نہیں اگر تو چاہے تو ہم سے مؤخر کرے یہاں تک کہ ہمارے پاس کوئی چیز آجائے تو ہم تیرا قرض ادا کر دیں، اس شخص نے کہا افسوس وعدہ خلافی"

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ اس پر حملہ آور ہونے لگے تو حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا! اے ابن خطاب اسے چھوڑ دے اسے بات کرنے کا حق ہے۔

اس روایت کی تخریج طبرانی نے کی ہے

ادب واحترام رسول

شیخین کے باب میں اس کا قدرے بیان ہوا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت عمر کے نوجوان سرکش اونٹ پر تھے اور اونٹ کی سرکشی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے ہو جاتے تھے تو ان کے باپ نے کہا! اے عبداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی آگے نہیں ہو سکتا۔ بخاری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لاتے تو کسی کو اپنے پیچھے نہ پایا پس حضرت عمرؓ لوٹا لیکر تیزی کے ساتھ آپ کے پیچھے آئے اور حضور رسالتمآب مشربہ[1] میں داخل ہو گئے تو حضرت عمرؓ قدرے ہٹ کر آپ کے پیچھے رہے یہاں تک کہ آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا! اے عمر تیرے لئے تحسین ہے۔ بیشک تیرے لئے تحسین جب تو نے مجھے سجدہ کرتے ہوئے پایا تو مجھ سے ہٹ کر رہا، کیونکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا کہ آپ کی امت سے جو ایک مرتبہ آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھے گا اور اس کے لئے دس درجے بلند کرتا ہے"

اس روایت کو انصاری نے بھی نقل کیا ہے

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[1] شربہ کھجور کے درختوں کا گھیرا یا جھرمٹ

وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا حضرت عمر نے آپ کی خدمت میں عرض کی آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں،

آپ نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں،

حضرت عمر نے عرض کی! بیشک اِس وقت خدا کی قسم آپ مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہو گئے ہیں،

آپ نے فرمایا! اسی وقت اے عمرؓ ۔ بخاری مسلم ۔

مُنکر نکیر کو فاروقِ اعظم کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبروں کے فتنوں کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسُول اللہ کیا ہماری عقلیں ہماری طرف لوٹا دی جائینگی؟

آپ نے فرمایا! ہاں جیسے تم آج کے دن ہو،

حضرت عمرؓ نے کہا! اس میں عقل کے ساتھ؟

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب انسان کو اُس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اُس کے پاس مُنکر اور نکیر آتے ہیں اور وہ دونوں سخت تندخو فرشتے ہیں اُن دونوں کا رنگ شدید اندھیری رات کی طرح سیاہی مائل نیلگوں ہے اُن دونوں کی آواز جیسے کہ رعد کی گرج، اُن کی آنکھیں جیسے آگ کے شعلے، اُن کے دانت جیسے کہ نیزے اُن دونوں کے بال زمین پر گھسٹتے ہیں، دونوں کے دونوں ہاتھوں میں لوہے کی گُرزیں ہوتی ہیں اگر

ثقلین یعنی جن اور انسان جمع ہو جائیں تو اُس گُرز کو اُٹھانے پر قادر نہیں ہو سکتے، وہ دونوں انسان سے اُس کے رب، اُس کے نبی اور اُس کے دین کے بارے میں سوال کرتے ہیں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! کیا وہ میرے پاس آئیں گے تو میں اسی حالت میں ثابت ہوں گا؟

آپ نے فرمایا! ہاں

حضرت عمر نے کہا! یارسُول اللہ! کیا میں اُنہیں کافی ہوں گا یعنی میں اُن کو جواب دے سکوں گا،

آپ نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ وہ تیرے پاس آئیں گے تو تُو کہے گا میرا رب اللہ ہے تمہارا رب کون ہے؟ میرے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تمہارا نبی کون ہے؟ میرا دین اسلام ہے تمہارا دین کون سا ہے؟

وہ دونوں کہیں گے اِس شخص پر تعجب ہے جو نہیں جانتا کہ ہم اس کی طرف بھیجے گئے ہیں یا اسے ہماری طرف بھیجا گیا ہے؟

اِس روایت کی تخریج عبدالواحد بن محمد المقدسی نے اپنی کتاب التبصیر میں کی ہے، اور حافظ ابُو عبداللہ قاسم ثقفی نے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شروع سے سوال کے بیان تک نقل کیا ہے اور کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یارسُول اللہ! کیا میں اُس روز اسی حالت میں ہوں گا؟

آپ نے فرمایا! ہاں تو اپنے حال پر ہو گا،

حضرت عمرؓ نے کہا! کیا میں اُنہیں کافی ہو سکوں گا اور اِسکے بعد کا ذکر نہیں کیا، اور سعید بن منصور نے بالمعنیٰ روایت بیان کی ہے اور اُس کے الفاظ ہیں،

حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علوان بن علقمہ نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ہمارے اصحاب نے انہوں نے کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا! جب منکر نکیر تیرے پاس آکر سوال کریں گے تو تُو کیسے جواب دے گا؟ اُن دونوں کی آوازیں رعدِ خاصف کی مثل اور آنکھیں برق خاطف کی طرح ہیں، انکے بال لمبے ہونگے اور وہ دونوں باری باری بحث کریں گے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی! یا رسول اللہ کیا ہم اُس پر اُٹھیں گے جس پر ہمیں موت آئے گی؟

آپ نے فرمایا! ہاں انشاء اللہ تعالیٰ،

حضرت عمرؓ نے کہا، کیا میں اُن دونوں کو کافی ہوں گا،

قوّتِ ایمانِ فاروق پر صحابہ کا عقیدہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں دجال کے بارے میں بتا رہے تھے کہ وہ ایک انسان پر مسلط ہو کر اُسے قتل کرے گا پھر اُسے زندہ کرے گا اور کہے گا کیا میں تیرا رب نہیں؟

وہ شخص کہے گا کبھی نہیں اور تو اس وقت جھوٹ بکتا ہے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے دجال کو اس قسم کا جواب دینے والا سوائے حضرت عمرؓ کے کسی کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ فوت یا شہید ہو گئے۔

[illegible] کی تخریج ابو حفص عمر بن شاہین نے سد اسباؓ میں کی ہے۔

فاروقِ اعظمؓ اللہ کے دین میں سخت تھے

پیش ازیں اُن کے اسلام کی فصل میں اور اُن کے خصائص میں اس سلسلہ میں قدرے بیان ہوا،

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت ہشام بن حکیمؓ کو قرآن پڑھتے سنا وہ بہت سی ایسی قرأت پر قرآن پڑھتے تھے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پڑھتے نہیں سنا تھا۔

جب وہ نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے تو میں نے انتظار کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیر کر اپنی چادر کو سنوارا تو میں نے کہا! آپ نے جو قرأت پڑھی ہے یہ کس سے سنی ہے؟

اُنہوں نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔

میں نے کہا! آپ جھوٹ کہتے ہیں میں نے آپؐ کو دوسری قرأت پر پڑھتے سنا ہے پھر میں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے فرقان حمید کی اس سورت کو جس قرأت پر پڑھتے سنا ہے، اُس قرأت پر آپ سے نہیں سنا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ہشام کو بلا کر پڑھنے کا حکم دیا تو اُنہوں نے ویسے ہی پڑھا جیسے میں نے اُن سے سنا تھا۔

آپ نے فرمایا! یہ سورۃ ایسے ہی نازل ہوئی ہے پھر مجھے پڑھنے کا حکم فرمایا تو میں نے اُس قرأت پر پڑھا جو آپ سے سنی تھی، تو آپ فرمایا! یہ سورت ایسے ہی نازل ہوئی ہے، پھر فرمایا قرآن مجید سات قرأت پر نازل

ہوا ہے اِس میں سے جو آسان ہو وہ پڑھیں ۔

بخاری، مسلم ۔

قاتلوں کے لئے سزا

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک غلام پوشیدہ طور پر قتل ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اگر اس قتل میں اہلِ صنعاء کا اِشتراک ہوا تو اُنہیں قتل کر دیا جائے گا حضرت مغیرہ بن حکیم سے روایت ہے کہ چار بچے قتل ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ۔

فاروق اعظم اور ابو سفیان

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادیٔ مر الظہران میں نزولِ اجلال فرمایا تو کہا افسوس قریش کی صبح، خدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زبردستی مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ آجائیں تو آپ اُنہیں امان دے دیں گے بیشک وہ آخری زمانہ تک قریش کی ہلاکت ہے حضرت عباسؓ کہتے ہیں کہ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفید خچر مبارک پر بیٹھ کر انہیں دیکھنے کیلئے آیا، تو میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا! میں نے بعض لکڑہاروں یا دودھ فروشوں اور دوسرے حاجتمندوں کو پایا تو میں نے مکہ معظمہ میں آکر اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے قیام کے بارے میں بتایا، تاکہ وہ آپ کے اُن پر زبردستی داخل ہونے سے پہلے آپکی خدمت میں حاضر ہو کر امان حاصل کر لیں، خدا کی قسم! جو آپکی طرف آئے گا میں اُسکے لئے آپ سے التماس

کروں گا، اچانک ابو سفیان بن حرب اور بدیل بن ورقاء نے یہ گفتگو سنی تو واپس ہو گئے اور ابو سفیان نے کہا! میں نے رات کو اِس قسم کے آگ کے الاؤ اور لشکر کبھی نہیں دیکھا،

بدیل نے کہا! واللہ یہ بنو خزاعہ غضبناک ہو کر جنگ کیلئے نکلے ہیں۔

ابو سفیان نے کہا! جو میں نے آگ کے یہ الاؤ اور لشکر دیکھے ہیں بنو خزاعہ اِس سے بہت زیادہ کم ہیں!

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں میں نے ابو سفیان کی آواز پہچان کر کہا اے ابا حنظلہ،

اُس نے میری آواز پہچان کر کہا ابو الفضل ہیں؟

میں نے کہا! ہاں،

اُس نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپکے لئے کیا ہے؟

میں نے کہا! افسوس ہے ابو سفیان یہ لوگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، قریش کی صبح پر افسوس۔

ابو سفیان نے کہا! میرے ماں باپ پر قربان یہ کیا حیلہ ہے؟

میں نے کہا! خدا کی قسم! اگر تیرے ساتھ فتح ہوتی تو میں تیری گردن کاٹ دیتا، اِس خچر پر عاجزی سے بیٹھ جا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تیرے لئے امان طلب کروں،

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابو سفیان میرے پیچھے بیٹھ گیا اور اُس کا ساتھی واپس لوٹ گیا، جب ہم مسلمانوں کے الاؤ کے پاس آئے تو اُنہوں نے کہا یہ کون ہیں، پھر جب اُنہوں نے مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر مبارک کو دیکھا تو اُنہوں نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں،

یہاں تک کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے الاؤ کے پاس آئے تو

اُنہوں نے میری طرف کھڑے ہوتے ہوئے کہا! یہ کون ہے؟

پھر ابوسفیان کو سوار دیکھا تو کہا اللہ کا دشمن ابوسفیان! اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے تعریف ہے جس نے بغیر عقد و عہد کے ہمیں تجھ سے تمکین دی،

پھر وہ اِسی سخت رفتاری کے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پہلے حاضر ہو گئے، جس طرح جانور کو لے جانے والا شخص جانور پر سبقت لے جاتا ہے"

پس میں خچر سے اُترا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عمرؓ نے حاضر ہو کر کہا،

یا رسُول اللہ! یہ ابوسفیان ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے اس سے ہمیں بغیر عقد و عہد کے تمکین عطا فرمائی، آپ اِسے مجھ پر چھوڑ دیں تاکہ میں اِس کی گردن اُتار دُوں،

میں نے کہا! یا رسُول اللہ میں اس کا بدلہ میں ہوں، پھر میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بیٹھ گیا اور ابُوسفیان کا سر پکڑ کر کہا! خُدا کی قسم! میرے سوا کسی شخص نے اِس رات اِسکے ساتھ سرگوشی نہیں کی،

پس جب حضرت عمرؓ نے اُسکے حق میں زیادتی کی تو میں نے کہا! اے عمرؓ ٹھہر جائیں، خدا کی قسم! اگر عدی بن کعب کا کوئی شخص ہوتا تو آپ یہ بات نہ کہتے، لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں سے ہے،

حضرت عمرؓ نے کہا! اے عباسؓ، آپ ٹھہر جائیں خدا کی قسم آپکے اسلام قبول کرنے کے دن سے آپ کا اسلام مجھے خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے اگر وُہ اسلام لاتا اور میرے ساتھ نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ خطاب کے اسلام قبول کرنے سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آپ کا اسلام قبول کرنا زیادہ

محبوب ہے"

پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اِسے اپنی سواری کی طرف لیجائیں جب صبح ہو تو اِسکے ساتھ آجائیں۔

پس میں اپنی سواری کی طرف آیا وہ میرے پاس سو گیا، جب اگلی صُبح ہوئی تو میں اُسے لے کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اُس پر اسلام پیش کیا، تو وُہ سوچنے لگا، حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس سے کہا تجھ پر افسوس! اس سے پہلے کہ تیری گردن اُتار دی جائے اسلام قبول کرلے، کہا! پس اُس نے شہادتِ حق کی گواہی دی اور اُس نے اسلام قبول کرلیا،

اِس روایت کی تخریج ابن اسحٰق نے کی۔

فاروق اعظم اور عبداللہ بن ابی منافق

حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو پیچھے دھکیل دیا، انصاری نے کہا اَے انصار! مہاجر نے کہا اَے مہاجرین! حضُور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ جاہلیت کی طرف کون بلاتا ہے؟

لوگوں نے کہا! یا رسُول اللہ ایک مہاجر نے ایک انصار کو دھتکارا ہے،

آپ نے فرمایا اُسے بلاؤ یہ اُمر جہالت کی پیداوار ہے عبداللہ بن ابی منافق نے یہ بات سنی تو کہا: وہ یہی کریں گے خُدا کی قسم اگر ہم مدینہ میں واپس گئے تو اہلِ عزت وہاں سے اہلِ ذلت کو نکال دیں گے"

حضرت عمرؓ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی کہ اسے مجھ پر چھوڑ دیں کہ

اِس منافق کی گردن اتار دُوں،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اسے چھوڑ دے لوگ کہیں گے محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کر دیتے ہیں۔ "مسلم"

حضرت عُمرؓ اور عمیر بن وہب

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ صفوان اور عمیر قلیب بدر کے مشرکین اور اُن کو پہنچنے والی مصیبت کا تذکرہ کر رہے کہ صفوان نے کہا! واللہ! اُنکے بعد زندگی میں خیر نہیں۔ عمیر نے کہا خدا کی قسم تو نے سچ کہا! اگر مجھے لوگوں کا قرض نہ دینا ہوتا جو میں ادا نہیں کر سکتا اور اپنے بعد اپنے گھر والوں کی بربادی کا ڈر نہ ہوتا تو میں محمدؐ کی طرف سوار ہو کر جاتا یہاں تک کہ اُنہیں قتل کر دیتا، اور میرے پاس اُنکے قتل کا جواز بھی ہے کہ میرا بیٹا اُنکے ہاتھوں میں قید ہے۔

صفوان نے اِسے غنیمت سمجھتے ہوئے کہا! تیرا قرض میرے ذمے اُسے میں ادا کروں گا اور تیرے گھر والے میرے گھر والوں کے ساتھ رہیں گے جو میرے گھر والوں کو ملے گا وُہ تیرے گھر والوں کو ملے گا،

عمیر نے کہا! ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اسے پوشیدہ رکھنا، صفوان نے کہا تو اپنا کام کر میں اس راز کو ظاہر نہیں کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار کو تیز کیا اور زہر کی آب دے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں آگیا، وہاں پر حضرت عمر بن خطابؓ مسلمانوں کے ساتھ بدر کے دن کی باتیں کر رہے تھے اور اللہ تعالےٰ نے اُنہیں جو عزت و کرامت عطا فرمائی تھی اِس کا تذکرہ کر رہے تھے اچانک اُنہوں نے عمیر بن وہب کو مسجد کے دروازہ پہ تلوار حمائل کئے دیکھا تو کہا! یہ کُتا اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے جو شر کے بغیر نہیں آیا، یہ شخص بدر کے دن

ہمارے درمیان دھوکا دینے کیلئے آیا اور اپنی قوم کو بتانے کیلئے ہماری فوج کا اندازہ کر رہا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی! یا رسُول اللہ! اللہ کا دشمن عمیر بن وہب تلوار حمائل کئے آیا ہے،

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا! اُسے ہمارے پاس آنے دو، حضرت عُمرؓ نے اسکی تلوار کی پیٹی اُسکی گردن میں ڈالی اور اپنے انصار ساتھیوں کو کہا کر آپ لوگ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپکے پاس بیٹھ جائیں اور اِس خبیث سے آپکی حفاظت کریں یقیناً یہ مامون نہیں، پھر اُسے لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے اُسکی گردن میں اُسکی تلوار کی پیٹی ڈالے ہوئے حضرت عمر کو دیکھا تو فرمایا! اے عمرؓ اِسے میرے پاس بھیج دو اور اُسے فرمایا اے عمیر میرے قریب آجاؤ۔

عمیر نے زمانہ جاہلیت کی تحیت پیش کرتے ہوئے انعموا صباحا کہا تو آپ نے فرمایا! اے عمیر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں تیری تحیت سے بہتر جنت کی تحیت سلام مکرم فرمایا ہے،

عمیر نے کہا! ولیکن یا محمدؐ آپ عہد کی بات کریں،

آپ نے فرمایا! اے عمیر تو کس لئے آیا ہے۔

عمیر نے کہا! میں اُس قیدی کیلئے آیا ہوں جو آپکے ہاتھوں میں قید ہے،

آپ نے فرمایا! تو نے اپنی گردن میں تلوار کیوں حمائل کر رکھی ہے؟

عمیر نے کہا! ویسے ہی ڈال رکھی ہے،

آپ نے فرمایا! کیا تو سچ کہتا ہے کہ تو اُس قیدی کیلئے آیا ہے؟

عمیر نے کہا! اسکے سوا اور کسی کام سے نہیں آیا ہوں

آپ نے فرمایا! بلکہ تُو اور صفوان کعبے میں بیٹھ کر قلیبِ بدر کے قریش کا تذکرہ کر رہے تھے، پھر تُو نے کہا!

اگر مجھ پر قرض کی ادائیگی اور اہل وعیال کی فکر نہ ہوتی تو میں نکلتا اور محمد کو قتل کر دیتا۔ صفوان نے تیرے قرض اور اہل وعیال کا بوجھ اُٹھا لیا تو تُو مجھے قتل کرنے کیلئے نکل کھڑا ہوا، واللہ اللہ تعالیٰ تیرے اور اِسکے درمیان حائل ہے"

عمیر نے کہا! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسُول ہیں، یا رسُول اللہ ہم آپکی اُن باتوں کی تکذیب کرتے تھے جو آپ ہمارے پاس آسمانی خبر سے لاتے تھے اور جو آپ پر وحی نازل ہوتی تھی، اور یہ امر ایسا ہے جس میں میرے اور صفوان کے سوا کوئی موجود نہ تھا، خدا کی قسم میں جانتا ہُوں کہ یہ بات آپ کو اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے، پس اُس اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور مجھے اِس طرف چلایا پھر اُس نے شہادتِ حق کی گواہی دی۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنے بھائی کو دینی مسائل اور قرآن کی تلاوت سکھاؤ، اور اُسکے قیدی کو رہا کر دو۔

عمیر نے کہا! یا رسُول اللہ! میں اللہ کا نور بجھانے والوں سے جنگ کروں گا اور اُنہیں اللہ کے نام پر شدید تکلیف پہنچاؤں گا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت فرمائیں تاکہ میں مکہ معظمہ میں جا کر اُنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤں ہو سکتا ہے اللہ تعالےٰ اُنہیں ہدایت نصیب فرمائے، بصُورتِ دیگر میں اُنہیں اُنکے دین میں ویسے ہی اذیت تکلیف پہنچاؤں جس طرح وُہ آپ کے صحابہ کو اُنکے دین میں تکلیف پہنچاتے تھے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اجازت عطا فرمائی جب

وُہ مکہ معظمہ میں پہنچا تو صفوان نے دونوں سواروں کے بارے میں دریافت کیا، پس جب اُس نے اپنے اسلام کے بارے میں بتایا تو اُس نے قسم اُٹھائی کہ نہ تو میں اُس سے بات کروں گا اور نہ اُسے کبھی فائدہ پہنچاؤں گا۔

اس روایت کی تخریج ابن اسحٰق نے کی اور کہا، کہ عمیر نے مکہ معظمہ میں قیام کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے جسکے بدلہ میں اُنہیں مخالفین کی شدید اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا تاہم اُن کے ہاتھوں پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا،

گستاخ کی گردن اتار دُوں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں بچوں کو کھیلتے دیکھا جن میں ابن صیاد بھی تھا، آپ نے اُسے فرمایا تیرے ہاتھ بند ہو جائیں کیا تو گواہی دے گا کہ میں اللہ کا رسُول ہُوں؟

اُس نے کہا کیا آپ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسُول ہوں! حضرت عمر نے کہا یا رسُول اللہ مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں اس کی گردن اتار دُوں"

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر اِسے خوف ہوتا تو اس بات کی ہرگز طاقت نہ رکھتا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور مسلم نے یہ الفاظ زیادہ کئے کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بچوں کے پاس سے گذرے جن میں ابن صیاد تھا، پس بچے بھاگ گئے اور ابن صیاد بیٹھ گیا، آپؐ اس بات کو پسند نہ کرتے تھے، چنانچہ آپ نے اُسے فرمایا! تیرے ہاتھ بند ہو جائیں کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسُول ہُوں! اُس نے کہا نہیں بلکہ کیا آپ گواہی دیتے

ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں ؟

حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں اسکی گردن اتار دوں، آپ نے فرمایا اگر یہ دیکھتا تو تو ہرگز اسکے قتل کی طاقت نہ رکھتا۔

تم جو چاہو کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا، تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع کر دیا، پس آپ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو خط کی تلاش میں بھیجا تو انہوں نے ایک عورت کو اونٹ پر سوار دیکھا جسکے بالوں کے جوڑے سے خط مل گیا تو دونوں حضرات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو گئے،

آپ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلا کر فرمایا! اے حاطب تو نے یہ خط لکھا ہے؟

اس نے کہا! ہاں یا رسول اللہ۔

آپ نے فرمایا! تجھے اس کام پر کس نے آمادہ کیا؟

اس نے کہا! یا رسول اللہ! میں اللہ اور رسول کے لئے بدخواہ نہیں ولیکن میں اہل مکہ میں غریب آدمی تھا اور میرے گھر والے ان لوگوں کے درمیان ہیں، مجھے ان کا ڈر تھا تو میں نے یہ خط لکھا جس میں اللہ و رسول کو نقصان پہنچانے والی کوئی چیز نہیں، اور ممکن ہے میرے گھر والوں کو اس سے فائدہ پہنچ جائے۔"

حضرت عمرؓ نے اپنی تلوار لہراتے ہوئے کہا مجھے حاطب کی گردن اتارنے

کی اجازت دیں اس نے کفر کیا ہے،

آپ نے فرمایا! اے ابن خطاب کیا تو جانتا ہے کہ یقیناً اللہ تعالےٰ نے مجھے بدر والوں کی جماعت پر اطلاع دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو بیشک تمہارے لئے مغفرت ہے۔" "مسلم"

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا! جو شخص میرے دین سے ارتداد نہ کرے اور اسلام کے بعد کفر پر راضی نہ ہو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ تمہارا اصدق ہے۔"

حضرت عمرؓ نے عرض کی! یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں اس کی گردن اتار دوں، الحدیث الی قولہ غفرت لکم یعنی تمہاری مغفرت کے قول تک، اور اس پر زیادہ کیا کہ اس میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ [۱]

اے ایمان والو! میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ،

"بخاری، مسلم، ابن حبان"

فاروق اعظم کی نظر میں خارجی

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ مال تقسیم کر رہے تھے اچانک بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے آکر کہا! یا رسول اللہ انصاف

۱ے ممتحنہ آیت ۱

کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیری بربادی ہو میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو خائب وخاسر ہو جاؤں،

حضرت عمرؓ نے عرض کی یارسول اللہ مجھے اجازت عطا فرمائیں تاکہ میں اس کی گردن اتار دوں۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے چھوڑ دے اس کے ساتھی ہونگے جن کی نمازوں سے تم اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں سے تم اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے تو ان کے حلق سے نہیں اترے گا وہ میرے اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے، ان میں ایک سیاہ فام آدمی ہو گا جس کے بازو عورت کے پستان کی طرح ہونگے یا تدردر کے ٹکڑے کی طرح وہ لوگ لوگوں کے بہترین فرقہ سے جنگ کیلئے نکلیں گے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں قتل کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا۔ پس اس شخص کو تلاش کرنے کا حکم دیا گیا تو میں اس کے پاس آیا اور اس میں وہی صفت پائی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ "مسلم"

کعبے کی چابیاں لاؤ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن شیبہ بن عثمان کو کعبے کی چابیاں لانے کے لئے اس کی والدہ کے پاس بھیجا تو اس نے انکار کر دیا،

آپ نے پھر بھیجا تو اس نے پھر انکار کر دیا، آپ نے پھر بھیجا تو اس نے پھر انکار کر دیا اور کہا کہ آپؐ ہمارے مردوں کو قتل کرتے ہیں اور ہمارے کعبے میں جاتے ہیں۔؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں تاکہ میں شیبہ کی گردن مار دوں یا اسے قتل کر دوں۔

آپؐ نے فرمایا! نہیں پھر شیبہ نے اپنی ماں کے پاس جا کر کہا کہ عمرؓ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی ماں نے چابیاں بھیج دیں، پھر آپ نے وہ چابیاں لیکر شیبہ کو واپس کر دیں تو وہ انہیں اپنی والدہ کے پاس لے گیا۔

"اس روایت کی تخریج ابن مخلد نے کی"

ہاشمیوں کو قتل نہ کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے دن اپنے صحابہ کو فرمایا! بنی ہاشم وغیرہ وہ لوگ جو زبردستی جنگ میں لائے گئے ہیں ان سے لڑنے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں پس اگر تم کسی بنی ہاشم سے ملو تو اسے قتل نہ کرو اور اگر ابا البختری بن ہشام سے ملو تو اسے قتل نہ کرنا اور اگر رسول اللہ کے چچا حضرت عباس سے ملو تو انہیں قتل نہ کرنا کیونکہ وہ اپنی خوشی سے جنگ کیلئے نہیں آئے۔"

حضرت ابو حذیفہ نے کہا! کیا ہم اپنے باپوں اپنے بیٹوں اپنے بھائیوں اور اقربا کو قتل کریں اور عباسؓ کو چھوڑ دیں، خدا کی قسم اگر میری اس سے ملاقات ہوگئی تو اسے تلوار کے ساتھ باندھ کر ماردوں گا۔"

پس جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا! اے ابا حفص[۱] کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا کے چہرے پر تلوار چلائے گا؛ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑ دیں میں تلوار سے ہر منافق کی گردن کاٹ دوں گا۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اُس روز جو بات کہی تھی اسکی وجہ سے خود کو غیر مامون سمجھتا تھا اور ہمیشہ خائف رہا سوائے اسکے کہ میری شہادت اِس کا کفارہ بن جائے پس وُہ یمامہ کے دن شہید ہو گئے اِس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے کی،

کہا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابی البختری کے قتل سے اِس لئے منع فرمایا تھا کہ وُہ مکہ معظمہ میں لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ زیادتی کرنے سے روکتا تھا، اور اُس سے آپ کو کوئی تکلیف اور مکروہ چیز نہ پہنچی تھی۔

فاروق اعظم کا بیٹے پر حد قائم کرنا

عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں مصر میں اپنے گھر میں تھا کہ عبدالرحمٰن بن عمر اور ابو سروعہ مجھ سے ملاقات کی اجازت لیکر میرے پاس آئے تو وُہ نشے سے چُور تھے اُنہوں نے کہا! ہم نے رات کو شراب پی تھی اور ہم نشے میں ہیں اِس لئے ہم پر حد قائم کریں۔

میں نے اُنہیں زجر و توبیخ کے بعد واپس کیا تو عبدالرحمٰن نے کہا ایسا نہ ہو

---

[۱] حضرت عمر فرماتے ہیں خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے پہلے دن اِس کنیت سے مخاطب فرمایا تھا۔

کہ میرے والد کے آنے پر اُنہیں بتا دیا جائے،

میں نے کہا میں جانتا ہوں اگر میں نے ان دونوں پر حد قائم نہ کی تو حضرت عمر مجھ سے ناراض ہوں گے اور مجھے معزول کر دیں گے پس میں انہیں گھر کے صحن میں لایا اور ان پر حد قائم کر دی۔

اور عبدالرحمٰن بن عمر کو اپنے گھر کی گلی میں لاکر اس کا سَر مونڈ دیا کیونکہ حدود قائم کرنے کے ساتھ سر مونڈ دیتے تھے اور خدا کی قسم میں نے حضرت عمر کو اس بارے میں کوئی خط نہ لکھا تھا کہ ان کا خط آگیا جس میں لکھا تھا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے بندے عمر کی طرف سے عاص بن عاصی کی طرف اے ابن عاص مجھ پر تیری جرأت اور میرے عہد سے تیری خلاف ورزی سے تجھ پر تعجب ہے کیا تو نے مجھے نہ دیکھا کہ میں تجھے معزول کر دونگا تُو نے عبدالرحمٰن کو اپنے گھر میں کوڑے لگائے اور اپنے گھر میں اس کا سر مونڈا حالانکہ تو جانتا ہے کہ یہ میری مخالفت ہے بیشک عبدالرحمٰن تیری رعایا کا فرد ہے اسکے ساتھ وہی سلوک کر جو اِسکے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ کرتا ہے ولیکن تو کہتا ہے کہ وُہ امیرالمومنین کا بیٹا ہے اور تو جانتا ہے کہ میرے نزدیک لوگوں میں سے کسی کے حق میں رعایت نہیں پس جب میرا یہ خط تیرے پاس آئے تو اُسے کجاوہ میں باندھ کر میرے پاس بھیج دے تاکہ اُسکی برائی پہچانی جاسکے پس میں نے اُسکے باپ کے حکم مطابق اُسے بھیج دیا اور حضرت عمر کی طرف معذرت کا خط لکھا کہ میں نے اسے اپنے گھر کے صحن میں کوڑے مارے ہیں اور اللہ کی اس ذات کی قسم جس سے بڑی کوئی قسم نہیں، میں ہر مسلمان اور ذمی پر اپنے گھر کے صحن میں ہی حدود قائم کرتا ہوں اور خط عبداللہ بن عمر کے ہاتھ بھیج دیا، جب وہ عبدالرحمن کو ساتھ لیکر اپنے باپ کے

کے پاس آئے تو عبدالرحمن پر بوجھ تھا اور اس میں اپنی سواری سے چلنے کی طاقت نہیں تھی، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عبدالرحمن تونے ایسا کیا ہے؟

اس پر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انہیں مخاطب کر کہا بے شک اس پر حد قائم ہو چکی ہے آپ اسکی طرف توجہ نہ دیں پس عبدالرحمن بن عمرؓ نے چیخ مار کر کہا میں بیمار ہوں اور آپ میرے قاتل ہیں، کہا کہ انہوں نے اس پر دوسری بار حد قائم کی اور انہیں قید کر دیا تو وہ بیماری میں ہی فوت ہو گئے،

بیٹے کو کوڑوں کی سزا

مجاہدؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی مجلس میں محو گفتگو تھے اور حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت کے ذکر کے بعد حضرت عمرؓ کی فضیلت کا ذکر کر رہے تھے جب حضرت ابن عباس نے حضرت عمرؓ کا تذکرہ سنا تو بلند آواز سے رونے لگے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے پھر انہوں نے فرمایا! اللہ تعالےٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جس نے قرآن پڑھا اور اُس پر عمل کیا اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو حکم کے مطابق نافذ کیا، اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں لومۃ لائم کی پرواہ کی بیشک میں نے حضرت عمرؓ کو اپنے بیٹے پر حد قائم کرتے ہوئے دیکھا جس میں وہ مارا گیا تھا۔

لوگوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچازاد ہمیں بتائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے پر کیسے حد قائم کی تھی،

حضرت ابن عباس نے فرمایا! میں ایک روز مسجد میں تھا اور حضرت عمر لوگوں کے گھیرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لڑکی نے آکر کہا! اے مومنوں کے امیر آپ پر سلام ہو۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تجھ پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو کیا مجھ سے کوئی کام ہے؟

اُس نے کہا! آپ اپنے بیٹے کو مجھ سے لے لیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں تجھے نہیں جانتا۔

لڑکی رونے لگی اور کہا! اے امیر المومنین اگرچہ یہ لڑکا آپ کی پشت سے پیدا نہیں ہوا تاہم یہ آپ کے بیٹے کا بیٹا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! یہ میرے کس بیٹے کا بیٹا ہے؟

اُس نے کہا! ابوشحمہ کا

حضرت عمرؓ نے فرمایا! کیا یہ حلال ذریعہ سے پیدا ہوا ہے یا حرام سے؟

اُس نے کہا! میری طرف سے حلال ہے اور اُس کی طرف سے حرام۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! یہ کیسے ہوا! اللہ تعالےٰ سے ڈر اور سچ بتا۔

لڑکی نے کہا! اے امیر المومنین میں ایک روز بنی نجار کے احاطہ سے گذر رہی تھی کہ آپ کا بیٹا ابوشحمہ نشے کی حالت میں یہودی کے ذبیحہ کے پاس شراب پی رہا تھا۔ میں اُس سے خود کو بچانے کے لئے احاطہ کی طرف دوڑی مگر اُس نے مجھ پر قابو حاصل کر کے میری عصمت کو پامال کر دیا اور مجھ پر غش طاری ہو گیا۔ پھر میں نے اس امر کو اپنے گھر والوں اور ہمسایوں سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ مجھے پیدائش کا احساس ہوا تو میں ایسے اور ایسے مقام کی طرف نکلی اور اس بچے کو جنم دیا، اور چاہا کہ اسے قتل کر دوں تو مجھے اس پر ندامت ہوئی پس آپ اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق میرے اور اپنے بیٹے کے درمیان فیصلہ کریں۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو مسجد کی طرف بلانے کے لئے منادی کا حکم دیا جب لوگ آ گئے تو آپ نے فرمایا! جب تک میں آپ کے پاس

نہ آؤں آپ لوگ متفرق نہ ہوں، پھر آپ نکلے اور فرمایا اے ابن عباس! میرے ساتھ آؤ، پھر آپ چلتے ہوئے اپنے گھر گئے اور دروازے پر دستک دے کر کہا! میرا بیٹا ابو شحمہ کہاں ہے؟ گھر والوں نے کہا! کھانا کھا رہا ہے، آپ اُس کے پاس گئے اور فرمایا! اے بیٹے اپنا آخری کھانا کھا لے"۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں! آپ کے لڑکے نے آپ کا یہ انداز دیکھا تو اُس کا رنگ فق ہو گیا اور اُسکے ہاتھ سے کھانے کا لقمہ چھوٹ گیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے بیٹے میں کون ہوں؟

اُس نے کہا! آپ میرے باپ ہیں اور امیر المومنین ہیں"۔

آپ نے فرمایا! تجھ پر میری اطاعت کا حق ہے یا نہیں؟

اُس نے کہا! آپ کی مجھ پر دو اطاعتیں فرض ہیں کیونکہ آپ میرے باپ بھی ہیں اور مومنوں کے امیر بھی"۔

آپ نے فرمایا! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے باپ کے حق کو سامنے رکھتے ہوئے بتا کیا تو نے یہودی کے ذبیحہ کی دعوت پر اُسکے پاس شراب پی تھی جس سے تجھے نشہ ہو گیا"۔

اُس نے کہا! ایسا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ مالِ مومن کا سر توبہ ہے"۔

آپ نے فرمایا! اے بیٹے تجھے خدا کی قسم! کیا تو نے بنی نجار کے احاطہ میں داخل ہو کر ایک عورت دیکھی اور اسکی عصمت دری کی تھی؟

وہ خاموش ہو کر رونے لگا تو آپ نے فرمایا! بیٹے سچ بتا بیشک اللہ تعالی سچوں سے محبت کرتا ہے"۔

اُس نے کہا! بیشک ایسا ہوا تھا! میں اِس پر نادم ہوں اور توبہ کرتا ہوں

حضرت عمرؓ نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور کھینچتے ہوئے مسجد کی طرف لے آئے۔

ابو شحمہ نے کہا! ابا جان! آپ مجھے رسوا نہ کریں اور تلوار لیکر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں، آپ نے فرمایا! لیکن میں نے اللہ تعالی کا یہ ارشاد سنا ہے۔

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ[1]

اور اُن کا مارنا بعض مومن دیکھیں

پھر آپ اُسے لیکر نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے سامنے مسجد میں جا کر فرمایا! اِس عورت نے سچ کہا ہے اور اُس نے جو کہا ہے اُسکا ابو شحمہ نے اقرار کر لیا ہے، پھر آپ نے اپنے زرخرید غلام افلح کو فرمایا! میرے اس بیٹے کو پکڑ اور اسے سو کوڑے لگا اور اپنی ضرب میں کمی واقع نہ کرنا۔

افلح نے کہا! میں یہ نہیں کروں گا اور رونے لگا۔

آپ نے فرمایا! اے افلح میری اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے میں تجھے جس کام کا حکم دیتا ہوں وہ کر اور فرمایا! اسکے کپڑے اُتار دے، لوگ یہ منظر دیکھ کر رونے اور چلانے لگے اور ابو شحمہ نے آپکی طرف اشارا کرتے ہوئے کہا! ابا جان مجھ پر رحم کریں"۔

آپ نے روتے ہوئے فرمایا! اے میرے بیٹے! تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے اور بیشک اِس کام پر وہ مجھ پر اور تجھ پر رحم فرمائے گا، پھر فرمایا! اے افلح کوڑا لگا، جب افلح نے کوڑا لگایا تو ابو شحمہ نے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا! کوڑا لگا یہاں تک کہ ستر کوڑے لگائے گئے تو ابو شحمہ نے کہا! ابا جان پانی پلا دیں۔

[1] النور آیت ۲

آپ نے فرمایا! اے بیٹے! اگر تیرے رب نے تجھے پاک کر دیا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے پانی پلائیں کے جس کے، بعد تمہیں کبھی سخت پیاس نہیں لگے گی، پھر افلح کو فرمایا! اے غلام کوڑا لگا، پس وُہ کوڑے مارنے لگا یہاں تک کہ اسّی کوڑے ہو گئے تو ابُو شحمہ نے کہا! ابا جان! آپ پر سلام ہو۔

آپ نے فرمایا! اور تجھ پر بھی سلام ہو اگر تجھے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو تو آپ کی خدمت میں میرا سلام پیش کرنا اور عرض کرنا! یا رسول اللہ! عمر آپکے پیچھے قرآن پڑھتا ہے اور حدُود قائم کرتا ہے، پھر فرمایا! اے غلام کوڑا لگا جب نوّے کوڑے لگ چکے تو کمزوری کے باعث حضرت ابو شحمہؓ کی گفتگو کا سلسلہ منقطع ہو گیا،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے عمرؓ بقیہ دس کوڑے رہنے دیں اِس لئے کہ اُس کا وقت آخر آگیا ہے۔

آپ نے فرمایا! جس طرح معصیت مؤخر نہیں ہوتی اسی طرح سزا بھی مؤخر نہیں ہو سکتی۔"

ابو شحمہؓ کی والدہ نے بیٹے کی چیخ سُنی تو روتی ہُوئی آئیں اور کہا! اے عمرؓ آپ ایک کوڑے کے عوض ایک پیدل حج کا ثواب لے لیں اور ایسے اور درہم صدقہ کر لیں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا! حج اور صدقہ دونوں میں سے کوئی چیز حد سے رجوع نہیں کرا سکتی۔ اور غلام کو فرمایا کہ حد پُوری کرے چنانچہ جب آخری کوڑا لگا یا تو ابُو شحمہ کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور وُہ گر پڑے۔

حضرت عمرؓ نے یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھا اور پھر فرمایا! اے بیٹے اللہ تبارک وتعالیٰ تجھے تیرے گناہوں سے پاک فرمائے، پھر آپ نے اُن کا سر گود میں

لیا اور رونے لگے اور فرمایا! اے بیٹے تو وُہ ہے جسے حق پر قتل کیا گیا، اے بیٹے! تو وُہ ہے جو انقضائے حد سے فوت ہُوا، اے بیٹے! تو وُہ ہے جس پر اُسکے باپ اور قریبیوں نے رحم نہیں کیا، لوگوں نے اُسے دنیا سے الگ ہوتے دیکھا اور اُنہوں نے اِس سے بڑا المناک دِن نہیں دیکھا چنانچہ لوگ ڈھاڑیں مار مار کر روتے اور چیختے رہے۔"

اس واقعہ کے چالیس روز بعد جُمعۃ المبارک کی صُبح کو حضرت حذیفہ بن یمان ہمارے پاس آئے اور کہا کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ کے ساتھ ایک نوجوان تھا جس نے دو سبز حُلّے پہنے ہُوئے، پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا عمر پر میرا سلام پڑھنا اور اُسے کہنا قرآن پڑھنے اور حدود قائم کرنے کا اللہ تعالےٰ نے ایسے ہی حکم دیا ہے، اور اُس نوجوان نے مجھے کہا، اے حذیفہ! میرے باپ کو میرا اسلام پیش کرنا اور کہنا جس طرح آپ نے مجھے پاکیزہ کیا ہے ایسے ہی اللہ تعالےٰ آپ کو پاک کرے والسلام"۔

اِس روایت کی تخریج شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقیٰ میں کی۔

ابُو شحمہ نے خود اقرار کیا تھا دُوسری روایت

اِن کے علاوہ اِس روایت کو تغیر لفظی سے مختصراً نقل کیا ہے اور اُس میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا ابُو شحمہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا! میں نے اِرتکاب زنا کیا ہے آپ مجھ پر حد قائم کریں۔

حضرت عمرؓ نے کہا! تو نے زنا کیا ہے؟ اُس نے کہا! ہاں آپ نے چار مرتبہ کی تکرار کے بعد فرمایا! کیا تو جانتا ہے کہ یہ حرام ہے؟

اُس نے کہا! ہاں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے مسلمانوں کی جماعت اسے پکڑ لیں۔
حضرت ابو شحمہ نے کہا! اے مسلمانوں کی جماعت جس شخص نے زمانہ اسلام
یا دورِ جہالت میں یہی کام کیا ہے جو میں نے کیا ہے وہ شخص مجھ پر حد قائم نہ کرے
چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُٹھ کر اپنے صاحبزادوں حضرات حسنین
کریمین کو فرمایا کہ حسن اسے دائیں طرف سے اور حسین بائیں طرف سے پکڑ لیں پھر
حضرت علی نے ابو شحمہ کو سولہ کوڑے لگائے تھے کہ وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر فرمایا جب
تیرا رب تجھے والی ہو تو کہہ مجھے حد لگاؤ جو اس جبین میں تیرے لئے حد نہیں۔
پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خود اٹھے اور اس پر سو کوڑا پورا کیا اس
کے ساتھ ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! ہم عذاب آخرت پر
عذابِ دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، لوگوں نے کہا اے امیر المومنین! ابو شحمہ کو اللہ کی
راہ میں شہید ہونے والوں کی طرح بغیر غسل اور کفن کے دفن کیا جائے گا۔
آپ نے فرمایا! نہیں بلکہ اسے تغسیل و تکفین کے بعد مسلمانوں کی قبروں
میں دفن کیا جائے گا، یہ اللہ کی راہ میں شہید نہیں ہوا ہے۔

شرابی ماموں کو کوڑوں کی سزا

بنی عدی کے ایک بڑے شخص حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ جن کے
والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر میں موجود تھے سے روایت
ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت قدامہ بن مظعونؓ کو بحرین کا گورنر
بنایا، حضرت قدامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر تھے
اور وہ حضرت عمرؓ فاروق اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ
طاہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے ماموں تھے۔

بحرین سے آکر حضرت جارودؓ نے حضرت عمرؓ کو بتایا کہ قدامہ بن مظعون نے
نشہ آور شراب پی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ میرا حق یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی حد قائم
کرنے کیلئے اُس کا معاملہ آپکے سامنے پیش کروں۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا! آپ جو بات کہتے ہیں آپ کے ساتھ
اس کا اور کون گواہ ہے؟
حضرت جارود نے کہا! حضرت ابو ہریرہؓ
حضرت عمر نے حضرت ابو ہریرہ کو بلا کر فرمایا! اے اباہریرہ آپ اس امر کی
گواہی دیتے ہیں؟
حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا! میں نے انہیں شراب پیتے نہیں دیکھا اور نشے
کی حالت میں دیکھا ہے،
حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے اباہریرہ آپ گواہی میں غلو کرتے ہیں۔ پھر آپ نے
حضرت قدامہؓ کو بحرین سے بلا بھیجا، جب قدامہ اور جارود دونوں مدینہ منورہ
میں آ گئے تو حضرت جارود نے حضرت عمرؓ سے کہا! اللہ تعالٰی کی اس کتاب پر قائم ہوں
حضرت عمرؓ نے فرمایا! کیا آپ گواہ ہیں یا آپس کی مخاصمت ہے؟
حضرت جارود نے کہا! میں گواہ ہوں۔
حضرت عمر نے فرمایا! آپ کی گواہی
حضرت جارود خاموش ہو گئے پھر فرمایا! میں اللہ کی قسم
کھاتا ہوں۔
حضرت عمرؓ نے کہا! خدا کی قسم!
حضرت جارود نے کہا! خدا کی قسم میں یہ حق کہتا ہوں کہ آپکے چچا کے بیٹے
نے شراب پی ہے،

- پس حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے

حضرت ابوہریرہ بھی مجلس میں موجود تھے اُنھوں نے فرمایا! اے امیر المومنین اگر آپ کو ہم پر شک ہے تو قدامہ بن مظعون کی بیوی بنت ولید سے پوچھ لیں،

حضرت عمرؓ نے قدامہ کی بیوی ہند ولید کو بلا بھیجا اور اللہ کی قسم دے کر پوچھا حضرت ہند نے اپنے شوہر کے خلاف گواہی دے دی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے قدامہ میں آپ کو کوڑے لگاؤں گا،

حضرت قدامہؓ نے فرمایا! اے عمرؓ خدا کی قسم اِن کے کہنے کے مطابق اگر میں نے شراب پی ہے تو آپ مجھے کوڑے نہیں مار سکتے.

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے قدامہ کیوں نہیں مار سکوں گا؟

حضرت قدامہ نے کہا! بیشک اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اُن پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ اُنھوں نے چکھا جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

لہ المائدہ آیت ۹۳

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے قدامہ آپ نے تاویل میں غلطی کی ہے جب آپ متقی ہیں تو اُس سے اجتناب کریں جسے اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے، پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! آپ قدامہ کے کوڑوں میں کیا دیکھتے ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں کوڑے نہ لگائے جائیں کیونکہ یہ بیمار ہیں،

حضرت عمرؓ خاموش ہو گئے اور کچھ دن انتظار کیا، پھر ایک روز صبح اُنہیں کوڑے لگانے کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھیوں کو فرمایا! آپ قدامہ کے کوڑوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! جب تک یہ بیمار ہیں ہم نہیں چاہتے کہ انہیں کوڑے لگائے جائیں،

حضرت عمر نے فرمایا! خدا کی قسم! مجھے کوڑوں کے نیچے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا اِس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اللہ تعالےٰ سے ملاقات کروں اور یہ بوجھ میری گردن پر ہو، خدا کی قسم میں اِسے کوڑے لگاؤں گا مجھے میرا کوڑا لا کر دو، آپ کا غلام اسلم چھوٹا کوڑا لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے کوڑے پر ہاتھ پھیر کر فرمایا! دوسرا کوڑا لاؤ، اسلم نے بڑا کوڑا لا کر دیا تو آپ نے حضرت قدامہ پر حد پوری فرمائی، حضرت قدامہ اُن سے ناراض ہو کر اُن سے ہجرت کر گئے، حضرت عمر حج کے بعد واپس آئے تو سقیاء میں نزول اجلال فرمایا اور وہیں سو گئے، جب بیدار ہوئے تو لوگوں کو فرمایا قدامہ کو تلاش کر کے میرے پاس لاؤ خدا کی قسم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ میرے پاس آئے تو سالم نے اُنہیں کہا وہ آپکے بھائی ہیں، لوگ حضرت قدامہ کے پاس آئے تو اُنہوں نے حضرت عمر کے پاس جانے سے انکار کر دیا حضرت عمر نے فرمایا اُسے کھینچ کر میرے پاس لاؤ چنانچہ اُنہیں کھینچ کر لایا گیا تو حضرت عمر نے اُن سے گفتگو کی اور اُنکے لئے استغفار کیا، پس اول دونوں میں صلح تھی۔ بخاری نے اس روایت کو یہاں تک نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمرؓ

اور حضرت حفصہ کے ماموں تھے اور پُوری روایت حمیدی نے نقل کی ہے۔

اُسے قتل کر دو

عمر بن ابی سلمٰی اپنے باپ حضرت ابی سلمٰی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی آسمان کی طرف

نماز کے منتظر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کا کچھ حصّہ گذارا تو حضرت عمرؓ نے سوئے ہوئے بچوں اور عورتوں کو آواز دی، پس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا! تمہارے علاوہ لوگوں میں سے کوئی نماز کا منتظر نہیں، اُم المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں اُن دِنوں مدینہ منورہ کے سوا نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔

اِس روایت کی تخریج نسائی نے کی۔

زانی کی نمازِ جنازہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک زانیہ عورت کو سنگسار کروایا، اور پھر اُس پر نمازِ جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کی یا رسُول اللہ! کیا آپ اِس پر نمازِ جنازہ پڑھیں گے جبکہ یہ زانیہ تھی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے توبہ کرنے والے کو اگر ستر اہلِ مدینہ کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو وہ اُن کیلئے کافی ہے، اور کیا تونے اُس سے افضل کسی کو پایا جو اپنی جان اللہ عزّوجلّ کو پیش کر دے۔

اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی۔

مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے والے

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں سویا ہُوا تھا کہ مجھے ایک شخص نے کنکریاں ماریں، میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف دیکھا تو اُنہوں نے فرمایا! اِن دو اشخاص کو میرے پاس لاؤ میں انہیں اُن کے پاس لیکر آیا تو اُنہوں نے فرمایا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟

اُنہوں نے کہا! ہم اہلِ طائف سے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر تم اہلِ شہر ہوتے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرنے کی بنا پر تمہیں ذلیل کرتا۔

گورنر سے قصاص

حضرت ابی نضر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین آپ کے گورنر نے مجھے مارا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم! تجھے اُس سے قصاص دلاؤں؟

اُس نے کہا! ہاں اُس سے قصاص لوں گا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنفسہٖ قصاص دلایا

عمرو بن عاص یا کسی دُوسرے نے کہا! اے امیر المومنین ؟ کہا وُہ کون ہے ؟ کہا یا اس کی رضا ہے۔ اِس روایت کو اربعین میں حافظ ثقفی نے نقل کیا ہے۔

ایک حدیث کی اطلاع

حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابُو موسیٰ آئے گویا کہ وُہ معذرت میں کہا کہ میں نے حضرت عمر سے تین مرتبہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ ملی پس میں واپس آگیا۔ کہا کہ! تجھے کس نے رد کا میں نے کہا! میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی جب اجازت نہ ملی تو واپس آگیا، اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے جب تم سے کسی شخص کو تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر اجازت نہ ملے تو وُہ واپس آجائے پس کہا خُدا کی قسم! آپ کے اِس بیان کیا تم میں سے کسی نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہے۔ میرے باپ نے فرمایا! خدا کی قسم سوائے چھوٹی عُمر والوں کے تیرے ساتھ کوئی قائم نہیں تھا، میں نے کہا میں اُن سے چھوٹا تھا اور ساتھ کھڑا تھا، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس فرمان کی خبر دی۔

"اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی۔"

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُسے فرمایا اگر یہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی چیز ہے اور مگر تیرے لئے نصیحت مقرر کرتا ہُوں، اور اس سے کہ اُس وقت میں انصار کے پاس آیا تو وُہ ہنسنے لگے، پس اُنہیں کہا! تمہارے پاس تمہارا بھائی آیا ہے اور تم ہنستے ہو، پس کہا! نکل چل سزا میں میں تیرا

شریک ہُوں۔ مخرجہ مُسلم۔

حضرت عمر کا حدیثِ مصطفےٰ پوچھنا

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عورت کے اسقاطِ حمل کے بارے میں پُوچھا جس کے پیٹ پر چوٹ لگنے سے جنین ضائع ہو گیا تھا کہ کیا تم میں سے کسی نے اِس مسئلہ کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی چیز سُنی ہے ؟

میں نے کہا میں نے سُنا ہے۔

آپ نے فرمایا! تو نے کیا سُنا ہے ؟

میں نے کہا کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے

فیہ غرۃ عَبَد اواَمَۃ۔

حضرت عُمر نے فرمایا! اِس جگہ سے اُس وقت تک نہیں ہٹُوں گا جب تک جو تُو نے کہا اِس کا مخرج نہ لائے، پس میں نکلا اور محمد بن مُسلمہ کے پاس آیا کر وُہ میرے ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد، فیہ غرۃ اوامۃ کی گواہی دے۔

ابو معاویہ نے اِس حدیث کی تخریج اِس سیاق سے کی ہے، اور بخاری مُسلم نے بالمعنیٰ روایت بیان کی ہے۔

دُوسروں کی عظمت بیان کرنا

روایت ہے کہ حضرت عُمر نے حضرت صہیب سے کہا اگر آپ میں تین خصلتیں نہ ہوتیں تو آپ عظیم شخص ہوتے "

حضرت صہیبؓ نے کہا وُہ کیا ہیں؟

۱۔ حضرت عمرؓ نے کہا! آپ کا بیٹا نہیں ہے اور آپ نے اپنی کنیت رکھی ہُوئی ہے۔

۲۔ آپ عرب سے منسوب ہیں اور روم کے رہنے والے ہیں۔

۳۔ آپ کھانے میں اسراف کرتے ہیں۔

حضرت صہیبؓ نے کہا! آپ نے فرمایا ہے کہ تو نے کنیت رکھی ہے اور تیرا بیٹا نہیں تو میری کنیت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابا یحییٰ رکھی ہے۔

آپ نے فرمایا ہے کہ تو رُومی ہے اور عرب سے منسُوب ہے تو میں موصل سے بستی رُوم نمر بن قاسط کا فرد ہُوں

رہا آپ کا یہ قول کہ میں کھانے میں اسراف کرتا ہُوں تو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ تم میں بہتر وُہ لوگ ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج ابُو عبداللہ ابن ماجہ قزوینی نے کی ہے اور نسائی نے روایت بالمعنیٰ بیان کی ہے اور حافظ دمشقی نے اربعین بلدانیہ میں اسے نقل کیا ہے۔

غیر مُسلموں کی تکریم نہ کرو

روایت ہے کہ حضرت ابُو مُوسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوئے تو اُن کے ساتھ ایک نصرانی کاتب تھا، اُس نے اپنی کتاب بلند کی تو حضرت عمرؓ کو تعجب ہُوا کیونکہ آپ کو اُس کا نصرانی ہونا معلوم نہ تھا، بعد ازاں آپ نے حضرت ابُوموسیٰ کو فرمایا! آپ کا کاتب کہاں ہے تاکہ وُہ لوگوں کو اپنی کتاب سُنائے۔

حضرت ابُو مُوسیٰ نے کہا! اے امیر المومنین وُہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمرؓ نے کہا! کیوں کیا وُہ جُنبی ہے؟

حضرت ابُو مُوسیٰ نے کہا! نہیں! بلکہ وُہ نصرانی ہے، حضرت عمرؓ نے اُنہیں جھڑکی دے کر فرمایا! اُنہیں قریب نہ کرو جنہیں اللہ تعالےٰ نے دُور کیا ہے اور اُن کی تکریم نہ کرو جن کی اللہ تعالیٰ نے اہانت کی ہے اور اُنہیں امان نہ دو جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوفزدہ کیا ہے اور تمہیں اہل کتاب کو عامل بنانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ وُہ رشا کو حلال سمجھتے ہیں۔

دُوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابُو موسیٰ کو فرمایا! ایسے شخص کو میرے پاس لاؤ جو ہمارا حساب دیکھے، حضرت ابُو موسیٰ ایک نصرانی کو لے آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر آپکو پہلے کہا ہوتا تو کرتے جو کرتے میں نے آپ کو ایسا شخص لانے کیلئے کہا تھا جو میری امانت میں شریک ہو اور آپ ایسے شخص کو لے آئے ہیں جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔

گھر والوں کو انتباہ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں کو کسی امر سے روکتے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر فرماتے میں نے لوگوں کو اس کام سے ایسے اور ایسے روکا ہے اور لوگ تمہیں دیکھ رہے ہیں جیسے پرندہ گوشت کو دیکھتا ہے، اگر یہ تم سے واقع ہُوا تو لوگوں سے واقع ہو گا اگر تم نے چھوڑا تو لوگ چھوڑ دیں گے، خدا کی قسم اگر وُہ امر تم میں سے کسی سے واقع ہوا جس سے لوگوں کو روکا گیا ہے تو اُسے میری جگہ کی سزا دی جائے گی۔

"اس روایت کی تخریج عقیل بن خالد نے کی ہے"۔

کون زیادہ حق دار ہے

حضرت ثعلبہ بن ابی ملک قرظی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے مدینہ منورہ کی خواتین کو اُونی چادریں تقسیم کیں۔ ایک بھاری ... باقی بچ گئی، اُن کے پاس بیٹھے ہُوئے ایک شخص نے کہا! امیرالمومنین آپ کے پاس رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی "اُم کلثوم" یہ چادر اُنہیں دے دیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! اُم سلیط اِس کی زیادہ حق دار ہیں، کیونکہ اُنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کی ہے اور وُہ اُحد کے دِن ہمارے لئے پانی کا مشکیزہ اُٹھانے والی ہیں۔ ۔ اخرجہ، بخاری۔

فاروق اعظم قرن حدید ہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اُنہوں نے آسمانی کتب میں کیا تعریف پائی ہے؟ حضرت کعب نے فرمایا! قرنِ حدید کیا وُہ کیا ہے؟ حضرت کعب نے فرمایا! آپ کو اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑ سکے گی، ۔ خرجہ العنحاک۔

جب فیصلہ کروں

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ وُہ کہا کرتے الٰہی! جب میرے سامنے دو اشخاص کا جھگڑا آئے اور وُہ میرے سامنے بیٹھ جائیں اور مجھے معلوم ہو جائے کہ میں قریب یا دُور سے حق سے اعراض کرتا ہُوں تو مجھے پلک جھپکنے کی مہلت نہ دینا۔ ۔ خرجہ، ابن خیرون۔

روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سامنے دو آدمی جھگڑا لے کر آتے تو آپ اُن کی طرف آتے پھر اُن دونوں کو کھڑا کرتے پھر واپس آتے

اور اُن دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیتے اور اِس میں اُسے فرماتے میں نے دونوں میں سے جو ایک کے لئے پایا ہے دُوسرے کے لئے نہیں پایا"

فاروق اعظم کا ذوقِ عبادت

۱ حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وسطِ شب کی عبادت کو پسند فرماتے تھے۔ اِس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی اور پہلے شیخین کے باب میں بیان ہُوا کہ وُہ وتر کیسے پڑھتے تھے۔

۲ حضرت عبداللہ بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو اُنہوں نے سُورہ حج تلاوت فرمائی اور سُورہ یوسف کو موخر کیا، ۔ خرجہ ابو معاویہ،

۳ حضرت عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کبھی کبھی سُورہ یوسف اور سُورہ سجدہ تلاوت فرماتے اور ایسے ہی پہلی رکعت میں دو سُورتوں کو جمع فرماتے یہاں تک کہ لوگ اِس پر جمع ہو گئے۔ ۔ خرجہ، بخاری،

۴ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ پوری زندگی مُسلسل روزے رکھتے رہے، اِس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی اور اِس میں اُس کیلئے دلیل ہے جو کہتا ہے کہ ہمیشہ کے روزے ایک دِن روزہ رکھنے اور ایک دِن افطار کرنے سے افضل ہیں،

جاہلیت کی نذر

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسُول اللہ! میں نے جاہلیت کے زمانہ میں

نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا،

آپ نے فرمایا! اپنی نذر پوری کر۔

اِس روایت کو بخاری مسلم نے بیان کیا اور بخاری نے مزید کہا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شب اعتکاف کر، اور اِس میں اُس کے لئے حجت ہے جو کہتا ہے کہ بغیر روزے کے اعتکاف درست ہے اور بیشک اِس التزام کے ساتھ کفر کی حالت میں تھا اگرچہ اُسکے کفر کی حالت درست نہیں۔

چار نیکیاں ایک دن میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو فرمایا! آج روزے سے کس نے صبح کی؟

حضرت عمرؓ نے کہا! میں نے

آپؐ نے فرمایا! آج کس نے صدقہ دیا؟

حضرت عمرؓ نے کہا! میں نے

آپ نے فرمایا! آج کس نے مریض کی عیادت کی؟

حضرت عمر نے کہا! میں نے

آپ نے فرمایا! آج کس نے جنازے میں شرکت کی؟

حضرت عمر نے کہا! میں نے

آپ نے فرمایا! تیرے لئے جنت واجب ہے۔

اِس روایت کی تخریج بغوی نے فضائل میں کی اور ابو عبداللہ بن حبان نے کی اور پیش ازیں خصائص ابی بکرؓ میں اِسکی مثل حضرت ابوہریرہؓ سے مسلم کی حدیث بیان ہوئی، پس اگر یہ روایت درست ہو تو یہ امر اُسکے علاوہ کسی

دوسرے دن کو ہوا ہوگا چنانچہ دونوں کے درمیان تضاد و تہافت نہیں،

اللہ اکبر

سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا اکثر کلام اللہ اکبر ہوا کرتا تھا، اِس روایت کی تخریج الخجندی نے کی۔

دُنیا کے مال سے اعراض

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر کا باغ ملا تو اُنہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے خیبر کی زمین ملی ہے جبکہ مجھے کبھی مال نہیں ملا اور نہ میرے پاس ہے آپ اُس کے بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! اگر تو چاہے تو اُسکے درخت رکھ لے اور اُس کا پھل صدقہ کر دے، پس حضرت عمر نے اُس کا پھل اُن فقراء واقرباء، اسیروں، مہمانوں اور مسافروں پر صدقہ کر دیا جن کی نہ بیع تھی اور نہ اُنہیں عطا ہوتی تھی اور نہ اُنہیں وراثت میں ملی تھی، اور اس کے ولی اور غیر متمول کا اُسکے معروف سے کھانا گناہ نہیں۔ بخاری مسلم۔

بعض طرق میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اِس باغ کی وصیت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے پھر آلِ عمر کے اکابر کیلئے کی تھی،

بعض طُرق میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خیبر میں زمین ملی ہے جس میں سو درخت ہیں حالانکہ مجھے کبھی مال نہیں ملا اور یہ میری طرف عجیب امر ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اُس کا صدقہ کر دوں۔

آپ نے فرمایا! اُس کی اصل روک لے اور اُس کا پھل اللہ کی راہ میں خیرات کر دے۔

بعض طُرق میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میرے پاس مالِ ثمغ ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میرے بعد اُسے فروخت کر دیا جائے؟
آپ نے فرمایا اُسے روک لے اُس کا پھل اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔
اِس روایت کی اِن طُرق پر تخریج کی گئی ہے اور اِس سے قبل اُن کا نصف مال اور حضرت ابُوبکر صدیق کا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا شیخین کے باب میں بیان ہُوا۔
حضرت عمر کیلئے مالِ ثمغ کا ہونا مدینہ منورہ میں معروف ہے اور خیبر کے باغ کا صدقہ کیا جانا اِس کے علاوہ ہے۔

فاروق اعظمؓ کا زہد

پیش آزیں اُنکے خصائص میں اور پہلی فصل میں اور نشر میں اِسکا بیان ہُوا۔
حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تو ہمارے ساتھ پہلے اسلام لانے والوں میں تھے اور نہ ہمارے ساتھ پہلے ہجرت کرنے والے تھے مگر وُہ ہم سے زیادہ دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت رکھنے والے تھے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عمر کو مال عطا فرمایا! تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ یہ مال آپ اُسے عطا فرما دیں جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے، آپ نے فرمایا اسے لے لے اور چاہے تو متمول ہو جا چاہے تو خیرات کر دے۔
اور تیرے پاس جو اِس مال سے آیا ہے اِس کا تُو نے سوال نہیں کیا تُو یہ مال لے لے اور تیرا نفس اِسکی اطاعت نہ کرے۔
سالم نے کہا اِس امر کے پیشِ نظر ابن عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نہ کسی چیز کا سوال کرتے تھے اور نہ اُس چیز کو واپس کرتے جو اُنہیں دی جاتی۔
"خرجہ، مُسلم"

فاروق اعظمؓ کا کھانا

ابن ابی ملکیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھانا رکھا ہُوا تھا اِسی اثناء میں عتبہ بن فرقد نے دروازے پر آ کر اجازت طلب کی پھر اُس نے اندر آ کر دیکھا کہ اُن کے سامنے روٹی اور روغن زیتون رکھا ہُو

ہے، آپ نے اُسے کھانے کیلئے کہا تو اُس نے کہا اتنا سخت کھانا ہضم کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں،

آپکے لئے وُہ کھانا نہیں جسے حواری کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا! تیری ہلاکت مسلمان اِس کی وُسعت رکھتے ہیں؟

عتبہ نے کہا! خدا کی قسم! نہیں، آپ نے فرمایا! اُے عتبہ کیا تو چاہتا ہے میں اپنی دُنیوی زندگی میں اپنے حصّے کی پاک چیزیں فنا کرلوں اور اُنہیں برت لوں • اخرجہ، نفضائلی۔

عتبہ ابن فرقد سے ہی روایت ہے کہ وُہ حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ وُہ سُوکھی ہوئی شامی روٹی کو دوُدھ کے گھونٹوں سے کھارہے ہیں، میں نے کہا اے امیرالمومنین مجھے ارشاد فرمائیں تاکہ میں آپ کے لئے اِس سے نرم کھانا تیار کردوں"؟

آپ نے فرمایا! تونے عرب میں سے کسی کو دیکھا جو مجھ سے زیادہ اس امر پر قادر ہو؟

میں نے کہا! اے امیرالمومنین میں نے آپ سے زیادہ اِس پر قدرت رکھنے والا کسی کو نہیں پایا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا اُس نے کافروں کے لئے فرمایا!

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا [1]

تم اپنے حصّے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چلے اور

[1] الاحقاف آیت ۲۰

اُنہیں برت چکے"۔

اگر میں چاہوں

۱ حضرت عمرؓ فرماتے تھے اگر میں چاہوں تو بکری کے بھنے ہوئے گوشت اور زیتون میں بھگوئی ہوئی رائی اور اُونٹ کے زانو اور سینے کے گوشت جیسے انواع و اقسام کے بہت سے لذیذ کھانوں کی دعوت دوں مگر میں اسکی دعوت نہیں دیتا اور نہ اِس کا قصد کرتا ہوں شاید یہ تنعم والوں سے ہوں۔

۲ آپ نے فرمایا! خدا کی قسم اگر میں بکری کے مُسلّم بچے کو بھوننے کا حکم دوں اور حکم دوں کہ ہمارے لئے نشاستے کی روٹیاں پکائی جائیں اور حکم دوں کہ ہمارے لئے خشک انگوروں کی نبیذ تیار کی جائے اور میں اُس سے کھاؤں اور پیئوں تو مجھے نہیں روکا جائے گا مگر میں اپنے حصے کی پاک چیزیں باقی رکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے اللہ تعالےٰ سے قوموں کے لئے یہ فرمان سُنا ہے،

أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا [1]

تکمیل کے وقت خواہش ترک کردی

آپ نے فرمایا! مجھے تازہ مچھلی کی خواہش ہوئی تو میں نے سواری لی اور دو دن آگے جانے کا اور دو دن پیچھے واپس آنے کا سفر کیا اور مچھلی خرید کر واپس آیا تو دیکھا کہ اُونٹنی پسینے میں شرابور ہے میں نے اپنے آپ سے کہا اے عمر تو

[1] الاحقاف آیت ۲۰

نے اپنی خواہش کے لئے جانور کو عذاب دیا ہے، خدا کی قسم پھر عمرؓ نے اُسے نہیں چکھا،

عادت نہیں بناتا عام غذا

آپ نے فرمایا! میں کھجوریں اور گوشت نہیں کھاتا اور فرمایا گوشت میں شراب کی طرح نقصان ہے یعنی اگر اسے عادت بنا لیا جائے تو شراب کی عادت کی طرح اسے چھوڑنا پڑتا ہے۔

جعفر بن ابی العاص سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ زیتون سے روٹی کھائی، دُودھ سے روٹی کھائی، سرکے سے روٹی کھائی، سُوکھائے ہوئے گوشت سے کھائی اور یہ سُوکھا ہُوا گوشت بھی بہت کم ہوتا اور آپ فرماتے آٹا ان چھنا رہنے دو یہ سب طعام ہے،

پس آپ کے لئے موٹی روٹی لائی گئی اور آپ نے اُسے کھاتے ہوئے ہمیں فرمایا کھاؤ، ہم نے معذرت کی تو فرمایا! جو تمہارے لئے طرح طرح کے کھانے نہیں۔

ہم نے کہا! اے امیر المومنین خدا کی قسم ہم اسے نہیں کھائیں گے اور آپ کے کھانے سے نرم کھانے کی طرف جائیں گے۔

دو کھانے نہیں کھاؤں گا

۱ اُم المومنین سیدتنا حفصہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کی خدمت میں ٹھنڈے شوربے میں روغن زیتون ڈال کر پیش کیا تو انہوں نے فرمایا! میں ایک وقت میں دو چیزیں کبھی نہیں چکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

" اخرجہ فی فضائلہ "

۲ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم کھانے کے دسترخوان پر تھے ہم نے اُن کے لئے درمیان سے جگہ کھول دی تو اُنہوں نے فرمایا! بسم اللہ! پھر آپ نے ہاتھ سے لقمہ توڑ کر کھایا پھر دُوسرا لقمہ لے کر فرمایا! میں نے بغیر چربی کے گوشت کے چکناہٹ والا کھانا پایا ہے؛

حضرت عبداللہ نے عرض کی کہ میں بازار میں گھی لینے گیا تو ایک درہم کا لاغر جانور کا گوشت خرید لیا اور ایک درہم کا گھی خرید لیا،

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو کھانوں کو جمع نہ فرماتے تھے سوائے اِسکے کہ دونوں میں سے ایک کو تناول فرما لیتے اور دُوسرے کو خیرات کر دیتے،

حضرت عبداللہ نے کہا! اے امیر المومنین اِس کھانے کے بعد میں کبھی دو کھانوں کو جمع نہیں کروں گا۔

حضرت عمرؓ کا لباس

۱ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ موٹے کپڑے کا جبہ زیب تن کرتے جس پر جگہ جگہ چمڑے کے پیوند لگے ہوتے اور بازاروں میں لوگوں کی تادیب کے لئے دُرّہ لیکر پھرا کرتے اور زمین پر گرے ہوئے اُون کے دھاگے وغیرہ اُٹھا لیتے اور لوگوں کے گھروں میں جا کر ان کے ساتھ اُنہیں فائدہ پہنچاتے، " اخرجہ فضائلی "،

۲ حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی پُشت کے درمیان دیکھا اُن کی قمیص پر چار پیوند لگے ہوئے

تھے۔ اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی اور صاحبِ صفوت نے اسے نقل کرتے ہوئے کہا تین پیوند تھے۔

۳ حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے اور اُن کی چادر مبارک پر بارہ۱۲ پیوند تھے۔ • خرجہ فی الصفوت۔

۴ حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ زاد اللہ ہا شرفاً سے حج کے ارادہ سے مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفاً کی طرف نکلے تو واپسی پر اُن کے پاس خیمہ وغیرہ نہیں تھا جب گرمی ہوئی تو اُنہوں نے اپنی چادر درخت پر ڈالی اور اسکے سائے میں تشریف فرما ہو گئے۔

۵ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! خدا کی قسم، لذاتِ حیات کی ضرورت نہیں بلکہ ہماری پاک چیزیں ہماری آخرت کے لئے ہیں اور آپ جو کی روٹی زیتون کے تیل میں بھگو کر تناول فرماتے، پیوند لگے کپڑے زیبِ بدن فرماتے اور اپنا کام خود آپ کرتے۔

مالِ غنیمت سے کچھ نہ لیا

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کی طرف ہمارا سریہ بھیجا تو اللہ تبارک و تعالےٰ نے ہمیں عراق اور بلدِ فارس پر فتح عطا فرمائی اور فارس و خراسان سے ہمیں حلّہ ملا تو ہم نے اُسے اپنے ساتھ لے لیا اور اُس سے اپنے لباس بنا لئے جب ہم حضرت فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں ہماری طرف سے اپنا رخ پھیر لیا اور ہمارے ساتھ گفتگو نہ کی، ہمیں یہ امر سخت شاق گذرا تو ہم نے حضرت عبداللہ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی۔

اُنہوں نے کہا! حضرت عمرؓ دنیا میں رغبت نہیں رکھتے انہوں نے آپ کے جسموں پر وُہ لباس دیکھا جو نہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا تھا اور نہ اُنکے بعد اُن کے خلیفہ نے پہنا تھا، ہم لوگ یہ سُن کر اپنے گھروں میں آئے اور وُہ لباس اُتار دیا اور اُس ہیئت میں حاضر ہوئے جو ہمارا اپنا لباس تھا پس آپ کھڑے ہو گئے اور ہم میں سے ایک ایک کو سلام کیا اور ایک ایک کو گلے لگایا گویا کہ اُنہوں نے ہمیں نہیں دیکھا تھا۔

پھر ہم نے آپ کی خدمت میں مالِ غنیمت پیش کیا تو اُنہوں نے ہم میں برابر تقسیم کر دیا، ہم نے غنائم میں سے حلوے جیسی زرد اور سُرخ رنگ کی مٹھائی اُن کی خدمت میں پیش کی اُنہوں نے اُسے چکھا تو مزیدار اور خوشبو دار پایا، پس اُنہوں نے ہماری طرف رُخ موڑ کر کہا اے معشرِ مہاجرین وانصار اس کھانے پر تمہارا بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کر دے گا پھر حُکم دیا کہ اسے اُن مُسلمانوں کی اولاد اُٹھالے جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شہید ہوئے تھے، بعد ازاں آپؓ واپس تشریف لے گئے اور اُس مال سے اپنے لئے کوئی چیز نہ لی۔

قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی تقسیم

روایت ہے کہ جب عراق فتح ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کسریٰ و قیصر کے خزانے پیش ہوئے تو بیت المال کے خازن نے انہیں کہا بیت المال میں داخل کر لوں؟

فرمایا! نہیں، خدا کی قسم جب تک میں ان خزانوں کو تقسیم نہیں کروں گا چھت کے نیچے پناہ نہیں لوں گا، پھر جب مسجد میں اُن خزانوں کو کھولا گیا تو سونے اور

جواہرات کا عظیم منظر دیکھا تو فرمایا یہ مال کس امین کے حوالے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا! آپ اللہ کے امین ہیں اور انہوں نے آپ کی طرف بھیجا ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف ادا کیا جائے گا پس جب آپ ٹیڑھے ہو جائیں گے تو وہ بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ مال تقسیم کر دیا اور اپنی ذات کیلئے کوئی چیز نہ لی۔

• خرجہ فی فضائلہ "

باریک لباس کیسے پہنوں

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقریباً پچاس صحابہ رضی اللہ عنہم مسجد میں جمع تھے تو انہوں نے کہا کیا آپ نے اس شخص کے زہد اور اسکے حال کو دیکھا اللہ تعالےٰ نے اسکے ہاتھوں پر قیصر و کسریٰ کے دیار شرق و غرب کو فتح فرمائے اور انکے پاس عرب و عجم کے وفود آتے ہیں تو انکے جسم پر یہ جبہ دیکھتے ہیں جسے بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں اگر حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ ان سے پوچھیں کہ وہ اس جبّے کی بجائے نرم کپڑے کا جبہ پہن لیں تو ان کا رعب بڑھ جائے گا۔

نیز یہ کہ ان کیلئے معشیت کو وسیع کر دیا جائے اور مہاجرین و انصار ان کے وسیع دستر خوان پر انکے ساتھ کھانا تناول کریں حاضرین مجلس نے کہا یہ کام حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کوئی نہیں کر سکے گا پھر انہوں نے آپ سے اسکے بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا! میں یہ کام نہیں کر سکتا البتہ آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس جائیں وہ مومنوں کی مائیں ہیں وہی اس پر جرأت کر سکیں گی"

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہیں! پھر لوگوں نے

حضرت عائشہ صدیقہ اور حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی خدمت میں عرض کی اور وہ دونوں ایک ہی جگہ تشریف فرما تھیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ ان سے پوچھیں، انہوں نے فرمایا! میں یہ کام نہیں کر سکتی آپ پوچھ لیں پھر دونوں حضرت عمر کے پاس تشریف لے گئیں اور قریب جا کر حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا! کیا مجھے بات کرنے کی اجازت ہے؟"

حضرت عمر نے کہا اے ام المومنین ارشاد فرمائیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا! حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے پروردگار کی جنت اور رضوان میں تشریف لے گئے تو دنیا کی طرف تشریف نہیں لائے اور نہ ہی لائیں گے اور ایسے ہی حضرت ابوبکر صدیق گئے تو واپس نہ آئے، اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کے ہاتھوں پر قیصر و کسریٰ کے خزائن و دیار فتح فرمائے اور ان کے اموال آپ کے پاس لائے گئے اور یہ مشرق و مغرب کے کنارے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے مزید فتوحات کی امید رکھتی ہوں آپکے پاس عجم کے قاصد اور عرب کے وفود آتے ہیں اور آپ یہ جبہ پہنتے ہیں جسے بارہ پیوند لگے ہوئے ہیں اگر آپ اسے نرم و ملائم کپڑے سے تبدیل کر لیں تو آپ کا رعب اور دبدبہ قائم ہو جائے گا اور آپ کی معشیت وسیع ہو جائے جس سے آپ اور آپکے پاس بیٹھے ہوئے مہاجرین و انصار کھائیں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ باتیں سنیں تو زور زور سے رونا شروع کر دیا پھر فرمایا! میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دس روز یا پانچ روز یا تین روز یا صبح شام کو اکٹھا کر کے شکم سیر ہو کر روٹی کھائی تھی یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے"؟

انہوں نے فرمایا! نہیں۔

حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ جانتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو خوان زمین سے ایک بالشت اونچا ہوتا اور آپ زمین پر کھانا رکھنے کا حکم دیتے تو فرماتے خوان اونچا رکھو۔

انہوں نے فرمایا! ہاں

حضرت عمرؓ فاروق نے فرمایا! آپ دونوں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اور مومنوں کی مائیں ہیں آپ کا مومنوں پر بالعموم اور مجھ پر بالخصوص حق ہے ولیکن آپ مجھے دنیا کی طرف راغب کرتی ہیں، اور میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کا جبہ زیب تن فرماتے جس کی کھردراہٹ سے بسا اوقات آپکے جسم اطہر پر خراشیں آجاتی تھیں، کیا آپ اس امر کو جانتی ہیں؟

انہوں نے فرمایا! ہاں

حضرت عمرؓ نے فرمایا! کیا آپ جانتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوریئے کی ایک چٹائی پر سوتے تھے تو آپکے پہلو مبارک میں چٹائی کے نشان پڑ جاتے تھے، اے حفصہ کیا تو نے دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس چٹائی پر رات کو استراحت فرماتے تھے اس میں نرمی ہو؟ حالانکہ آپ اس پر سوتے تھے اور بلالؓ کی اذان پر بیدار ہوتے تھے، آپ تجھے فرماتے اے حفصہ تو یہ کیا کرتی ہے کہ بستر پر لیٹتی ہو تو صبح تک سوتی رہتی ہے۔

جو میرے لئے ہے دنیا کیلئے نہیں اور جو دنیا کیلئے ہے میرے لئے نہیں اے حفصہؓ تم لوگ مجھے نرم بستر میں مشغول کرتے ہو، اے حفصہ کیا آپ جانتی ہیں کہ رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اول وآخر مغفور ہیں اور آپ ہمیشہ بھوکے رہتے نرمی کرتے اور

رکوع وسجود فرماتے اور دن رات روتے اور زاری کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ورضوان کی طرف تشریف لے گئے عمرؓ آپکے شوہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ مبارکہ کے مطابق نہ اچھی خوراک کھائے گا اور نہ نرم لباس پہنے گا اور نہ ایک وقت میں دو سالن جمع کرے گا سوائے روغن زیتون اور پانی کے اور نہ ہی گوشت کھائے گا مگر مہینے میں ایک مرتبہ امہات المومنین فرماتی ہیں ہم نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو یہ بات بتا دی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ عزوجل کے پاس پہنچ جانے تک ایسے ہی وقت گذارتے رہے۔

ناراضگی محبوبؐ کا ڈر

حضرت ابی موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوالات کو ناپسند فرماتے تھے جب لوگوں نے آپ پر بہت سے سوال کر دیئے تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا! جو چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو، ایک شخص نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حذافہ، دوسرے نے پوچھا یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا! تیرا باپ مولیٰ شیبہ ہے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور پر خفگی کے آثار دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ! میں اللہ عزوجل کے حضور میں اس امر سے توبہ کرتا ہوں۔ "بخاری، مسلم"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ ہمارے پاس ناراضگی کی حالت میں تشریف لائے ہم نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام آپکے ساتھ ہیں یہاں تک کہ آپ منبر شریف پر تشریف فرما ہو گئے اور

ہم نے اُس روز آپ کو اِس سے بہت زیادہ روتے نہیں دیکھا ۔

آپ نے فرمایا! مجھ سے پُوچھو! خدا کی قسم! جو پُوچھو گے میں تمہیں بتا دوں گا،

ایک شخص نے کہا! یا رسُول اللہ میرا باپ کون ہے ؟

آپؐ نے فرمایا! حذافہ

دُوسرے شخص نے کھڑے ہو کر پُوچھا یا رسُول اللہ! کیا میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں؟

آپؐ نے فرمایا! دوزخ میں

ایک شخص نے کہا! یا رسُول اللہ کیا حج ہم پر ہر سال فرض ہے ؟

آپؐ نے فرمایا! اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور اگر فرض ہو جاتا تو تم ہر سال ادا نہ کر سکتے اور اگر تم نہ ادا کر سکتے تو تمہیں عذاب دیا جاتا ۔

حضرت عمر فاروقؓ نے کہا! ہم اللہ تعالٰے کے پروردگار ہوتے اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش ہیں آپؐ ہمارے رازوں کو نہ کھولیں اور ہمیں معاف فرما دیں اللہ تعالیٰ آپکو معاف فرمائے ۔

کہا اُن سے الگ ہو کر دیوار کی طرف متوجہ ہو کر کہا آج کے دن کی طرح خیر و شر نہیں دیکھا گیا تُو نے اِس دیوار کے پار جنت اور دوزخ کو دیکھا ،

حافظ دمشقی نے مواقفات میں اِس تمام سیاق کے ساتھ اِس روایت کی تخریج کی اور گروہ محدثین کا اِس پر اتفاق ہے اور ابن ماجہ نے اِسے آخر تک رج کے واقعہ میں نقل کیا ،

حضرت ابی قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روزہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے حضرت عمر بن خطاب نے کہا ہم اللہ تعالٰے کے رب ہونے، دین کے اسلام ہونے اور حضرت محمد مصطفٰےؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش ہیں ،

" اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی ۔

تیرا باپ بہتر تھا

حضرت ابی بردہ ابن ابی مُوسٰی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ رضی اللہ تعالٰے عنہما نے فرمایا! کیا آپ جانتے ہیں میرے باپ نے آپکے باپ کو کیا کہا تھا ؟

میں نے کہا! نہیں

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا! میرے باپ نے آپ کے باپ حضرت ابی مُوسٰیؓ کو فرمایا! کیا آپ خوش ہیں کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اسلام لائے، ہماری ہجرت آپکے ساتھ ہُوئی ہماری شہادت آپکے ساتھ ہے اور ہمیں سب کچھ آپکے ساتھ ملا اور ثابت قدم رہتے آئے ہر وُہ عمل جس پر ہم نے آپکے بعد عمل کیا ہماری اُس سے نجات ہو گی اور ہمارا برابر سرابر رہنا ہمیں کافی ہے؟ تیرے باپ نے میرے باپ سے کہا! نہیں خدا کی قسم ہم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سی بھلائیوں والے عمل کئے، ہمارے ہاتھوں پر بہت سے لوگ اسلام لائے اور ہم اِسکی اُمید رکھتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا! ولیکن قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں عمر کی جان ہے میں ثابت قدمی کو محبوب رکھتا ہُوں، اور ہر وُہ چیز جس پر ہم نے آپکے بعد عمل کیا ہماری نجات کیلئے کافی ہے، میں نے کہا! خدا کی قسم تیرا باپ میرے باپ سے بہتر تھا،

" بخاری "

مخالفتِ رسُول کا صدمہ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دیباج کی قبا ہدیۃً پیش کی گئی تو آپ نے

اُسے پہن کر اُتار دیا اور پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھجوا دی، اور فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے اِس کے پہننے سے منع کر دیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہُوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہُوئے اور عرض کی یا رسُول اللہ!

آپ نے فرمایا ہم نے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دی بلکہ فروخت کرنے کے لئے بھیجی ہے چنانچہ اُسے ایک ہزار درہم میں فروخت کر دیا گیا "مُسلم"

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صُلح حدیبیہ کا دِن واقع ہُوا اور حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سہیل بن عمرو کے درمیان سلسلۂ کلام طویل ہو گیا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابُوبکر صدیق نے اُنہیں فرمایا! کیا آپؐ اللہ کے رسُول نہیں؟

حضرت عمرؓ نے کہا! ہاں کیوں نہیں

حضرت ابُوبکر نے فرمایا! یا کیا ہم مُسلمان نہیں ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا! ہاں کیوں نہیں

حضرت عمرؓ نے فرمایا! یا وُہ مشرکین ہیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا! ہاں کیوں نہیں اور کہا! ہمارے دین میں دُنیا نہیں دی گئی؟

حضرت ابُوبکر نے فرمایا! اے عمر نافرمانی کے بعد اطاعت لازم ہے ہم نے گواہی دی ہے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسُول ہیں۔ اسی اثناء میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے تو حضرت عُمر نے کہا! یا رسُول اللہ! کیا آپ اللہ کے رسُول نہیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا! ہاں! کیوں نہیں۔

حضرت عُمر نے کہا! یا کیا ہم مُسلمان نہیں ہیں۔؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں

حضرت عُمر نے کہا! کیا وُہ لوگ مشرکین نہیں ہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

حضرت عمر نے کہا! تو کیا ہمارے دین میں دُنیا عطا کی ہے؟

آپؐ نے فرمایا! میں اللہ کا بندہ اور اُسکا رسُول ہُوں میں ہرگز ہرگز اُس کے خلاف نہیں کر سکتا اور نہ وُہ مجھے ضائع کرے گا۔

کہا! پس حضرت عمرؓ کہا کرتے! میں نے اپنے اِس کلام کی لغزش کی بناء پر صدقہ دیا، روزے رکھے، نماز پڑھیں اور اُس روز جو غلام خریدا اُسے آزاد کیا یہاں تک کہ مجھے اپنی بھلائی کی اُمید ہو گئی۔

خوف اور اُمید کی شاندار مثال

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر منادی آسمان سے ندا کرے اے لوگو! سوائے ایک شخص کے کوئی جہنم میں داخل نہیں ہو گا تو میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی بناء پر کہوں گا وُہ شخص میں ہوں اور اگر ندا کرے ایک شخص کے سوا تم سب جہنم میں جاؤ گے تو میں اُسکی رحمت کی اُمید پر کہوں گا کہ وہ ایک شخص میں ہُوں۔

کاش میں تنکا ہوتا

۱ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھا اُنہوں نے زمین سے گھاس پکڑ کر کہا کاش میری ماں مجھے جنم نہ دیتی، کاش میں کوئی چیز نہ ہوتا، کاش میں نسیاً منسیاً ہوتا،

۲ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میرا دادا فرات کے کنارے ریگستان میں مر جاتا اور اللہ تعالیٰ خشیت کے لئے اس کے ساتھ طلب کرتا "

۳ عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ رونے کی زیادتی سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رخساروں پر دو سیاہ لکیریں بن گئی تھیں،

" یہ روایات صاحب صفوت نے نقل کی ہیں،

اپنی آوازیں حضور سے بلند نہ کریں

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ میرے نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات نہیں کی وہ آپکی بات سنتے اور اپنی پست آواز سے اُسے سمجھتے تو اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ آیت نازل فرمائی،

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

وہ لوگ جو رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں،

اس روایت کی تخریج واحدی نے کی اور پیش ازیں باب الشیخین میں بیان ہوئی،

---

۱ الحجرات آیت ۳

کیا میں اُن سے ہُوں

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتی ہیں کہ اُن کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے اور عرض کی امی جان میں اپنے مال کی کثرت کی بنا پر اپنی ہلاکت سے ڈرتا ہُوں میرے پاس تمام قریش سے زیادہ مال ہے، میں نے کہا! اے بیٹے اُسے خیرات کر دو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے ۔

اَن من اصحابی من لا یرانی بعد ان افارقہ

یعنی میرے اصحاب میرے بعد مال کی مفارقت نہیں دیکھیں گے ،

حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مل کر یہ بات بتائی تو حضرت عمر نے اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا خُدا کے لئے بتائیں میں اُن میں سے ہُوں ؟

آپ نے فرمایا! نہیں اور تیرے بعد کسی کیلئے یہ کلمہ کبھی نہیں کہوں گی"

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر کو یہ بات پہنچی تو وہ تیزی سے اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ خُدا کی قسم کھا کر بتائیں میں اُن سے ہُوں ؟

فرمایا! نہیں اور تیرے بعد کبھی کسی کیلئے ہرگز یہ امر نہیں کہوں گی،

" خرجہ ابو عمر"

خلافت عمر پر حسنین کی گواہی

حضرت ابی جعفر سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ساتھ مدینہ منورہ کے ایک راستے سے گذر رہا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
سے ملاقات ہوگئی اور اُنکے ساتھ حسنین کریمین رضی اللہ تعالےٰ عنہما تھے جنہیں
اُنہوں نے دائیں بائیں اپنے دونوں کندھوں پر بیٹھار کھا تھا، ان لوگوں کو دیکھ
کر حضرت عمرؓ نے رونا شروع کر دیا حضرت علی نے فرمایا آپ کیوں روتے ہیں؟
حضرت عمرؓ نے کہا مجھ سے زیادہ رونے کا کون حق دار ہے مجھے اِس اُمت کا والی
بنایا گیا اور میں لوگوں کے فیصلے کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ وہ اچھے ہوتے
ہیں یا بُرے ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خدا کی قسم! آپ نے ایسے میں اور
ایسے میں انصاف کیا ہے، حضرت عمرؓ یہ سُن کر بھی روتے رہے تو حضرت امام حسنؓ اُن
کی خلافت اور انصاف کے بارے میں جو اللہ تعالےٰ نے چاہا باتیں کیں مگر حضرت عمرؓ
پھر بھی روتے رہے، پھر حضرت امام حسین علیہ السلام نے جناب امام حسن علیہ
السلام جیسی گفتگو کی تو حضرت عمرؓ نے رونا بند کر دیا اور دونوں شہزادوں سے کہا اے بھتیجو
آپ اِس امر کی گواہی دیتے ہیں؟ حسنین کریمین علیہم خاموش ہو کر باپ کی طرف دیکھا علی کرم
اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! یہ دونوں گواہ ہیں اور میں اِن دونوں کے ساتھ
گواہ ہوں۔

"اِس روایت کی تخریج ابن السمان نے الموافق میں کی۔"

حضرت عمرؓ کے دُرّے کی ہیبت

حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت
عمر فاروق کے ساتھ جا رہا تھا کہ ایک شخص کی بیوی اُسے حضرت عمرؓ کے دُرّے
کے بارے میں بتا رہی تھی، تو اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین یہ میری بیوی

ہے، حضرت عمرؓ وہاں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس تشریف لائے اور
اُنہیں یہ بات بتائی، اُنہوں نے کہا! اے امیر المومنین آپ تادیباً ایسا کرتے ہیں
اور اِس پر کوئی گرفت نہیں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کی حدیث سناؤں جو میں نے آپ سے سُنی آپ نے فرمایا ہے،
"قیامت کے دن ندا کرنے والا ندا کرے گا اِس اُمت سے کوئی شخص
حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے پہلے اپنا اعمال نامہ اُٹھائے"

اِس روایت کی تخریج ابن عظریف نے کی اور ملا سنے اِسے اِس قول
تک بیان کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور اِسکے بعد کی عبارت نقل نہیں کی اور یہ
کہا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُسے فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ راستے میں کھڑا نہ ہو
تم دونوں کی غیبت کی طرف مسلمان تعرض کریں گے۔"

اُس نے کہا اے امیر المومنین! ہم ابھی ابھی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے
ہیں اور مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں ٹھہریں، پس حضرت عمرؓ نے اُس پر دُرّہ بلند
کرتے ہوئے فرمایا! اے اللہ کے بندے میرے سامنے درست واقعہ بیان
کر اُس نے کہا! اے امیر المومنین یہی بات ہے، آپ نے اُسے دُرّہ لگا کر فرمایا
لے اور واقعہ بیان کر اور تین دُرّے لگا کر فرمایا! یہ اللہ کیلئے ہیں اللہ تعالیٰ نے
تیرے لئے اس میں یہی فرمایا ہے۔"

نرمی سختی خُدا کے لئے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے رُعب اور سختی
کی وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت عثمان و
طلحہ اور زبیر و سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے اشاروں کے ساتھ بات کرتے

اور بسا اوقات حاجت مند کو اُسکی ضرورت بیان کرنے سے روک دیتے، پھر فرمایا
خدا کی قسم! میں لوگوں سے نرمی کرتا ہُوں تو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے اور اگر سختی
کرتا ہُوں تو اللہ تعالےٰ کے ڈر سے پس نکلنا کس جگہ سے ہے اور وُہ روتے
ہُوئے اپنی چادر گھسیٹ کر اُٹھ کر کھڑے ہُوئے ،

خوفِ قیامت

اُنہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ آیت کریمہ
اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ [1] یعنی جب دُھوپ سمیٹی جائے ۔ کی تلاوت کرتے ہُوئے
آیت کریمہ ۔ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ [1] یعنی اور جب نامۂ اعمال کھول جائیں تک
پہنچے تو اُن پر غشی طاری ہو گیا بعد ازاں آپ گنتی کے دِن زندہ رہے ،

شرابی بُوڑھے سے حُسنِ سلوک

ان ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شب حضرت
عبدالرحمٰن بن مسعود کے ساتھ گشت پر نکلے تو آگ کی روشنی کے پیچھے چلتے ہُوئے
ایک گھر میں داخل ہو گئے ، وہاں پر ایک بُوڑھا شخص اپنے سامنے شراب رکھے
براجمان تھا اور ایک مغنیہ بناؤ سنگھار کئے اُسکے پاس بیٹھی ہُوئی تھی مگر ابھی
اُس نے گانا نہیں شروع کیا تھا ،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! میں نے ایسا قبیح تر بُوڑھا نہیں
دیکھا جس کا موت انتظار کر رہی ہو ،

---

[1] سورۃ آیت ۱ ۔ آیت ۱۰

بُوڑھے نے سر اُٹھا کر کہا! اے امیر المؤمنین میں نے آپ جیسا قبیح تر آدمی
نہیں دیکھا جو لوگوں کی جاسُوسی کرتا ہو حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جاسُوسی کرنے
سے منع فرمایا ہے ، اور آپ بغیر اجازت کے داخل ہُوئے حالانکہ خُدا تعالےٰ نے
اِس سے روک رکھا ہے ۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تُو نے سچ کہا ہے پھر آپ نے اپنی
چادر کو دانتوں سے کاٹتے ہُوئے فرمایا! اگر عُمر کا رب اُسے نہ بخشے تو وُہ اپنی
ماں کے سامنے مر جائے ،

بعد ازاں آپ واپس آ گئے تو وُہ بوڑھا آپکی مجلس میں حاضر ہو گیا آپ نے
اُسے قریب بُلا کر فرمایا! میں نے اور میرے ساتھی مسعود نے تجھے جس حالت میں
دیکھا اُسے کسی پر ظاہر نہیں کیا ۔

بُوڑھے نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں وُہ سب کچھ چھوڑ کر آپ کی خدمت میں
حاضر ہو گیا ہوں ،

" ان دونوں روایات کی تخریج فضائل عمر بن خطاب میں کی گئی "

بیت المال کی بجائے دُوسروں سے قرض لینا

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے چار سو درہم بطور قرض منگوائے تو حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا
آپ مجھ سے قرض لے رہیں حالانکہ آپکے پاس بیت المال ہے آپ وہاں سے
لے لیتے اور پھر لوٹا دیتے ،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! میں ڈرتا ہوں کہ اگر مجھے موت

آ گئی تو آپ اور آپ کے ساتھی کہیں گے امیر المومنین کو یہ رقم چھوڑ دو اور میں قیامت کے دن میزان پر پکڑا جاؤں گا، لیکن میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی تو آپ میری وراثت سے وصول کر لیں گے۔"

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ہاتھ میں گوشت دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے جابر یہ کیا ہے؟ میں نے کہا! مجھے گوشت کی خواہش ہوئی تو میں نے خرید لیا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے جابر! یا ہر وہ چیز جس کی تجھے خواہش ہو گی خریدے گا، اے جابر تجھے اس آیت کا کچھ خوف نہیں۔"

اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا [1]

فرمایا جائے گا تم اپنے حصہ کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے۔"

اس روایت کی تخریج واحدی نے مسند میں کی ہے۔

محاسبۂ نفس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے میں نے عمر بن خطاب کی آواز سنی تو ایک احاطے میں داخل ہوا میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ احاطے کے اندر کہہ رہے تھے۔

[1] الاحقاف آیت

مومنوں کا امیر عمر بن خطاب شاباش آفرین خدا کی قسم اللہ خطاب کے بیٹے کو بچالے یا تجھے عذاب کرے۔

ابن ابی الدنیا نے اس روایت کی تخریج محاسبۃ النفس میں کی اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے میں نے جو آج بنایا ایسے بنایا پھر اپنی پشت پر درے کی ضرب لگائی۔

" اس روایت کی تخریج فضائل عمر بن خطاب میں کی گئی۔

حضرت عمرؓ کی پرہیزگاری

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر کے پاس بیٹھ کر پرہیزگاری کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے۔

حضرت سلمہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مال لایا گیا تو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اے امیر المومنین اگر آپ یہ مال بیت المال میں روک لیں گے تو آپ کے نائب کے لئے یا ہو گا یا جو امر وہ پیدا کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ وہ کلمہ ہے جس سے شیطان بھاگتا ہے میں اس حجت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے اس کے فتنے سے بچائے گا اور مقابل کے عام خوف سے اللہ مجھے محفوظ رکھے۔ وہ اللہ کے ڈر سے زیادہ عادل تھے۔"

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے! وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ [1] اور جو اللہ سے

[1] الطلاق آیت ۲، ۳

ڈرے اللہ اُس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اُس کا گمان نہ ہو۔

اور تو میرے بعد سے فتنے پر ہے۔ ۔ خرجہ، فضائلی ۔

اپنے بیٹے کی تنخواہ کم کردی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مہاجرین اوّلین کی چار ہزار فی کس تنخواہ مقرر فرمائی اور ابن عمر یعنی اپنے بیٹے کی تنخواہ کیوں کم کردی ہے جبکہ یہ بھی پہلے مہاجرین سے ہیں ۔؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! اس نے اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کی ہے اور ذاتی طور پر ہجرت نہیں کی " بخاری ۔

نوٹ: یاد رہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جن کی کم تنخواہ کا ذکر ہوا ہجرت کے وقت نابالغ تھے۔

یہ تقویٰ یہ پرہیزگاری

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اُونٹ خریدا اور اُسے اُس چراگاہ میں لے گئے جس میں جانور چرانے کی اجازت نہ تھی جب وُہ اُونٹ موٹا ہوگیا تو اُسے لے آئے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں تشریف لائے تو موٹا تازہ اُونٹ دیکھ کر فرمایا یہ کس کا ہے۔

آپکو بتایا گیا کہ ابن عمر کا ہے، آپ نے فرمایا! شاباش امیر المومنین کا بیٹا آپ اس جملہ کی تکرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابن عمرؓ نے آپکے پاس آکر عرض کی امیر المومنین کیا بات ہے؟

آپ نے فرمایا! یہ اُونٹ کس کا ہے۔؟

ابن عمرؓ نے کہا! میں نے یہ کمزور اُونٹ خریدا تھا پھر اسے مخصوص چراگاہ میں لے گیا جہاں دوسرے مسلمان اپنے جانور نہیں چراتے۔

آپ نے فرمایا! امیر المومنین کے بیٹے کا اُونٹ چراؤ، امیر المومنین کے بیٹے کے اُونٹ کو پانی پلاؤ، پھر فرمایا، اے عبداللہ بن عمر! اس اُونٹ پر خرچ کی گئی رقم اپنے پاس رکھ کر باقی رقم بیت المال میں جمع کراؤ۔

بیوی کو ملا ہوا تحفہ بیت المال میں

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شاہ رُوم کا قاصد آیا تو اُنکی بیوی نے ایک دینار قرض لیکر شاہ رُوم کی بیوی کیلئے عطر خریدا اور اُسے شیشی میں ڈال کر ایلچی کے ہاتھ بھیج دیا۔

شاہ رُوم کی بیوی نے اسکے جواب میں حضرت عمرؓ کی بیوی کو جواہرات کا تحفہ بھیجا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان جواہرات کا پتہ چلا تو آپ نے اُنہیں فروخت کردیا اور ایک دینار اپنی بیوی کو دے کر باقی رقم بیت المال میں جمع کرا دی۔ ، خرجہ، فضائلی۔

مجھے دو چادریں اور روٹی کی ضرورت ہے

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سُنا عمر کے لئے بیت المال سے دو چادریں حلال ہیں ایک سردیوں کیلئے اور ایک گرمیوں کیلئے اور حج اور

عمرہ کے موقع پر جسم کو ڈھانک سکیں اور میرے گھر والوں کیلئے وہ خوراک جو امیروں جیسی ہو اور نہ محتاجوں جیسی بلکہ جو ایک عام قریشی کی ہوتی ہے پھر میں مسلمانوں سے ایک شخص ہوں جو اُن کو پہنچتا ہے وہی مجھے۔

برتن استعمال کرنے کی اجازت دے دو

حضرت براء بن معرور رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک دن منبر پر تشریف لائے اور کہا کہ میرے پاس شہد ہے اور برتن بیت المال میں ہے اگر آپ لوگ مجھے اجازت دیں تو میں لے لوں ورنہ مجھ پر حرام ہے، پس لوگوں نے آپکو اجازت دے دی۔

" خرجہ الرازی دالفضائل ۔

گھی یا زیتون

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں اپنے لئے تمہارے اس مال سے جائز نہیں پاتا مگر جیسا کہ میں اپنے مال سے روٹی اور زیتون اور روٹی اور گھی کھایا کرتا تھا، بسا اوقات میرے پاس زیتون کا برتن آتا ہے تو اُسکے ساتھ گھی بھی ملا ہوا ہوتا ہے تو میں اُسے قوم کی طرف پھیر دیتا ہوں، پھر فرمایا! میں عربی شخص ہوں اور ہمیشہ یہ زیتون استعمال نہیں کر سکتا۔

بیٹے کا خرچ

حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے جب اُنکی بیوی

نے بیت المال سے ایک ماہ مجھ پر خرچ کیا تو فرمایا اے یرقا اُسے چھوڑ دے پھر مجھے بلا کر اللہ تعالےٰ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا! اے بیٹے میرے مال سے پرانی عمدہ کھجوریں ہیں انہیں فروخت کر کے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ پورا کر۔

" یہ دونوں روایات ابو معاویہ ضریر نے نقل کی ہیں "

ہر بات پہ رونا آیا

ابی سنان الدولی سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنکے پاس مہاجرین اوّلین سے ایک صحابی تشریف فرما تھے حضرت عمر نے عراق کے قلعہ سے لائی گئی ایک صندوقچی منگوائی اُس میں ایک انگوٹھی تھی جو آپ نے اپنے بیٹے سے لی تھی۔

آپ نے وہ انگوٹھی منہ میں ڈال کر نکال دی اور رونے لگے، آپکے پاس بیٹھے ہوئے صحابی نے فرمایا! اس روز میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے آپ کو دشمنوں پر فتح عطا فرما کر آپکی آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے، اللہ تعالےٰ کسی کے ہاتھ پر دنیا کو فتح نہیں فرماتا مگر قیامت کے دن تک اُنکے درمیان نفرت اور دشمنی ڈال دیتا ہے، تو میں اس سے ڈرتا ہوں۔

دوپٹہ دھو ڈالو

اس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اور حضرت عمر سے روایت

ہے کہ اُنکے پاس غنیمت کی کستوری لائی گئی تو اُنہوں نے اُسے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کا حکم فرمایا پھر آپ نے اُسے اُسی وقت بند کر دیا آپ سے اِس بارے میں پُوچھا تو فرمایا کیا اِس کا خوشبو کے علاوہ بھی نفع ہے؟ ایک روز آپ اپنی بیوی کے پاس گئے تو اُنکے پاس کستوری کی خوشبو پائی آپ نے فرمایا! یہ کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کی میں نے بیت المال کی کستوری اپنے ہاتھوں سے تول کر دی تھی تو وہ میری اُنگلی کو لگ گئی اور وہ اُنگلی میں نے اپنے دوپٹے سے صاف کر لی،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! اپنے دوپٹے کو پانی سے دھوکر مٹی میں ملو اور پھر اُس وقت تک پانی سے دھوتی رہو جب تک یہ خوشبو ختم نہیں ہوجاتی

" یہ دونوں روایات ملاء نے نقل کی ہیں۔

صدقہ دے کر واپس نہ لو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی رہ میں گھوڑا دیا جو لینے والے کے پاس جاکر کمزور ہو گیا حضرت عمرؓ نے اُسے سستے داموں خریدنے کا ارادہ کیا اور اُسکے متعلق حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھا، آپ نے فرمایا اپنے صدقہ کو نہ خرید نہ واپس لے اگرچہ وہ تجھے ایک درہم میں ملتا ہو، نیکی کی ہوئی چیز کو خریدنا ایسے ہے جیسے قے کر کے چاٹنا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے پڑھا! وفاکھۃً وّاباً[1] کہا پس اب کیا ہے؟ پھر کہا نہ ہم اِسکے مُکلف ہیں نہ ہمیں اِس کا حکم دیا گیا ہے۔۔ بخاری۔

ہم مکلف نہیں

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تھا اُنکے

---

[1] الذاریات ۲

جسم پر قمیص تھی جسے چار پیوند لگے ہوئے تھے تو اُنہوں نے وفاکھۃً واباً۔ آیت کے بارے میں پُوچھا تو اب کیا ہے؟ پھر کہا ہمیں تکلیف سے روکا گیا ہے، پھر کہا اے عمر! اگر یہ تکلیف کیلئے ہے اور تجھ پر نہیں مگر تو جانتا ہے کہ اب کیا ہے۔

" اِس روایت کی تخریج بغوی نے کی اور ذہبی نے تلخیص کی،

اگر حضور نہ فرماتے

حضرت سعید بن مُسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اللہ تعالےٰ کے ارشاد۔ والذاریات ذرواً[1] کے بارے میں پُوچھا تو فرمایا! یہ ہوائیں ہیں اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالےٰ نے کہا ہے یعنی ہواؤں کی بجائے ذاریات ہی کہتا۔

پوچھا فالحاملات وقراً[2] کیا ہے۔

فرمایا! یہ بادل ہیں اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

پُوچھا! فالمقسمات امراً۔ کیا ہے؟

فرمایا! یہ ملائکہ ہیں اگر میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ سُنا ہوتا تو وہی کہتا جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے،

" اِس روایت کی تخریج اُن کے فضائل میں کی گئی۔

حضرت عمرؓ کی تواضع

پیش ازیں پہلی فصل میں آپ کی صالحیت کے بارے میں بیان ہوا،

---

[1] [2] الذاریات آیت ۳، ۴

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فرحت و شکر میں اللہ سے ڈریں، اور وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ امراء پر رحم فرمائے ہم پر ہمارے عیوب کی ہدایت دیتے ہیں، خرجہ فی فضائلہ

ہمیں اسلام نے عزت دی ہے

حضرت طارق بن شہابؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں اپنے لشکروں سے ملے تو آپ نے تہبند باندھ رکھا تھا پاؤں میں چمڑے کے جوتے اور سر پر عمامہ تھا، آپ نے ہاتھوں میں اونٹنی کی مہار پکڑ رکھی تھی اور جوتے اتار کر بغل میں دبائے اور پانی میں گھس گئے۔

لوگوں نے کہا اے امیر المومنین آپ اس وقت لشکروں سے مل رہے ہیں اور شام کے راستے میں آپ اس حال میں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اسلام سے عزت دی ہے، میں اسکے سوا کسی کی عزت کا ملتمس نہیں ہوں۔

اس روایت کی تخریج ملاء اور صاحب فضائل نے کی۔

نفس کو ذلت دینا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاندھے پر مشکیزہ اٹھا رکھا تھا آپ کے صحابہ نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے کاندھے پر کیا اٹھا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا! میرا نفس مجھے عاجز کر رہا تھا میں نے چاہا میں اسے ذلیل کروں۔

یہ روایت بھی فضائلی نے نقل کی ہے۔

اصلاحِ نفس

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ پر کپڑا دیکھا جس پر سترہ پیوند لگے ہوئے تھے میں یہ دیکھ کر روتا ہوا اپنے گھر آگیا پھر آپ دوبارہ مجھے راستے میں ملے تو آپ نے اپنے کاندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھا رکھا تھا اور وہ لوگوں میں سے گذر رہے تھے،

میں نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے فرمایا خاموش رہ اور میری بات سن، میں آپکے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ ایک بوڑھی خاتون کے گھر میں پہنچا کر اپنے گھر کو واپس لوٹ آئے، میں نے اس میں کہا تو فرمایا! تیرے جانے کے بعد میرے پاس روم اور فارس کے ایلچی آئے تو انہوں نے کہا اے عمر اللہ کے ہاں آپکی خوبی ہے لوگ آپکے علم و فضل اور عدل و انصاف پر جمع ہیں جب وہ چلے گئے تو مجھ پر بشری نفسانیت وارد ہوگئی پس میں اٹھا اور اپنے نفس کے ساتھ کیا جو کیا،

میں چرواہا تھا

محمد بن عمر مخزومی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو صلوٰۃ جامعہ کے لئے بلوایا بہت سے لوگ جمع ہو گئے تو انہوں نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کے بعد فرمایا اے لوگو! مجھے دیکھو میں بنی مخزوم سے اپنی خالاؤں کے اونٹ چرایا کرتا تھا مجھے کھجوریں اور خشک انگور ملتے تو میرا دن سایہ دار ہوتا اور کون سا دن؟ پھر آپ منبر سے اتر آئے،

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے امیر المومنین

آپ اپنے نفس پر زیادتی نہ کریں"

آپ نے فرمایا! اے ابن عوف میں اپنے نفس کے ساتھ تنہا ہوتا ہوں تو یہ مجھے کہتا ہے تو مومنوں کا امیر ہے پس تجھ سے کون افضل ہے؟ میں نے چاہا کر اپنے نفس کو پہچان کراؤں۔"

" یہ روایت بھی فضائلی نے نقل کی ہے۔

دُوسری روایت

اُن ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے آخری حج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا! تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جسے چاہے جو چاہے عطا فرمائے، میں مکہ معظمہ کی اس وادی کے آس پاس اپنے باپ خطاب کے اُونٹ چرایا کرتا تھا اور شدید بدخُلق تھا، میں کام کروں تو میری اتباع کرو اور جب کمی کروں تو مجھے مارو۔

خواہ میری صُبح ہو خواہ میری شام ہو اور سوائے اللہ تعالےٰ کے وہ کسی سے نہ ڈرے۔"

مجھے سیدھا کر دیتے ہیں

روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے سر کو جھکاتے ہوئے منبر پر فرمایا، اے معاشر المسلمین اگر میرا سر دُنیا کی طرف اس طرح جھک جائے تو تم کیا کہو گے"؟

ایک شخص ننگی تلوار لیکر اُٹھا اور کہا! ہاں ہم تلوار کے ساتھ ایسے کہتے ہیں اور آپ کا سر کاٹنے کی طرف اشارا کیا یعنی ہم آپ کا سر کاٹ دیں گے آپ نے فرمایا

کیا تُو یہی بات کرے گا؟

اُس نے کہا! ہاں آپ سے یعنی آپکے قول کے ساتھ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین بار اُسے جھڑکا اور اُس نے اُنہیں جھڑکا

پھر آپ نے فرمایا! تمام تعریفیں اُس ذات کے لئے ہیں جس نے میری رعیت میں ایسے لوگ پیدا کئے کہ جب میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دیں۔

" اس روایت کو ملاء نے سیرت میں بیان کیا۔

میری بیٹی سے نکاح کر لو

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میری بیٹی حفصہ خنیس بن حذیفہ سہمی کی زوجیت میں تھی جو کہ بدر میں موجود تھے وہ فوت ہو گئے تو میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملاقات کی اور کہا اگر آپ چاہیں تو حفصہ سے نکاح کر لیں، اُنہوں نے فرمایا غور کروں گا۔ پھر وہ مجھے ملے تو اُنہوں نے کہا! میں آج شادی کر سکتا ہوں! پھر میں نے حضرت ابُوبکر سے مل کر حفصہؓ سے نکاح کر لینے کو کہا تو وہ خاموش رہے، پھر اُنہوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُنکے نکاح کا واقعہ بیان کیا۔

یہ واقعہ مناقب اُمہات المومنین میں مناقب حفصہؓ کے باب میں آئے گا۔

نوٹ! مناقب امہات المومنین مصنف کی دوسری تصنیف ہے، مترجم

مسئلہ پُوچھنے چل کر جاتے ہیں

محمد بن زبیر ایک بہت ہی بوڑھے صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے میں نے ایک مسئلہ پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا! میرے پیچھے چلے آؤ یہاں تک

کہ ہم حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو
اُنہوں نے فرمایا مرحبا! اے امیر المومنین پھر آپ کی خدمت میں مسئلہ بیان کیا گیا تو
آپ نے فرمایا آپ مجھے پیغام بھیج دیتے ،
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! میں آپ کے پاس آنے کا زیادہ
حق دار تھا ،
ابن بختری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل میں آنے والی
طویل حدیث میں یہ واقعہ بیان کیا ،

صحابی کے حضور سر جھکا دیا

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس یمن سے چادر آئی ،
آپ نے خیال فرمایا اگر ایک صحابی کو دیتا ہوں تو دوسرا ناراض ہو جائے گا چنانچہ
آپ نے وہ چادر ایک نیک نوجوان حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
کو عطا فرما دی ۔
حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مسورؓ کی طرف دیکھتے ہوئے
فرمایا! یہ چادر کیسی ہے؟
حضرت مسور نے کہا! یہ مجھے امیر المومنین نے اُڑھائی ہے ،
حضرت سعد اُنہیں ساتھ لیکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا! یہ چادر مجھے اوڑھاتے مسور بھتیجا
اُن سے افضل ہے جسے چادر دی گئی ہے ؟
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! اے ابا اسحاق میں اسے ناپسند
کرتا تھا کہ کسی بڑے شخص کو چادر دوں تو آپکے اصحاب ناراض ہوں اس لئے

نیک نوجوان کو دے دی تاکہ اُسے وہم نہ گذرے کہ وہ آپ لوگوں سے افضل ہے ،
حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے قسم کھائی ہے کہ یہ چادر
لیکر آپکے سر پر ماروں گا ،
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر جھکاتے ہوئے فرمایا! بوڑھا
بوڑھے کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آتا ہے ،

حضرت اویسؓ سے دعا کرانا

حضرت اسید بن جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس اہل یمن کی امداد آئی تو آپ نے فرمایا! تم لوگوں میں حضرت
اویس بن عامرؓ ہیں ؟
حضرت اویسؓ اُن کے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا! آپ اویس
بن عامر ہیں ؟
حضرت اویس نے فرمایا! ہاں
حضرت عمر نے پوچھا! آپ مراد سے پھر قرن سے ہیں ؟
حضرت اویسؓ نے فرمایا! ہاں
حضرت عمر نے فرمایا! آپ کو برص کا مرض تھا جو ختم ہو گیا اور ایک درہم کے
برابر نشان باقی رہ گیا ؟
حضرت اویسؓ نے فرمایا! ہاں
حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ کی والدہ ہیں ؟
حضرت اویس نے فرمایا! ہاں
حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا

آپ نے فرمایا! تمہارے پاس اہلِ یمن کی امداد کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے وُہ مُراد اور قرن سے ہونگے اُن کو برص کے مرض سے نجات مل کر ایک درہم کے برابر نشان باقی رہ گیا ہوگا اُن کی والدہ حیات ہوگی جس کے لئے وُہ نیکی کریں گے، اگر وہ نیکی پر اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ اُن کی قسم کو پُورا فرمائے گا۔ پس اگر تجھ میں طاقت ہو تو وُہ تیرے لئے استغفار کریں پس آپ میرے لئے ایسا کریں تو حضرت اویسؓ نے اُن کے لئے استغفار کیا۔

پھر حضرت عمرؓ نے اُنہیں فرمایا! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

حضرت اویسؓ نے فرمایا! کوفہ جاؤں گا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر آپ چاہیں تو وہاں کے گورنر کو آپ کے بارے میں لکھ دُوں؟

حضرت اویس نے فرمایا! مجھے لوگوں سے الگ رہنا زیادہ پسند ہے،

پھر حج کے دنوں میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ کو یمن کا ایک سردار ملا، تو آپ نے اُس سے حضرت اویسؓ کے بارے میں پُوچھا تو اُس نے کہا اُنہوں نے گھر بار متاعِ قلیل اور ناکارہ دُنیا کو چھوڑ دیا ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا! میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے اور حدیث بیان کی، کہ اگر تجھے ملیں تو اُن سے کہنا تیرے لئے استغفار کریں،

پھر حضرت اویس رضی اللہ تعالٰے عنہ اُس شخص کے پاس تشریف لائے تو اُس نے کہا آپ میرے لئے استغفار کریں،

حضرت اویس نے فرمایا! آپ نیک سفر میں ہیں اس لئے آپ میرے لئے استغفار کریں، اُس نے کہا! آپ میرے لئے استغفار کریں، حضرت اویس نے پھر کہا! آپ نیک سفر میں ہیں آپ میرے لئے استغفار کریں اور فرمایا تجھے

حضرت عمرؓ ملے تھے؟

اُس نے کہا ہاں! حضرت اویس نے اُسکے لئے استغفار کیا تو لوگوں نے سمجھ لیا۔

" خرجہ، مُسلم "

اہلِ بدر کا احترام

حضرت قیس بن حازم رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ بدر کو پانچ پانچ درہم دے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا! یہ اپنے بعد والوں سے افضل لوگوں کیلئے ہیں۔ " بخاری "

اُمہات المومنین کا احترام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ میں بحرین سے واپس آیا تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا جس کی میں نے اُنہیں خبر دی۔

پھر اُنہوں نے فرمایا! میرے پاس وہاں سے کیا لایا ہے؟

میں نے کہا! پانچ لاکھ

اُنہوں نے فرمایا! تو جتنی رقم کہہ رہا ہے کیا تو اُسے جانتا ہے؟

میں نے کہا! ہاں! سو ہزار، سو ہزار، سو ہزار، سو ہزار اور سو ہزار

اُنہوں نے فرمایا! تجھے نیند آ رہی ہے اپنے گھر والوں کے پاس جا تو میں گھر میں آکر سو رہا، صبح ہوئی تو اُنہوں نے مجھے طلب کیا اور فرمایا! تو میرے پاس کیا لایا ہے؟

میں نے کہا میں آپکے پاس پانچ لاکھ لایا ہوں۔

اُنہوں نے فرمایا! کیا تو جو بات کہتا ہے اُسے جانتا ہے؟ تجھ پر افسوس ہے۔

میں نے کہا! میں سو ہزار یعنی ایک لاکھ کو جانتا ہوں اور اُسے میں نے پانچ مرتبہ گنا ہے۔

اُنہوں نے فرمایا! أطیب یعنی کیا تو جانتا ہے؟

میں نے کہا! میں اسکے سوا نہیں جانتا،

اُنہوں نے فرمایا! کچہری لگاؤ اور مہاجرین کو پانچ ہزار اور چار ہزار اور اُمہات المؤمنین کو بارہ ہزار درہم دیئے جائیں۔

حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ میری قوم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے اور بنی طے کے ہر شخص کو دو دو ہزار روپے دیئے اور مجھ سے اعراض فرمالیا، میں اُنکے سامنے آیا تو اُنہوں نے پھر مجھ سے رُخ پھیر لیا، میں پھر بہانہ بنا کر آپکے سامنے آیا تو آپ نے پھر اعراض کر لیا پھر جب چوتھی مرتبہ میرے سامنے آنے پر اُنہوں نے اعراض فرمایا تو میں نے کہا! اے امیرالمومنین کیا آپ مجھے جانتے ہیں؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسکرا کر فرمایا! خدا کی قسم میں تجھے تب سے جانتا ہوں جب لوگوں نے انکار کیا اور تو نے اسلام قبول کیا، اور لوگ پشتیں پھیر گئے اور تو نے استقبال کیا اور جب لوگوں نے غداری کی تو تو نے وفاداری دکھائی۔

قارئ قرآن کا مقام

ابی الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نافع بن عبدالحارث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مقام عسفان پر ملے اور مکہ معظمہ میں آپکے گورنر تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پُوچھا اہل وادی پر کون امیر ہے؟

حضرت نافع نے کہا! ابن ابزی،

حضرت عمرؓ نے پُوچھا! ابن ابزی کون ہے؟

حضرت نافع نے کہا! ابن ابزی ہمارے موالی سے ایک مولیٰ ہے،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تو نے اُن پر مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام کو امیر بنا رکھا ہے؟

حضرت نافع نے کہا! وہ قرآن کا قاری اور فرائض کو جاننے والا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! ہاں آپکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو اس کتاب "قرآن مجید" کے ساتھ بلندی عطا فرمائے گا اور اسکے ساتھ آخرین کو وضع فرمائے گا، مسلم۔

حضرت لیث بن ابی سلیمانؒ سے روایت ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خود کو دشواری میں ڈال رکھا تھا وہ دن کو لوگوں کے اُمور میں مصروف رہتے اور رات کو اپنی آخرت کے اُمور میں کوشش فرماتے اور لوگوں کو فرماتے اگر میں دن کو سوتا ہوں تو رعایا ضائع ہو جاتی ہے اور اگر میں رات کو سو جاؤں تو میری اپنی جان ضائع ہو جاتی ہے تو ان دونوں کے ساتھ میں کس طرح سو سکتا؟

" اس روایت کو نظام الملک نے امالی میں نقل کیا۔

صحابہ کی اولاد کا خیال

حضرت زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا!
میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ بازار میں گیا تو انہیں ایک نوجوان عورت
ملی اور اُس نے کہا! اے امیر المومنین! میرا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اُس نے چھوٹے
چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا کی قسم ان اِن کے لئے بکری ہے نہ گائے ہے نہ
گھوڑے کا بچہ ہے اور نہ کھیتی ہے اور میں اُنکے ضائع ہو جانے سے ڈرتی ہوں
اور میں حفاف بن ایمن غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بیٹی ہوں، میرا باپ حضور
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھا۔
حضرت عمر فاروقؓ اُس خاتون کے پاس رُک گئے اور فرمایا! مرحبا! آپکی
قریبی نسبت ہے، پھر آپ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنے اُونٹ پر دو بوریاں
بار کیں جن میں کھانے کا سامان بھرا ہوا تھا اور اُنکے درمیان کپڑے اور دیگر ضروریات
زندگی کا سامان رکھا اور اُونٹ کی مُہار پکڑ کر فرمایا! اس کو لے جاؤ یہ سامان ختم
نہیں ہو گا یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں بہتری عطا فرمائے۔
ایک شخص نے کہا! اے امیر المومنین یہ اس کیلئے زیادہ ہے،
آپ نے فرمایا! تیری ماں تجھے روئے، خدا کی قسم میں نے اسکے باپ اور
اس کے بھائی کو دیکھا ہے، ایک زمانہ میں ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا پھر ہم نے
صبح کی تو دونوں شہید ہو چکے تھے۔

"اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔"

یہ ہیں امیر المومنین

حضرت زید بن اسلم اپنے باپ اسلم سے روایت کرتے ہیں حضرت عمرؓ رات

کو گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر میں ایک خاتون کو دیکھا جسکے گرد بیٹھے ہوئے بچے
رو رہے تھے اور اُس نے چولہے پر کوئی چیز چڑھا رکھی تھی۔
حضرت عمرؓ نے اُس کے قریب جا کر پوچھا اے اللہ کی بندی اِن بچوں کو
کونسی چیز رُلاتی ہے؟
اُس نے کہا! یہ بھوک کی وجہ سے رو رہے ہیں۔
آپ نے فرمایا! تو نے چولہے پر کیا چڑھا رکھا ہے؟
اُس نے کہا! برتن میں پانی ڈال کر رکھا ہوا ہے تاکہ یہ اِس خیال سے سو
جائیں کہ کھانے کیلئے کوئی چیز پک رہی ہے۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سُنا تو بیٹھ کر رونے لگے پھر دارالصدقہ
میں تشریف لائے اور بوری میں آٹا، گھی، چربی، کھجوریں، کپڑے اور رقم بھر کر مجھے
فرمایا! اسلم مجھے یہ اُٹھوا دو۔
میں نے عرض کی! اے امیر المومنین! میں آپ سے زیادہ بوجھ اُٹھا سکتا ہوں!
آپ نے فرمایا! اے اسلم! یہ تیرے لئے نہیں، اسے میں اُٹھاؤں گا کیونکہ
آخرت میں اِس کا جواب دہ میں ہوں، پھر آپ نے وہ بوری اپنے کاندھے مبارک
پر اُٹھائی اور اُس خاتون کے گھر آئے اور اس میں سے آٹا، چربی اور کھجوریں
وغیرہ لیکر برتن میں ڈال کر چولہے پر رکھ دیئے اور چولہا جلانے کیلئے پھونکیں مارنے
لگے، حضرت اسلم فرماتے ہیں آپکی ڈاڑھی مبارک بھاری تھی میں نے دیکھا کہ آپ کی
ڈاڑھی مبارک سے دھواں اُٹھ رہا تھا، یہاں تک کہ آپ نے اُن کے کیلئے کھانا
تیار کیا پھر اپنے ہاتھوں سے اُن بچوں کو کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے تو
آپ واپس تشریف لے آئے۔

"خرجہ، فضائلی۔"

جو لوگ کھاتے ہیں وہی کھاؤں گا

حضرت زید بن اسلم اپنے والد حضرت اسلم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قحط کے دِنوں میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہمیشہ دِن کو روزہ رکھتے اور شام کے وقت آپکے پاس زیتون کے تیل میں بھگوئے ہُوئے روٹی کے ٹکڑے آتے یہاں تک کہ ایک روز لوگوں نے اُونٹ ذبح کر کے کھایا اور آپکے لئے اُسکے عُمدہ حصّے کوہان اور دل کلیجی وغیرہ لائے، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ؟

لوگوں نے کہا! اے امیر المومنین ہم نے آج اُونٹ ذبح کیا ہے ؟

آپ نے فرمایا! آفرین ہے! میں بُرا حاکم ہُوں! کیا میں اُس کے عُمدہ حصّے کھاؤں اور لوگوں اُسکے کرادیش کھائیں یہ برتن اُٹھالو اور ہمارے لئے اِس کھانے کے علاوہ لاؤ"۔

پس آپ کیلئے زیتون کا تیل اور روٹی لائی گئی تو آپ نے روٹی توڑ کر تیل میں ڈالی اور ثرید بنا کر اپنی بیوی کو فرمایا!

— اے یرفا اس پیالے کو اُٹھالو یہاں تک کہ

" اِس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی ۔

گھی کھانا چھوڑ دیا

روایت ہے کہ قحط کے دِنوں میں لوگ سخت بھُوک میں مُبتلا ہو گئے تو بھُوکے رہنے کی وجہ سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو جُو، زیتون کا تیل اور کھجوروں کی بجائے گھی موافق آتا، آپ نے قسم کھائی کہ میں گھی کے ساتھ روٹی

نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ یہ سال مُسلمانوں پر کُھل جائے ۔

چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا اور جب جَو کی روٹی زیتون کے تیل کے ساتھ کھاتے تو سالن نہ ہونے کی وجہ سے مجلس میں بیٹھے ہوئے آپکی آنتوں میں قر قر کی آواز پیدا ہوئی آپ نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا! خواہ قر قر کرتا رہ قر قر نہ کر رہ! تیرے لئے میرے پاس سالن اُسی وقت ہوگا جب اللہ تبارک و تعالےٰ مسلمانوں پر کھول دے گا"۔

دُوسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ آپ کی بیوی نے آپ کیلئے گھی خریدا تو آپ نے فرمایا! یہ کیا ہے؟

اُس نے کہا! یہ میں نے آپکے خرچ سے نہیں اپنے مال سے خریدا ہے؛

آپ نے فرمایا! میں اِسے اُس وقت تک نہیں چکھوں گا جب تک لوگوں کے پاس نہیں آئے گا"۔

" اِن دونوں روایات کی تخریج فضائل عُمر فاروق میں کی گئی ۔

بھُوک کی ہولناکی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ قحط کے دِنوں گشت پر نکلے تو ایک گھر میں بیس شخص پڑے ہوئے تھے ۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تمہارے پاس کیا آیا ہے ۔؟

اُنہوں نے کہا! بھُوک کی شدت بڑھ جانے سے ہم مردہ جانور کا چمڑہ بھُون کر کھا رہے ہیں اور اُسکی ہڈیاں پیس کر سفوف پھانک رہے ہیں ۔

حضرت عمرؓ نے یہ منظر دیکھا تو اپنی چادر اُتار کر پھینک دی اور مطبخ میں جا کر اُن کیلئے کھانا تیار کیا، پھر اُنہیں کھانا کھلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے۔

پھر آپ نے حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں بھیجا اور وہ اُن کیلئے اُونٹ لائے۔

قوم کا مددگار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابہ کرام کے ساتھ حج کیلئے تشریف لے گئے جب آپ ابواء کے مقام پر پہنچے تو راستے میں ایک بوڑھے شخص کو قرعہ اندازی کرتے دیکھا، بوڑھے نے کہا! اے سوار ٹھہر جائیں۔

حضرت عمرؓ اور آپکے ساتھی رُک گئے تو حضرت عمرؓ نے پوچھا! یا شیخ کیا بات ہے؟

اُس نے کہا! آپ لوگوں میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟

لوگوں نے کہا! آپؐ کا وصال مبارک ہو گیا ہے۔

اُس نے کہا! کیا آپ کا وصال ہو گیا۔؟

لوگوں نے کہا! ہاں، یہ سنتے ہی بوڑھا شخص اِس قدر رو دیا کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ اُسکی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے گی۔

پھر اُس نے کہا! اُن کے بعد اُمت کا والی کون بنا؟

لوگوں نے کہا! حضرت ابوبکر صدیقؓ

اُس نے کہا! نجیب بنی تیم؟

لوگوں نے کہا! ہاں

اُس نے کہا! کیا وہ آپ لوگوں میں موجود ہیں؟

لوگوں نے کہا! اُن کا وصال ہو گیا ہے۔

اُس نے کہا! کیا وہ رحلت فرما گئے ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں اُن کا وصال ہو چکا ہے، پس وہ رونے لگا یہاں تک کہ رونے سے اُسکی ہچکی بندھ گئی۔

پھر اُس نے کہا اُنکے بعد اُمت کا والی کون بنا۔

لوگوں نے کہا! عمر بن خطابؓ

اُس نے کہا! بنی اُمیہ کے ابیض سے حضرت عثمان بن عفان کہاں ہیں بیشک وہ بہت زیادہ نرم اور قریبی ہیں، پھر کہا!

اگر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکر کے دوست ہیں تو مسلمانوں کی بھلائی ہے، کیا وہ تم میں ہیں؟

لوگوں نے کہا! وہ اِس وقت آپ سے ہمکلام ہیں،

اُس نے کہا! جب میں کسی کو مددگار نہ پاؤں میری اُس وقت مدد کریں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ کون ہیں جو آپکی مدد کی جائے۔؟

اُس نے کہا! میں بنی ملیک میں سے ایک شخص ہوں اور میرا نام ابوعقیل ہے، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے اِسلام کی دعوت دی، میں آپ کے ساتھ ایمان لایا اور جو آپ لیکر آئے تھے اُس کی میں نے تصدیق کی پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے خود ستو پیئے اور پھر مجھے پلائے۔

پس بھوک، پیاس اور گرمی کے وقت اُسکی سیرابی اور ٹھنڈک باقی رہی،

میں اپنے شب و روز میں پانچ نماز پڑھتا رہا ہوں رمضان شریف کے

روزے رکھتا رہا ہوں اور حج کے دنوں مناسک حج ادا کرتے ہوئے بکری کی قربانی
دیتا رہا ہوں، اور اِس سال آپ لوگ ہمارے پاس تشریف لے آئے ہیں۔
ہمارے پاس ایک بکری باقی تھی جسکے دُودھ سے نفع حاصل کرتے تھے
گذشتہ شب اُس پر بھیڑیئے نے حملہ کر دیا، ہم نے اُس کو ذبح کیا اور کھا لیا اب میں
آپکے پاس آیا ہُوں کہ آپ میری مدد کریں اللہ تبارک و تعالےٰ آپکی مدد فرمائے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تجھے مددگار مل گیا، تجھے مددگار مل
گیا مُجھے کنوئیں پر دیکھنا، راوی کہتا ہے کہ ہم اپنی منزل پر پہنچے تو گویا کہ میں نے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ وُہ راستے پر قانع ہیں اور بغیر کھانا
کھائے اُونٹنی کی مہار پکڑے بُوڑھے کے منتظر ہیں۔
جب لوگ چلنے لگے تو آپ کنوئیں والے کے پاس تشریف لے گئے تو اُسے
بُوڑھے کا حُلیہ بتا کر فرمایا! جب وُہ تیرے پاس آئے تو اُس پر اور اُس کے اہل و
عیال پر خرچ کرنا، انشاء اللہ تعالےٰ میں تیرے پاس واپس آؤں گا، پھر جب
آپ حج کی ادائیگی کے بعد واپس تشریف لائے تو اُس منزل پر نزولِ اجلال
فرمایا اور کنوئیں والے کو بُلا کر پُوچھا کیا تو نے اُس بوڑھے سے اچھا سلوک
کیا تھا؟
اُس نے کہا! ہاں اَے امیرالمومنین وُہ آپکے وعدے کے مطابق میرے
پاس آیا تو تین دن بیمار رہ کر دارِ فانی سے راہئی ملکِ بقا ہوگیا، پس میں نے
اُسکی تدفین کی اور یہ اُسکی قبر ہے۔
راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ
آپ اُٹھے اور راستے کو پھلانگتے ہوئے اُسکی قبر پر گئے اور اُس بوڑھے پر
نمازِ جنازہ پڑھی اور قبر سے لپٹ کر رونے لگے، پھر فرمایا اللہ تعالےٰ نے

اُسکے لئے تمہارا ملنا ناپسند کیا اور اُسے اپنے ہاں پسند فرما لیا، پھر اُسکے گھر والوں کو
اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور جب تک بقیدِ حیات رہے اُن کے اخراجات پُورے
کرتے رہے۔

نیکوں کی دُعاؤں سے بخشا جاؤں گا

اُنہی سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس
چاروں طرف سے وفود آئے تو آپ نے اُن سے وہاں کے لوگوں کا حال احوال
پُوچھا،
لوگوں نے کہا فلاں شہر کے لوگ امیرالمومنین سے ڈرتے ہیں اور اُس
کی سطوت و عقوبت سے خوف زدہ ہیں، اور فلاں شہر کے لوگ مال و دولت
جمع کرنے میں معروف ہیں اور آپ کی طرف متوجہ ہیں، اور فلاں شہر میں ہم نے
ایک عابد کو پایا جو مسجد کے ایک گوشے میں سجدہ ریز ہے اور اپنے سجود میں
کہتا ہے! الٰہی امیرالمومنین عمرؓ کی لغزش معاف فرما اور اُسکے درجات بلند فرما۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا رہے وُہ لوگ جو مجھ سے خائف
ہیں تو اگر اُن کا ارادہ عمر کے ساتھ بھلائی ہے اُس سے رہے اموال
جمع کرنے والے تو وُہ مسلمانوں کا مال ہے نہ وُہ عمر کے لئے ہے نہ آلِ عمر
کے لئے۔
رہی وُہ دعا جو تم نے غیب سے ظاہر ہوتے سُنی تو بیشک اُس سے میں
پُرامید ہُوں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ صالحین کی دُعاؤں اور برکتوں سے مجھے
نوازے گا تو میری بخشش ہو جائے گی۔
حضرت عروہ بن رویم ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں

سے اُنکے لشکروں کے امیروں کا حال معلوم کر رہے تھے جب آپ اہلِ حمص کے پاس سے گذرے تو اُن سے پوچھا تم اور تمہارے امیر کیسے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! اے امیر المومنین امیر اچھا ہے سوائے اس کے اُس نے اپنی رہائش کے لئے محل تعمیر کرایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خط لکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ محل کے دروازے پر ایندھن جمع کر کے بالاخانے کا دروازہ جلا دو، قاصد نے وہاں پہنچ کر آپ کے حکم کی تعمیل کی اور بالاخانے کے دروازے کو آگ لگا دی، لوگوں نے امیرِ حمص کو بتایا کہ ایک شخص نے آپ کے بالاخانے کا دروازہ جلا دیا ہے۔ اُس نے کہا وُہ امیر المومنین کا فرستادہ ہے اُسے بلاؤ، قاصد نے آکر اُسے خط دیا تو وُہ خوف کی وجہ سے اُس کے ہاتھ سے گر گیا، پھر وُہ سوار ہو کر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو اُسے دیکھ کر آپ نے لوگوں کو حکم دیا اسے مجھ سے تین روز تک دُور رکھو اور یہ تین دن اسے سورج تلے گذارنے ہیں، پس تین دن تک اُسے آپ کی ملاقات سے روکا گیا، تین دن کے بعد آپ نے اُسے فرمایا! مجھے حرۃ میں ملو حرۃ میں آپ نے صدقے کے اُونٹ اور بکریاں رکھی ہُوئی تھیں، جب وُہ حرۃ میں آیا تو اُس پر ملاقات ہُوئی، پھر آپ نے فرمایا، اپنے کپڑے اُتار دے اور اس کے ساتھ

پھر اُسے ڈول دے کر فرمایا! اِس اُونٹ کو پانی پلا جب وُہ بڑی مشکل سے اُونٹ کو پانی پلا کر فارغ ہُوا تو آپ نے فرمایا!

اے ابن قرط! تیرے ساتھ اس کا وعدہ کب کیا تھا؟

اُس نے کہا! اے امیر المومنین کون سے زمانے اور وقت کا وعدہ۔

آپ نے فرمایا! اِس بالاخانہ کی تعمیر کا جس کے ساتھ تو مسلمانوں، یتیموں

اور بیواؤں پر اپنی سرداری دکھاتا ہے اپنی گورنری پر واپس جا اور پھر اس دشواری کو آواز نہ دینا اور ہمیں تعلق نہیں مُتس کرنا چاہیئے۔

۲ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس آپ کا کوئی عامل آتا تو بیمار اور کمزور نہ ہونا۔

" دونوں روایتیں سعید بن منصور نے اپنی سنن میں بیان کی ہیں۔

مُسلمانوں کے بچوں کی تنخواہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت مسجد میں اُتری تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو فرمایا! رات کو انہیں چوری سے محفوظ رکھنے کے لئے آپ کے پاس کیا تجویز ہے؟

پھر وُہ دونوں اُنکی حفاظت کرتے لگے اور جو اللہ تعالےٰ نے اُن دونوں کے لئے لکھا تھا پڑھنے لگے۔

اسی اثناء میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک بچے کے رونے کی آواز سُنی تو آپ اُس کی طرف آئے، اور اُس کی ماں سے کہا! اللہ سے ڈر اور اپنے بچے سے اچھا سلوک کر۔

پھر اپنی جگہ پر واپس آگئے جب رات کا آخری پہر ہُوا تو پھر بچے کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے اُس کی والدہ کے پاس جاکر فرمایا! میں تجھے اپنے بچے کے لئے ایک بُری ماں دیکھتا ہُوں، جو میرے پاس ہے وُہ میں تیرے بچے کے لئے اس وقت رات کو مقرر نہیں کر سکتا؟

اُس نے کہا! اے اللہ کی توحید بیان کرنے والے پر مجھے اس وقت

تنگ کرتا ہے میں نے چار روز سے اس کا دودھ چھڑا رکھا ہے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا! تو نے ایسا کیوں کیا ہے؟

اُس نے کہا! کیونکہ حضرت عمرؓ سوائے دودھ چھڑائے بچے کے تنخواہ نہیں دیتے۔"

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اس کی کتنی عمر ہے؟

خاتون نے کہا! اتنے اور اتنے مہینے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اُس کے لئے جلدی نہ کر پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی اور لوگوں سے بیان نہیں کیا تھا کہ پھر بچے کے رونے کی آواز سُنی تو سلام پھیر کر فرمایا! عمرؓ کو موت کی اطلاع نہیں کتنے مسلمانوں کی اولاد قتل کرتا ہے؟ پھر آپ نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں منادی کر دے اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کریں، میں اسلام میں ہر مولود کی تنخواہ مقرر کرتا ہوں اور یہ چاروں طرف لکھ کر بھیج دیا کہ اسلام میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو تنخواہ دی جائے گی۔

"اس روایت کی تخریج صاحب صفوت نے کی۔"

ایک چادر کا حساب دو

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن سے چادریں آئیں تو آپ نے دو دو چادروں کو پھاڑ کر لوگوں میں ایک ایک چادر تقسیم کر دی اور پھر منبر پر تشریف لائے تو اُن میں سے ایک حلّہ آپ کے اُوپر تھا آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے سُنیں!۔

لوگوں میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا کی قسم! نہیں سنوں گا

خدا کی قسم! نہیں سُنوں گا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے اللہ کے بندے کیوں نہیں سُنو گے؟

اُس شخص نے کہا! اے عمرؓ آپ ہم پر دنیا کے ساتھ فضیلت رکھتے ہیں آپ نے ہمیں ایک ایک چادر پھاڑ کر دی ہے اور خود اُن میں سے حلّہ یعنی دوہری چادر اوڑھ رکھی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! عبداللہ بن عمرؓ کہاں ہے؟

حضرت ابن عمرؓ نے عرض کی! اے امیرالمومنین میں یہاں ہوں۔

آپ نے فرمایا! جو مجھ پر دو چادریں ہیں اِن میں سے ایک کس کی ہے؟

حضرت ابن عمرؓ نے عرض کی! ایک چادر میری ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کو فرمایا! اے اللہ کے بندے آپ نے مجھ پر جلدی کی ہے، میں نے اپنی بوسیدہ چادر کو دھویا تو عبداللہ نے مجھے بغیر مانگنے کے یہ چادر دے دی۔"

اُس نے کہا! اب آپ فرمائیں آپ کی بات سُنوں گا اور آپ کی اطاعت کروں گا۔

- خرجہ ملاء فی سیرتہ۔

امیرالمومنین کی بیوی بدوی زچہ کی کفیل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امیرالمومنینؓ ایک شب لوگوں کی خبر گیری کے لئے نکلے تو ایک اعرابی کے پاس بیٹھ گئے جو خیمے کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپ نے اُس سے گفتگو کی اور اُس سے پوچھا اِن بلاد میں کیسے آنا ہوا؟ اسی اثنا میں خیمے کے اندر سے کراہنے کی آواز آئی تو آپ نے پوچھا یہ کراہ کس کی سُنائی دی ہے؟

اعرابی نے کہا! یہ آپکے بس کی بات نہیں میری بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہونے والا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہاں سے اپنے گھر واپس تشریف لائے اور اپنی بیوی سے کہا! اے اُم کلثوم چادر اوڑھ کر میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ پھر آپ اعرابی کے پاس آئے اور فرمایا! کیا اِس عورت کو اجازت ہے کہ وُہ آپکی بیوی کی کفالت کرے؟ اُس نے اجازت دی تو اُن کی بیوی اندر چلی گئی ابھی آپ بیٹھے بھی نہ تھے کہ اُن کی بیوی نے کہا! اے امیرالمومنین آپ کو لڑکے کی خوشخبری ہو،

اعرابی نے جب امیرالمومنین کا لفظ سُنا تو ایک دم کھڑا ہو گیا پھر آپ کے سامنے بیٹھ کر معذرت طلب کی، آپ نے فرمایا! تجھ سے کوئی غلطی نہیں ہُوئی صُبح ہمارے پاس آنا، جب وُہ صبح کو آپکی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے اولاد کے کھاتہ میں اُسکے بچے کی تنخواہ مقرر کر دی اور اُسے عطا کر دی۔

خبر گیری نہ کر سکنے کی قیمت ادا کر دی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے مدینہ منورہ میں واپس تشریف لائے تو لوگوں سے ایک ایک کا حال پُوچھا پھر ایک کبیر السن خاتون کے خیمہ میں جا کر حال پُوچھا تو اُس خاتون نے کہا! اے شخص عُمر کیا رہا ہے؟

آپ نے فرمایا! وُہ اب شام سے واپس آیا ہے۔

خاتون نے کہا! اللہ تعالےٰ اُسے میری طرف سے جزائے خیر نہ عطا کرے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! کیوں بی بی کیا بات ہے؟

خاتون نے کہا! خدا کی قسم وُہ جب سے خلیفہ بنا ہے مجھے اُس سے اِس روز تک نہ کوئی دینار پہنچا ہے اور نہ درہم ملا ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! آپ اِس جگہ رہتی ہیں کیا عمرؓ آپ کے حال کو جانتا ہے؟

خاتون نے کہا! سبحان اللہ! کیا تیرا یہ گمان ہے کہ جو شخص لوگوں پر حاکم ہوتا ہے وُہ اپنی حکومت کے مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اُسے نہیں جانتا؟

حضرت انس فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رونے لگے اور فرمایا اے عُمر تجھ پر افسوس، تیری مخاصمت پر افسوس! اے عمرؓ! تجھ سے ہر ایک زیادہ فقیہ اور زیرک ہے، پھر فرمایا! آپ اُس سے اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافی کتنے میں فروخت کریں گی تاکہ میں اُسے آگ سے بچاؤں،

خاتون نے کہا! خدا آپ پر رحم فرمائے ہم سے مذاق نہ کریں۔

آپ نے فرمایا! یہ مذاق نہیں اور پھر آپ مسلسل اُس سے یہ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اُسکے ساتھ ہونی والی ناانصافی پچیس دینار میں خرید لی،

اسی اثناء میں حضرت علی ابن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہاں پر تشریف لے آئے اور دونوں نے کہا! اے امیرالمومنین آپ پر سلام ہو، جب اُس خاتون کو معلوم ہُوا کہ میں امیرالمومنین سے باتیں کرتی رہی ہُوں تو اُس نے اپنے آپ سے کہا! افسوس تیری بُرائی! تُو امیرالمومنین کو اُنکے سامنے بُرا بھلا کہتی رہی ہے،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے فرمایا! اللہ تعالےٰ تجھ پر رحم فرمائے تیرا کوئی قصُور نہیں، پھر آپ نے اُس خاتون سے کیا ہُوا معاہدہ تحریر کرنے کے لئے چمڑہ طلب کیا جب نہ ملا تو

آپ نے اپنے لباس پر لگا ہُوا چمڑے کا پیوند اُتارا اور اُس پر لکھا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! عمرؓ کے دورانِ خلافت میں فلاں خاتون کے ساتھ جو اب تک ناانصافی ہوئی ہے وُہ اُس نے پچیس دینار کے معاوضے سے خرید لی

ہے جب میں قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالےٰ کے سامنے کھڑا ہوں گا تو یہ
خاتون مجھ پر دعویٰ نہیں کرے گی اور میں اس سے بری ہوں گا، اس پر حضرت
علی ابن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود گواہ ہیں ،
پھر آپ نے یہ تحریر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حوالے کرتے ہوئے
فرمایا! جب میں آپ سے پہلے انتقال کر دوں تو یہ تحریر میرے کفن میں رکھ دینا۔

حضرت عمرؓ کے راز جاننے والے

حضرت اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رات کے اندھیرے میں پہلے ایک گھر
میں اور پھر دوسرے گھر میں داخل ہوتے دیکھا صبح ہوئی تو حضرت طلحہؓ اس گھر
میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اندھی بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی، حضرت طلحہ نے
اُسے کہا! وہ شخص آپکے پاس کس لئے آیا تھا؟
بڑھیا نے جواب دیا! وہ میرے ساتھ اُس وقت ایسا اور ایسا معاہدہ کرتے
آئے تھے اور بتایا کہ انہوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا اور میں نے انہیں
یہ تکلیف پہنچائی "
حضرت طلحہ نے خود سے کہا! تیری ماں تجھے روئے کیا تو عمر کا بھید جاننے
کیلئے اُن کا پیچھا کرتا ہے؟
" اس روایت کی تخریج فضائلی اور صاحب صفوت نے کی "
حضرت اوزاعی ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ لوگوں
کا حال جاننے کیلئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور مدینہ منورہ سے دور جا کر
ایک درخت کے نیچے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر وہیں ایک ساعت کیلئے اس

درخت کے نیچے سر رکھ کر استراحت فرمائی، اسی اثناء میں شاہ فارس کا کافر ایلچی
وہاں سے گذرا تو آپ کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور کہا! اے عمر آپ کتنے اچھے ہیں انصاف
کیا اور سو گئے، جب آپ بیدار ہوئے تو اُس نے آپ کے پاؤں چوم کر اسلام
قبول کر لیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رونے لگے اور کہا! اے پروردگار اگر
تو اس پر رحم نہ فرمائے تو عمر ہلاک ہو جائے۔

بیماروں سے ہمدردی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حدود حرم میں گھاس کاٹتے دیکھا تو فرمایا! کیا تو نہیں
جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے؟ اس نے کہا
نہیں اور ساتھ ہی اپنی حاجت اُن کے سامنے بیان کر دی، آپ نے اُسے کوئی چیز دیے
دینے کا حکم صادر فرما دیا۔ " خرجہ الخلص الذہبی "
حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے پانی کا برتن منگوا
کر معیقیب کو دیا اور وہ شخص تیزی سے آنے والی بیماری میں مبتلا تھا حضرت
عمر فاروقؓ نے باقی ماندہ پانی اُس سے لیا اور اُسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں
اُس مریض نے منہ لگا کر پیا تھا، میں نے جان لیا کہ آپ اپنے نفس میں داخل ہونے
والے اپنے دشمن کو اس طرح بھگا دیتے ہیں، پھر آپ نے اُس شخص کے لئے
تمام اطباء کو دعوت دی تو آپکے پاس یمن کے دو شخص آئے، آپ نے فرمایا تمہارے
پاس اس نیک شخص کی بیماری کا علاج ہے؟ اسے تیزی سے درد اٹھتا ہے؟
انہوں نے کہا! اس پر ہمیں قدرت نہیں تاہم اسے ہم دوا دیتے ہیں جس

سے بیماری بڑھنے سے رُک جائے گی۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اگر بیماری ٹھہر جائے اور زیادہ نہ ہو تو یہ بہت بڑی عافیت ہے،

اُنہوں نے کہا! آپ کی زمین میں حنظل یعنی اندرائن کا پھل ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا! ہاں

اُنہوں نے کہا ہمارے لئے اُسے اکٹھا کرائیں،

حضرت عمرؓ نے حنظل کے دو بڑے ڈھیر لگوا دیئے، اُنہوں نے حنظل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معیقیب کو لٹا کر دونوں نے ایک ایک ٹکڑے سے اُس کے ایک ایک پاؤں کو نیچے سے رگڑنا شروع کر دیا جب حنظل کے ایک ٹکڑے کا پانی ختم ہو جاتا تو دوسرا ٹکڑا اُٹھا لیتے یہاں تک کہ معیقیب کو ہم نے دیکھا کہ بہتر کُڑواہٹ نے اُسے بدہضمی کر دی تو اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اب اِسکی بیماری میں کبھی اضافہ نہیں ہوگا،

کہا کہ خدا کی قسم معیقیب کا مرض رُک گیا اور اُس کی زندگی کے آخری سانس تک اُسے کبھی یہ بیماری لاحق نہیں ہوئی۔

" اِس روایت کی تخریج ابو مسعود احمد بن فرات الضبی نے کی ہے،

فوجی اپنی بیوی سے کب تک علیحدہ رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے باہر گئے ہوئے لوگوں کو اُن کی بیویوں کی طرف سے خطوط لکھے کہ وہ اُن کے پاس لوٹ آئیں، یا اُنکے پاس واپس آجائیں یا اُنہیں طلاق دے دیں یا اُن کی طرف خرچ بھیجیں اور جو شخص طلاق دے وہ

مطلقہ کو اپنے ترکہ سے خرچ بھیجے۔ " خرجہ الاہری "

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک شب مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے کہ ایک خاتون کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

اَلَا طَالَ هذا الليلُ وازورَّ جانبُهْ	وليسَ إلى جنبي خايل ألاعبُهْ
فواللهِ لولا اللهُ تُخشى عواقبُهْ	لزعزعَ من هذا السرير جوانبُهْ
غافة ربي والحياءُ يردُّني	وأكرِم بَعلي أن تنالَ مراكبُهْ
ولكنني أخشى رقيباً موكلا	بأنفسِنا لا يفترُ الدهرَ كاتبُهْ

اُسے مجھ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے رات طویل ہو گئی ہے اور میرے پہلو میں میرا دوست نہیں ہے،

خدا کی قسم! اگر اللہ تعالےٰ کے عواقب کا ڈر نہ ہوتا تو یہ چارپائی متحرک ہوتی،

مجھے خدا کا خوف اور اپنے لوٹنے کا ڈر اور اپنے شوہر کا اکرام پیشِ نظر ہے کہ وہ سوار آئے گا،

دلیکن میں رقیب موکل سے ڈرتی ہوں ہماری جانوں کے ساتھ اُس نے زمانے کی نرمی تحریر نہیں کی۔۔۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عورتوں سے پوچھا بیوی اپنے شوہر کے بغیر کتنا عرصہ صبر کر سکتی ہے؟

اُنہوں نے کہا دو ماہ اور تیسرے مہینے صبر کے لئے کہا جاتا ہے اور چوتھے مہینے صبر کا پیمانہ چھلک جاتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے یہ سُن کر لشکروں کے سالاروں کو لکھا کہ کسی شخص کو اُس کی بیوی سے چار ماہ سے

زیادہ نہ روکا جائے۔

ایسی ہی دوسری روایت

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک عورت کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔

دعتني النفسُ بعدَ خروجِ عمْرو — إلى اللذاتِ تطّلعُ اطلاعا
فقلت لها عجلت فلن تُطاعي — ولو طالتْ إقامته رباعا
أحاذِرُ إن أطيعَكِ سَبَّ نفسي — ومخزاةً تجلّلني قناعا

عمرو کے جانے بعد میرے نفس نے لذات کی طرف دعوت کی اطلاع دی۔

میں نے اُسے کہا جلدی کرے گا تو میں ہرگز تیری بات نہیں مانوں گی اور اگر اُس کی اقامت چار روز ہو گی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے فرمایا! تجھے اِس سے کس چیز نے روکا ہے۔

اُس نے کہا! حیاء نے اور اپنے شوہر کے اکرام نے۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا! زندگی میں رنگینیاں ہیں جو حیا کرتا ہے وہ چُھپاتا ہے جو چُھپاتا ہے وہ پرہیزگار اور متقی ہے اور جو متقی ہے وہ بچ جاتا ہے۔

" اِس روایت کی تخریج ابن ابی الدنیا نے کی ہے۔

قریشی عورت کا موالی سے نکاح

شعبیؒ سے روایت ہے کہ قریشی کے ایک شخص کو ایک موالی نے اُس کی ہمشیرہ سے نکاح کی درخواست کی اور اُسے بہت سا مال دیا تو قریشی نے اُس کی تزویج سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قریشی کو فرمایا! آپ کو اِس شادی سے کون سی چیز روکتی ہے جب کہ وہ نیک شخص ہے اور آپ کی ہمشیرہ کو حسین تحفہ پیش کرتا ہے۔

قریشی نے کہا! اے امیر المومنین ہمارا حسب نسب اعلیٰ ہے اور وہ ہمارا کفو نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا! آپ کے پاس دُنیا و آخرت کا حسب آیا ہے، رہا دُنیا کا حسب تو وہ مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقویٰ ہے، اگر تیری بہن خوش ہو تو اس شخص سے اُس کی شادی کر دے۔

قریشی نے اپنی ہمیسرہ کے پاس آکر پوچھا تو اُس نے اظہار رضامندی کیا اور اُس نے اُسے شخص سے بیاہ دیا۔

مُسلمانوں کے مال کی حفاظت کرنا

پیش ازیں اِس سلسلہ میں اِس فصل کے آغاز میں بیان ہوا پھر اُن کے زہد و ورع اور نیکیوں کا تذکرہ ہوا اور ایسے ہی اِن معنوں کی بہت سی احادیث اِس ضمن میں بیان ہو چکی ہیں۔

حضرت ابی بکر عبسیؓ سے روایت ہے کہ میں حضرات عمر و عثمان و علی رضی

اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ بیت المال کے مکان میں داخل ہوا تو حضرت عثمان غنیؓ
سائے میں تشریف فرما ہو گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُنکے سرہانے
کھڑے ہو کر حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سُننے لگے جب کہ حضرت عمرؓ شدید
گرمی کے دن میں سُورج کے نیچے کھڑے تھے اور اُنکے اُوپر دو سیاہ چادریں
تھیں ایک کے ساتھ اُنہوں نے خود کو ڈھانکا ہُوا تھا اور دُوسری سر پر لپیٹ
رکھی تھی اور وُہ صدقہ میں آنے والے اُونٹوں کا رنگ اور عمریں لکھ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا
کیا آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا
یہ ارشاد سنا ہے؟

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ [1]

اے میرے باپ اِن کو یعنی مُوسیٰ علیہ السلام نوکر رکھ لیں بیشک بہتر
نوکر وُہ ہے جو طاقت دار اور امانت دار ہو۔

پھر حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی طرف اشارا کر کے فرمایا: یہ قوی الامین
یعنی طاقتور امانت دار ہیں۔

• اِس روایت کو الخلص اور ابن سمان نے الموافق میں نقل کیا ہے۔

مخصوص چراگاہ کی حفاظت

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مولیٰ محمد بن علی بن حسین

---

[1] القصص آیت ۲۶

سے روایت ہے کہ میں ایک گرم اور لُو والے دن میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے ساتھ تھا اور وُہ کھجوروں کے باغ میں تھے اِسی اثناء میں ہم نے ایک
شخص کو دیکھا جو گرمی کی وجہ سے زمین پر فراش کی طرح چادر اوڑھے دو نوجوان
اُونٹوں کو ہانکتا ہُوا آرہا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا: یہ ہم پر کیا آرہا ہے؟
میں نے دیکھ کر عرض کی ایک شخص چادر میں لپٹا ہُوا دو اُونٹوں کو ہانکتا آ
رہا ہے، پھر جب وُہ ہمارے قریب آئے تو میں نے کہا: یہ امیر المومنین ہیں۔
حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دروازے سے سر باہر نکال کر
دیکھا تو بادِ سموم کا تھپیڑا آیا آپ نے سر اندر کر لیا یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق
آپکے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: آپ اِس وقت کیوں نکلے ہیں؟
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیت المال کے اُونٹوں
سے دو اونٹ بھاگ آئے تھے اُنکے پیچھے آنا پڑا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ یہ مخصوص
چراگاہ میں گھس کر اُسے ضائع نہ کر دیں چنانچہ میں نے اِن دونوں کے مل
جانے کی اللہ تبارک وتعالےٰ سے دُعا کی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ نے فرمایا: اے امیر المومنین! تشریف
لائیں تاکہ آپ کو پانی پلائیں اور سایہ دار جگہ پر بٹھائیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنا سایہ میری طرف لوٹا دو، میں نے کہا: آپ تشریف
لائیں ہمارے پاس آپ کیلئے سایہ دار جگہ ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنا سایہ میری
طرف لوٹا دو اور تشریف لے گئے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ قوی الامین کو دیکھے وُہ
اِس کو دیکھ لے۔ • خرجہ الشافعی فی مُسندہ۔

گورنروں کو وصیتیں

حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مولیٰ ہنی کو زکواۃ کا انچارج بنا کر فرمایا! اے ہنی، لوگوں کی طرف سے اپنا بازو ملا کر رکھ اور مظلوم کی بد دعا سے ڈر کیونکہ وُہ قبول ہوتی ہے۔ اور اُونٹوں اور بکریوں کے قطعات میں داخل ہو جا، نیز ابن عفانؓ اور ابن عوفؓ کے جانور اگر آوارہ ہونگے وُہ دونوں کھیتی اور نخلستان کی طرف موڑ دیں گے اور اگر اُونٹوں یا بکریوں کا کوئی گلہ آوارہ ہو تو اُسے میرے پاس لے آ۔ ہنی نے کہا اے امیر المومنین! کیا البتہ میں اُسے چھوڑ دوں گا، آپ کچھ پرواہ نہ کریں پانی اور کھانا سونے چاندی سے آسان ہے۔ خدا کی قسم وُہ لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم نے اُن پر ظلم کیا ہے اور یہ اُنکا علاقہ ہے اور اُن کا کنواں ہے وُہ دورِ جاہلیت میں اس پر لڑتے تھے اور اسلام میں اس پر اُنہوں نے سلامتی پائی ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ مال وُہ نہ ہوتا جس پر اللہ کی راہ میں اُٹھایا جاتا ہے تو لوگوں پر اُنکے علاقہ میں حیثیت کوئی چیز نہیں۔ بخاری۔

گورنروں کو ہدایت

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شخص کو عامل بناتے تو اُسکے ساتھ معاہدہ تحریر کر لیتے اور اُس پر مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کو گواہ بنا لیتے، پھر اُسے فرماتے! میں نے تجھے مسلمانوں کے خون پر اور اُن کے اعراض و استار پر گورنر نہیں بنایا بلکہ تجھے عامل بنایا ہے کہ تو اُن میں نماز قائم کرے، زکواۃ تقسیم کرے اور اُن میں انصاف کے ساتھ حکم صادر کرے، پھر اُس پر یہ شرط عائد کرتے کہ وُہ نہ تو اُونچی قسم کا لباس پہنے گا اور نہ اعلیٰ قسم کے کھانے کھائے گا اور نہ تُرکی گھوڑے پر

سواری کرے گا اور نہ لوگوں کی ضروریات پر اپنا دروازہ بند کرے گا، آپ اپنے ساتھیوں کو تنگدستی کا حکم دیتے ہُوئے فرماتے موٹا جھوٹا پہنو کھاؤ اور مضبوط رہو۔

" اِس روایت کو فضائلی نے نقل کیا ہے "

گورنر کیسا گھر بنائے

حضرت سُفیان بن عینیہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کُوفہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر اپنی رہائش گاہ تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے اُنہیں لکھا آپ اپنے لئے صرف ایسا گھر تیار کر سکتے ہیں جس میں آپ سورج کی تپش اور بارش سے بچنے کیلئے پناہ لے سکیں۔

" اخرجہ، فضائلی۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے نام خط

حضرت عروہ بن رویم لخمیؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو مکتوب تحریر فرمایا جو اُنہوں نے جابیہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنایا! اُس میں لکھا تھا!

اما بعد! بیشک وُہ لوگوں میں سوائے دونوں کے استحکام اور اعتمادِ بعیدہ کے امر قائم نہیں کرتے اور نہ اس سے لوگ اخفاء پر مطلع ہوتے ہیں اور نہ حق میں حرج پر ناراض ہوتے ہیں اور لومۃ لائم سے ڈرتے ہیں، والسلام علیک

ایک روایت میں ہے کہ نہ تو قرابتِ مکان پر حق میں محبت رکھتا ہُوں اور نہ حق میں حرج پر ناراض ہوتا ہُوں،

اور اُن کی طرف یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے آپ کو خط لکھا ہے اِس میں آپکی

آل اور میری ذات کی بہتری نہیں، پانچ خلال لازم رکھیں آپ کا دین آپکی سلامتی ہے آپ افضل خط کے ساتھ محفوظ ہوں، جب آپ کے پاس دو آدمیوں کا جھگڑا آئے تو آپ پر ظاہر عدل اور ایمان قاطعہ ہے، پھر کمزور کو قریب کریں یہاں تک کہ اُس کی زبان کھل جائے اور قلب چلنے لگے اور غریب سے عہد کریں،،

جب وُہ دیر تک رُک جائے گا تو اپنی ضرورت ترک کر کے اپنے گھر والوں کی طرف چلا جائے گا،، اور جس کا حق باطل ہو جائے گا وُہ اِس کے ساتھ سر نہیں اُٹھا سکے گا اور جو آپ کے لئے ظاہر فیصلہ نہ ہو اُس کے لئے صُلح پر حریص ہوں۔

والسلام علیک،، اِس روایت کی تخریج سمرقندی نے کی،،

ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ کا خط

حضرت زید ربامی سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور حضرت معاذ بن الجبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خط تحریر کیا جس میں لکھا تھا۔

امابعد! ہم دونوں کا آپ سے عہد ہے اور آپ کی ذات کا کام آپکے لئے مہم ہے، جس روز کی صُبح آپ اِس اُمت کے سُرخ و سیاہ کے امر کے متولی ہوئے ہیں، آپ کے سامنے شریف و ذلیل اور دوست و دشمن بیٹھیں گے اور ہر ایک لئے عدل سے حصّہ ہے، پس اے عُمر دیکھیں کہ آپ اِسکے نزدیک کیسے ہیں؟

ہم آپ کو اُس چیز سے ڈراتے ہیں جس چیز سے آپ سے پہلے اُمتوں کو ڈرایا گیا اور آپ کو اُس دِن سے ڈراتے ہیں جس میں چہرے عاجز اور دِل خوفزدہ ہونگے اور اُس میں بادشاہ قہار کے غرّہ کینے

حُجتیں منقطع ہو جائینگی، وُہ اُس کے لیئے ذلیل و خوار اور اُس کے فیصلے کے منتظر ہوں گے اور اُس کی سزا سے ڈرتے ہوں گے۔

اور بیشک اُس نے ہمیں خبر دی ہے کہ عنقریب ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جس میں بظاہر بھائی اور بباطن دشمن ہونگے،،

اور ہم اللہ عزّوجلّ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارا خط آپ سے اُس منزل کے علاوہ اُترے جس سے ہمارے دلوں سے اُترا ہے، اور بیشک ہم نے آپ کی طرف آپکو نصیحت لکھی ہے۔ والسلام

دونوں کے نام فاروقِ اعظمؓ کا خط

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن دونوں کے نام خط لکھا!

امابعد! آپ دونوں کا تحریر کردہ گرامی نامہ ملا!

آپ نے میرے ساتھ عہد کی اور میری ذات کی طرف مہم کی اور جو آپ جانتے ہیں اِس کے بارے میں بات کی ہے، اور آپ نے مجھے اِس اُمت کے اسود و احمر کے امر کی تولیت کے بارے میں لکھا ہے کہ میرے سامنے شریف و ذلیل اور دوست و دشمن بیٹھیں گے اور ہر ایک کیلئے عدل سے حصّہ ہے۔

اور بے شک عُمرؓ کے نزدیک سوائے اللہ عزّوجلّ کے کوئی قوت اور طاقت نہیں۔

آپ نے اپنے خط میں مجھے اس چیز سے ڈرایا ہے جس سے پہلی اُمتوں کو ڈرایا گیا۔

یقیناً یہ رات اور دن کا اختلاف ہے۔

یہاں تک کہ لوگوں کے اعمال نامے اُنہیں جنت یا دوزخ کی طرف لے جائیں۔"

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ [1]

تاکہ اللہ ہر جی کو اُس کی کمائی بدلہ دے بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب کرنے والا ہے

آپ نے جو لکھا ہے اُسے میں آپ کے لئے بیان کرتا ہوں کہ بیشک عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں علانیہ طور پر بھائی ہونگے اور پوشیدہ طور پر دشمن ہوں گے؛ جبکہ نہ تو آپ لوگ وہ وہ لوگ ہیں اور نہ ہی یہ زمانہ وہ زمانہ ہے۔

بیشک جب رغبت اور خوف کا ظہور ہوتا ہے تو بعض لوگ بعض لوگوں کی دُنیا کی اصلاح میں رغبت رکھتے ہیں۔

اور آپ نے مجھے لکھا ہے کہ آپ میرے بارے میں اِس امر سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کا خط مجھے اُس منزل کے علاوہ اُترے جو آپکے دِلوں میں اُترا ہے؛

اور آپ نے مجھے جو نصیحت فرمائی ہے تو بیشک آپ نے سچ فرمایا ہے آپ کے ساتھ معاہدہ تحریر کرتا ہوں، پس وہ آپ دونوں سے مستغنی نہیں"

"اِس روایت کی تخریج کتاب تحفہ میں کی گئی ہے۔"

---

[1] ابراہیم آیت ۵۱

بیٹے کے نام خط

حضرت ابُو عوانہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو خط لکھا!

امابعد! بیشک جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اُسے وہ بچا لیتا ہے، جو اُس پر بھروسہ کرتا ہے اُس کی وہ کفایت کرتا ہے، جو اُسے قرض دیتا ہے وہ اُسے اُس کا بدلہ دیتا ہے، اور جو اُس کا شکر کرتا ہے اُسے وہ زیادہ عطا فرماتا ہے، تقویٰ تیرے عمل کا ستون اور تیرے دل کی جلاء ہے۔

جس کے لئے نیت نہیں وہ عمل نہیں، جس کے لئے مہربانی نہیں اُس کا عمل نہیں اور جس کے لئے خلق نہیں اُس کیلئے جدید نہیں۔

"اِس روایت کی تخریج صولی نے کی۔"

ابُو موسیٰؓ اشعری کے نام گرامی نامہ

حضرت ابو عوانہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابُو موسیٰ اشعریؓ کو گرامی نامہ تحریر فرمایا!

امابعد! قضاء فریضہ محکم اور سنت متبعہ ہے، جب آپ کی طرف دلیل بھیجی جائے تو غور کریں جب حق واضح ہو جائے تو اُسے نافذ کریں، کیونکہ جسکا حق کے ساتھ نفاذ نہ ہو اُسکے لئے باتیں کرنا بے سود ہے۔

آپ کے چہرے اور آپ کی مجلس اور آپ کے انصاف میں لوگوں

کے درمیان ہے یہاں تک کہ کمزور آپکے عدل سے مایوس نہ
ہو اور سردار کو آپ کے حیف میں لالچ نہ ہو، مدعی سے اُس کی
دلیل طلب کریں اور انکار کرنے والے سے قسم لیں اور مسلمانوں کے
درمیان صُلح جائز ہے جبکہ یہ صُلح حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہ
کرے ۔ کل کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے سے آپ کو رکاوٹ نہیں، پس
آپ اِس میں اپنے نفس کو لوٹائیں اور اِس میں اپنی ہدایت سے
ہدایت حاصل کریں تاکہ حق کی طرف رجوع ہو سکے ۔

بیشک حق قدیم ہے اور حق کی مراجعت باطل میں کھینچنے سے بہتر
ہے، اُس معاملے میں بار بار غور کریں جس میں آپکے لئے اختلاج
قلب ہے اور وُہ آپ کو کتاب و سُنت سے نہیں پہنچا۔

اور امثال و اشباہ کو پہچان کر اسکے نزدیک امور کی جستجو کریں اور
اُس طرف کو لازم کریں جو اللہ تبارک و تعالےٰ کو پسند ہو اور جس
میں حق کی مشابہت دیکھیں، اور مدعی کے لئے دلیل پکڑیں جو اُس
کی طرف منتہی ہو، پس اگر دلیل موجود ہے تو اُسکے لئے اُس کا حق
اخذ کریں،

مسلمان ایک دوسرے کے عادل ہیں سوائے اُس کے جسے کوڑوں
کی حد لگائی گئی ہو اور جس کی جھوٹی گواہی کا تجربہ ہو یا ولاء یا
وراثت میں مشکوک و متہم ہو، بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ تم سے
پوشیدگیاں کو پھیرتا ہے اور تم سے دلائل کو ظاہر کرتا ہے اور تنگی
غمگینی اور لوگوں کی ایذاء اور حق کے اُن مقامات میں خصومت کی
ناپسندیدگی جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نیک اجر اور اچھے ذخیرے کو

واجب کیا ہے، آپ کیلئے ہو گی، کیونکہ جس کی نیت میں اصلاح ہے
اُس میں اُسکے اور اللہ تعالےٰ کے درمیان معاملہ ہے اور اگر اُس
کی ذات میں ہے تو اُسکے اور لوگوں کے درمیان اللہ تعالےٰ کافی
ہے، اور جو لوگوں کی اُس چیز سے تزئین کرتا ہے جسکا اللہ تعالےٰ
نے حکم دیا تو اللہ تعالیٰ اُس سے نفرت کرتا ہے پس کیا آپ کا گمان
اللہ تعالےٰ کے ثواب اور اُس کے فوری رزق اور اُس کی رحمت
کے خزانوں سے ہے ؟ والسلام علیک

" اِس روایت کی تخریج دارقطنی نے کی ہے "

روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں یہ خط بھی لکھا،
امابعد! خوش بخت ترین راعی وُہ ہے جسکے ساتھ اُس کی رعیت
خوش بخت ہے اور وُہ اُن میں بد بخت ترین ہے جس کے ساتھ
اُسکی رعیت بد بخت ہے ۔

اگر آپ کے عمال ٹیڑھے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک آپ کی
مثال جانوروں جیسی ہو گی جو زمین کے سبزہ کو دیکھتا ہے تو اُسے
موٹاپے کی ہوا آتی ہے اور بیشک اُس کی موت اُس کے موٹاپے
میں ہے ،

اور آپ نے اہل امصار کو لکھا جاننا چاہیئے کہ تمہاری اولاد عوام و فرومیہ ہیں،
حضرت کرام بن معاویہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
نے ہماری طرف لکھا!
تمہارے لشکر کے درمیان نہ صلیبیں اٹھیں اور نہ ہی تمہارے پڑوس میں
خنزیر ہوں ۔

اپنا محاسبہ کرو

جعفر بن رُومان سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے ایک گورنر کو خط لکھا جس کے آخر میں تحریر تھا اِس سے پہلے کہ تجھے سختی میں اپنا حساب دینا پڑے گا نرمی میں اپنے نفس کا محاسبہ کر،

ریشمیں لباس نہ پہنو

ابی عثمان عبدالرحمٰن نہدیؓ سے روایت ہے کہ میں عتبہ بن فرقدؓ کے ساتھ آذر بائیجان میں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہمیں خط لکھا اے عتبہ مجھے تجھ سے اور تیرے باپ سے کوئی کو نہیں پس مسلمانوں کی سواریوں کو اُس چیز سے سیر کر جس سے تو اپنی سواری کو سیر کرتا ہے اور تم مشرکوں کو زینت و تنعم اور ریشمیں لباسوں سے اجتناب کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ریشمی لباس سے منع فرمایا، کہا کہ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اُٹھایا اور ہمیں فرمایا تھا۔

" بخاری، مسلم "

فاروق اعظم نگاہ صدیق اکبر میں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے زمین پر عمرؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں، پھر فرمایا! میں نے کیسے کہا تھا؟ میں نے کہا! آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے زمین پر عمرؓ سے زیادہ کوئی محبوب نہیں،

آپ نے فرمایا! مجھے وہ بہت زیادہ عزیز اور میرے دل کے ساتھ ملا ہوا ہے

فصل

حضرت عمر کے فضائل میں حضرت علی کی روایات

پیش ازیں اِس فصل کی بہت سی احادیث بیان ہوچکی ہیں جن میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دُعا کہ الٰہی اِسلام کو عمر کے ساتھ معزز فرما اور اُن کا نام فاروق رکھنا اور یہ حدیثیں کہ وُہ جنتی اہل جنت کا چراغ ہیں۔

اور اُن کی علانیہ ہجرت کی حدیث اور موافقات میں اُن کے یہودیوں کی طرف نکلنے کی حدیث بیان ہوئی، اور یہ حدیث کہ حضرت علی رمضان المبارک میں مساجد سے گذرے تو حضرت عمر کے لئے دُعا فرمائی۔

اور فضائل عمر میں یہ حدیث بیان ہُوئی کہ حضرت علی نے فرمایا! عمر کی زبان پر سکینہ نُطق کرتا ہے اور اُن کی یہ حدیث کہ حضرت عمر کا شیطان اُنہیں معصیت کی طرف چلانے سے خوفزدہ رہتا ہے اور یہ فرمان علیؓ کہ قرآن میں عمر کے کلام سے کلام کیا گیا ہے، یہ حدیث خصائص عمر فاروق میں ہے، اور حضرت علی کا حضرت عمر کا یہ وصف بیان کرنا یہ قوی الامین ہیں، اور اُن کی شہادت کی حدیث اور حضرات حسن وحسین علیہما السلام کا اُن کے خوف کے ذکر میں اُن کا عدل واحسان بیان کرنا۔

نیز پیش ازیں شیخین کے باب میں اُن کے بہتر ہونے اور جنت کے اُدھیڑ عمر والوں کے سردار ہونے کی حدیث بیان ہوئی اور وُہ احادیث جن میں اُن سے محبت کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور اُن کا گالی دینے سے ڈرایا گیا

ہے اللہ تعالےٰ اُن سے راضی ہو، بیان ہُوچکی ہیں اور آئندہ اُن کی وفات کی فصل میں حضرت علی کے نزدیک اُن کی تعریف کا بیان آئےگا اور اِس سے قبل شیخین کے باب میں بھی اور چاروں خلفاء کے باب میں بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایات اُن کی فضیلت اور اُن کی خلافت کے بارے میں بیان ہُوئیں اور ایسے ہی اصحاب ثلاثہ کے بارے میں بیان ہُوا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کہ جب صالحین کا تذکرہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذکر میں تعجیل کرو۔

حضرت عمرؓ راشد خلیفہ تھے

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اہل نجران کو فرمایا عمر راشد خلیفہ تھے اور اُنہوں نے ہرگز دُوسری چیز نہیں بنائی۔

شعبیؒ ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ میں داخل ہُوئے تو آپ نے فرمایا! عقدہ کشائی میں حضرت عمر سے زیادہ سخت کوئی نہ تھا۔

حضرت علی نے حضرت عمر کی مخالفت نہیں کی

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے! میں نہیں جانتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مخالفت کی ہو، اور نہ ہی میں نے اِس کے علاوہ کوئی چیز اُس وقت دیکھی جب آپ کوفہ میں تشریف لائے تھے۔

حضرت زیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیرت میں حضرت عمرؓ سے مشابہت رکھتے تھے۔

حضرت علی حضرت عمرؓ کی چادر پہنتے تھے

ابن اسحاق نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک جلیس سے روایت بیان کی کہ میں حضرت علیؓ کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ آپ زور زور سے رونے لگے، میں عرض کی اے امیرالمومنین آپ کیوں روتے ہیں؟

آپ نے فرمایا! میرے دوستؐ عمرؓ کا ذکر ہُوا اور اُن کی یہ چادر میں نے اوڑھ رکھی ہے۔

ابی السفر سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جو چادر پہن رکھی تھی اُس کا مرثیہ کہا، کسی نے کہا آپ اکثر اِس چادر کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ نے پہنی ہُوئی ہے؟ آپؐ نے اُسے فرمایا! یہ چادر میرے خلیل اور میرے صفی عمر بن خطابؓ کی ہے،

اِن روایات کی تخریج ابن السمان نے الموافقات میں کی ہے اور آخری روایت کی تخریج کرتے ہُوئے ابوالقاسم حریری نے یہ زیادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مزید فرمایا کہ عمر اللہ کیلئے نصیحت کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نصیحت کی پھر آپ رونے لگے۔

حضرت عمرؓ پر فضیلت دینے والے کی سزا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے مجھے عمرؓ پر فضیلت دینے والا کوئی نہیں پہنچا مگر میں نے اُس پر مفتری کی حد قائم کرکے کوڑے لگائے۔

اِس روایت کی تخریج سعدان بن نصر نے کی اور پیش ازیں بہت سے طرق سے حضرت علی کا یہ فرمان حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں اُن دونوں کے باب میں بیان ہُوا۔

دسویں فصل

حضرت عمرؓ کی خلافت اور اُسکے متعلّقات کے بیان میں

یہ وُہ ذکر ہے جو اُن کی خلافت پر دلالت کو متضمن ہے اور اِس بیان میں وُہ احادیث جو جمع کی گئی ہیں جن کی مثل خلفاء اربعہ، خلفاء ثلاثہ اور حضرات شیخین کرام کے باب میں بیان کی گئی ہیں۔

یہودیوں کی کتاب میں حضرت عمرؓ کا حُلیہ

صالح بن کیسان سے روایت ہے کہ مجھے یہودیوں کی یہ بات پہنچی ہے کہ اُنہوں نے کہا ہم نے انبیاء کرام کی جو باتیں پڑھی ہیں اُن میں پایا ہے کہ حجاز کے یہودیوں کو جلاوطن کرنے والے کا جو حلیہ ہے وُہ عمرؓ کا حُلیہ ہے پس وُہ اُنہیں جلاوطن کرے گا۔

اِس روایت کی تخریج زُہری نے کی

عیسائیوں کی کتاب میں حضرت عمرؓ کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایام جاہلیت میں اپنے قریشی ساتھیوں کے ہمراہ بغرضِ تجارت شام آیا، جب ہم اشیاءِ ضروریہ حاصل کرکے دمشق سے مکہ معظمہ کو روانہ ہُوئے تو مجھے یاد آیا کہ میں فلاں چیز لینا بھول گیا ہُوں چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں تمہیں آملوں گا،

پس واللہ میں دمشق کے ایک بازار کے راستے پر چل رہا تھا کہ کسی نے میری گردن دبوچی اور مجھے ایک معبد میں لے گیا وہاں پر اُدھر نیچے مٹی کے تودے تھے اُس نے مجھے کُسّی، کلہاڑی اور تھیلا دیتے ہُوئے کہا کہ یہ مٹی اِس تھیلے میں ڈال، میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ یہ کام کیسے سرانجام دے سکوں گا، وُہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور کہا کیا تو نہیں دیکھا کہ تُونے کچھ بھی نہیں کیا پھر اُس نے میری گدی پر ایک گھونسہ مارا تو میں نے کہا! اے عمرؓ تیری ماں تجھے رُوئے تجھے وُہ امر پہنچا ہے جو تُونے نہ دیکھا تھا، اِس کے ساتھ ہی میں نے کسّی اُٹھائی اور اُس کے سر پر دے ماری جس سے اُس کا دماغ پھٹ گیا اور بھیجا بکھر گیا، میں نے اُسے مٹی کے نیچے دبایا اور جدھر منہ اُٹھا نکل کھڑا ہُوا، میں نہیں جانتا تھا کہ راستہ کدھر ہے بس چلتا رہا یہاں تک کہ دن کا باقی حصہ اور پُوری رات سفر میں گذار دی صبح ہوئی تو ایک کلیسا کے پاس پہنچا اور اُس کے سائے میں بیٹھ گیا، اسی اثناء میں کلیسا کے اندر سے ایک شخص آیا اور اُس نے کہا اے اللہ کے بندے یہاں کیوں بیٹھا ہے؟

میں نے کہا! میں اپنے ساتھیوں کو گم کر بیٹھا ہُوں۔

اُس نے کہا! تو کس راستے پر چل رہا ہے اور ڈری ڈری نگاہوں سے کیوں دیکھ رہا ہے، اندر آکر کھاپی، آرام کر اور سو لے، میں اُسکے ساتھ اندر گیا تو وُہ خورد و نوش کا سامان لے آیا، پھر اُس نے نظر اُوپر اُٹھا کر نیچے کی اور کہا! اے شخص رُوئے زمین کے اہلِ کتاب میں سے اِس وقت مجھ سے زیادہ کتاب کا علم کوئی نہیں جانتا، میں آپ میں یہ صفت پاتا ہُوں کہ آپ ہمیں اِس گرجا سے نکال دیں گے اور اِس شہر پر بزورِ غلبہ حاصل کریں گے۔

میں نے اُسے کہا!

اُس نے کہا! آپ مجھے ایک تحریر دے دیں جس میں آپ پر کوئی چیز نہ ہوگی اگر آپ ہمارے حاکم ہوگئے تو جو چاہیں کریں گے اور اگر کوئی دوسرا ہوگا تو آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔

میں نے کہا! ہاں اِس میں کچھ حرج نہیں پس اُسے عہد نامہ لکھ دیا تو اُس پر اُس نے مُہر لگادی، بعد ازاں اُس نے زادِ راہ لاکر مجھے دیا اور ایک اُونٹ کا بچہ دے کر کہا کیا کچھ سُنا؟

اُس نے کہا آپ اِس پر سوار ہو کر نکلیں کلیسا والوں کو اِس کا کچھ فائدہ نہیں سوائے اِسے چارہ اور پانی دینے کے یہاں تک کہ آپ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچیں تو اسکے منہ پر پیچھے سے ضرب لگانا اِس لئے کہ یہ قوم کو اور اہلِ دیر کو سوائے چارہ کھانے اور پانی پینے کے کچھ فائدہ نہیں دیتا، میں نے اپنا سفر شروع کیا تو اپنے ساتھیوں کو حجاز کی طرف جاتے ہوئے دیکھا تو اُس کے چہرے پر ضرب لگائی اور اُن سے جا ملا۔

راوی نے کہا کہ جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانے میں شام تشریف لائے تو اُس راہب کو ملے جو دیر العدس میں رہتا تھا، حضرت عمرؓ نے اُسے پہچان لیا کہ یہ وہی ہے جس کے پاس اُنکی تحریر تھی اُس نے کہا میرا وعدہ پُورا کریں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا! اِس میں عمرؓ کوئی چیز نہیں مگر مُسلمانوں کے لئے پھر حضرت عمرؓ نے ہمارے سامنے اُسکی گفتگو دہرائی پھر راہب کو فرمایا! اگر تم مُسلمانوں کی ضیافت کرو اور اُنہیں راستہ دکھاؤ اور مریض کا علاج کرو تو ہم یہ کر دیں گے

اُس نے کہا ہاں اے امیر المومنین ہم ایسا کریں گے، پس حضرت عمرؓ نے اُس کی شرط پُوری کر دی، " اِس روایت کی تخریج فضائلِ عمرؓ میں بیان کی گئی۔

خلافت ابُوبکر و عُمر نگاہِ علی میں

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا! اے لوگو! یہ امرِ خلافت اپنے آخر پر اِس لئے درُست ہے کہ اپنے اول میں درُست تھا، اور اِس کے بوجھ کو اُٹھانے والا تم میں مقدرت میں افضل اپنی ذات کے لئے تم میں زیادہ مالک، سختی کے حال میں تم میں زیادہ سخت اور نرمی کے حال میں تم میں زیادہ نرم تھا اُمورِ خلافت پر آیا تو اُس نے اِس کی کسی چیز سے تجاوز نہیں کیا وُہ معتدل تھا نہ اُس نے اِس میں زیادتی کی اور نہ کمی بلکہ میانہ روی اور اعتدال کو قائم رکھا اور وُہ عُمر بن خطاب ہے۔

اور آپ نے ایک اور طویل خُطبہ میں فرمایا! اللہ تبارک و تعالےٰ نے امرِ خلافت کو مُسلمانوں میں عُمرؓ کی طرف لوٹایا تو اُن میں سے وُہ جو راضی ہُوا اور وُہ جو ناراض ہُوا، تو میں اُس سے راضی تھا، خدا کی قسم وُہ اِس دنیا سے اُس وقت علیحدہ نہیں ہُوا جب تک اُس سے ناراضگی رکھنے والا راضی نہیں ہو گیا، پس اللہ عزّوجلّ نے اُسکے اسلام کے ساتھ اِسلام کو عزت عطا فرمائی اور دین کے لئے اُس کی ہجرت کو قائم فرمایا، اُس کی زبان پر حق جاری فرمایا یہاں تک کہ گمان ہونے لگا کہ اُس کی زبان پر فرشتہ کلام کرتا ہے، اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے دلوں میں اُسکی محبت جاگزین فرمائی اور منافقوں کے دلوں میں اُس کا خوف طاری کیا، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کی تشبیہ جبرئیل کے ساتھ دی۔

پیشِ ازیں حضرت ابُوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باب میں تمام مفہوم اور اِسکے بعض الفاظ بیان ہوگئے۔

چار اہلِ فراست

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ لوگوں میں چار اہلِ فراست ہیں جن میں دو عورتیں اور مرد ہیں۔

پہلی خاتون، حضرت صفیرا بنت حضرت شعیب علیہ السلام ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غور سے دیکھا تو اپنے والد سے کہا!

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ [1]

اے باپ انہیں نوکر رکھ لیں البتہ بہتر نوکر جسے آپ رکھنا چاہیں وُہ ہے جو طاقتور امانت دار ہو۔

پہلا شخص، مصر کا بادشاہ عزیز تھا جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو غور سے دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا!

أَكْرِمِي مَثْوَاهُ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا [2]

انہیں اکرام سے رکھنا شائد ہمارے کام آئیں ہم اپنا بیٹا لیں"

دوسری خاتون، اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں جنہوں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس میں نبوت کو پہچان کر اپنے چچا سے کہا!

میری رُوح نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رُوحِ اقدس

---

[1] القصص آیت ۲۶ [2] یوسف آیت ۲۱

کو سونگھا یقیناً آپ اس اُمت کے نبی ہیں پس میں ان سے شادی کر دوں گی "

دُوسرے شخص، حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے احتضار کے وقت فرمایا! میں نے غور کرنے کے بعد اندازہ لگایا ہے کہ میرے بعد امرِ خلافت عمرؓ بن خطاب میں مقرر ہو گا "

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں نے اُنہیں کہا اگر آپ یہ امر عمرؓ میں مقرر کرتے ہیں تو میں خوش ہُوں۔

حضرت ابُو بکر نے فرمایا! مجھے خوشی ہُوئی خدا کی قسم میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو آپ کے بارے میں سنا ہے اُس میں آپکے لئے خوشخبری ہے،

میں نے کہا! آپ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا سُنا ہے؟

حضرت ابُو بکر نے کہا! آپ نے فرمایا! کہ پلصراط سے وُہی گذر سکے گا جسے علیؓ پاسپورٹ دیں گے،

میں نے کہا! کیا آپ اُس بات سے خوش نہیں ہونگے جو میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے اور عمر بن خطاب کے حق میں سُنی ہے "؟

حضرت ابُو بکر نے کہا! ہاں کیوں نہیں،

میں نے کہا! میں نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہُوئے سُنا، یہ دونوں جنت کے اُدھیڑ عمر والوں کے سردار ہیں،

حضرت علی خلافتِ عمرؓ چاہتے تھے

روایت ہے کہ جب حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر خلافت کا بوجھ ڈالنا چاہا تو آپ نے فرمایا! اے لوگو! مجھ سے وعدہ کرو کہ میں تم میں سے کسی کو امرِ خلافت سونپ دُوں،

لوگوں نے کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہم خوش ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اگر وُہ شخص عمرؓ نہ ہوئے تو میں خوش نہیں ہُوں گا،

حضرت ابُو بکر نے کہا! وُہ عمرؓ ہی ہے،

حضرت عمرؓ کی بیعت اور اُسکے متعلقات

ابو عمرو وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی بیعت اُس رات کی صبح کو ہُوئی تھی جس رات حضرت ابُو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحلت فرمائی تھی، اور اس سے قبل بیان ہُوا کہ آپ ۱۳ سنہ ہجری میں خلیفہ بنے تھے،

دورِ خلافت کی پہلی گفتگو

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھ کر پہلی بات یہ کی تھی!

الٰہی میں سخت ہُوں مجھے نرمی عطا فرما، میں کمزور ہُوں مجھے قوت عطا فرما، میں بخیل ہُوں مجھے سخی بنا،

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی

پہلا خُطبہ خلافت

۱ حضرت حسن سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کا پہلا خُطبہ ارشاد کرتے ہُوئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے کے

بعد فرمایا! اما بعد بیشک میں آپ کے ساتھ اور آپ میرے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے ہیں اور میں اپنے ساتھی کے بعد تم میں خلیفہ ہُوں۔

۳ پس جو ہمارے ساتھ موجود تھا ہم نے اُسے اپنی جانوں سے خریدا اور جب کبھی ہم سے غایب ہوا ہم اہل قوت و امانت اُسکے ولی ہوئے پس جو نیکی کرتا ہے اُسکے لئے اُسکا نیک اجر ہے اور جو بُرائی کرتا ہے اُس کیلئے عقوبت ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اور آپکی مغفرت فرمائے۔

۲ شعبی سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو منبر پر چڑھ کر فرمایا! اللہ جانتا ہے کہ میں حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نشست گاہ پر بیٹھنے کے اہل نہیں ہُوں، پھر آپ نے ایک زینہ نیچے اُتر کر فرمایا! قرآن مجید پڑھو اُس کے ساتھ پہچانو، اس پر عمل کرو اُس کے اہل کے ساتھ ہوگے، وزن کئے جانے سے قبل اپنے نفسوں کا وزن کرو، جس دِن اللہ تعالےٰ کی طرف پھیرے جاؤ گے اُس بڑے پھیر جانے والے دن کو زینت دو، خافیہ آپ سے پوشیدہ نہیں، جو شخص حق دار کا حق نہیں دیتا اُس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی معصیت میں شمار ہوگی۔

میں اللہ تعالےٰ کے مال سے اُسی طرح لُوں گا جس طرح یتیم کا ولی لیتا ہے، اگر میں غنی ہوا تو اُسے چھوڑ دُوں گا اور اگر مُحتاج ہُوا تو معروف اور جائز کھاؤں گا، • خرجہ، الفضائلی •

حضرت عُمرؓ کی تنخواہ

شریح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنخواہ ایک سو درہم ماہانہ تھی جبکہ پیش ازیں فلعی کی حدیث میں اس سے زیادہ بیان کی گئی ہے، اور وُہ تمام جو اُن کی خلافت کے بعد اُن کی صفات کے بارے پہلے بیان ہوا جیسا

کہ لوگوں پر اُن کا دبدبہ اور اُن کے ساتھ سفر و حضر میں تواضع اور اُن کے لئے عدل و انصاف سے کام لینا ہے یہاں پر پہلے بیان کردہ بعض کلام کی اتباع کی جائے گی کیونکہ یہ اُس سے بڑا مقام ہے،

خلافت اِس کو کہتے ہیں

۱ ابن اہتم سے روایت ہے کہ حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلیفہ ہُوئے تو اُنہوں نے اپنی آستینیں اُوپر چڑھالیں اور تہہ بند پنڈلیوں سے اُونچا کر لیا،

پھر جب اُن کی رحلت کا وقت آیا تو اُنہیں جو مُسلمانوں کے مالِ غنیمت سے ملا تھا اُس کے ساتھ اپنے کسی بیٹے کی کفالت کرنے پر خوش نہ تھے یہاں تک کہ اُس کا چوتھا حصہ فروخت کر کے رقم بیت المال میں داخل کر دی۔

۲ روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر میں جانتا کہ اس امرِ خلافت پر کوئی شخص مُجھ سے زیادہ طاقتور ہے تو البتہ وُہ مقدم ہوتا پس مجھے اِس کی طرف آنے سے زیادہ پسند تھا کہ میری گردن اُتار دی جاتی۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربان کا نام یرفا اور کاتبوں کے نام عبداللہ بن ارقم اور یزید بن ثابت تھے۔

اِس کا ذکر الخجندی نے کیا، آپ نے اپنی ذاتی مُہر کا نقش یہ کھُدوایا تھا کفیٰ بالموت واعظا یا عُمر، یعنی اے عمر موت کے ساتھ نصیحت کافی ہے،

مگر وُہ خاتم جس سے آپ مُہر لگاتے تھے تو وُہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی مبارک تھی جو پہلے حضرت ابُوبکرؓ کے ہاتھ میں اور پھر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی، پھر یہ انگوٹھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

ہاتھ میں آئی تو اُن سے بڑا ریس میں گر پڑی اور اُس پر "محمد رسُول اللہ" کندہ تھا اور اِس کا بیان پیش ازیں حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے باب میں ہُوا،

گیارہویں فصل

حضرت عمُر فاروق کے مقتل اور اس کے متعلقات کے بیان میں

شہرِ رسُول میں شہادت کی دُعا

۱ حضرت سعید بن مسیبؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب منا سے وادی بطحاء کے تودوں کی طرف آئے تو اُس مٹی کے ساتھ اپنی چادر کا گوشہ مل کر چادر کی جھولی بنائی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا!

الٰہی! میں بُوڑھا ہو گیا ہُوں، میرے قوی کمزور پڑ گئے ہیں، میری رعیت منتشر ہو رہی ہے مجھے بیمار اور حد سے تجاوز کرنے سے پہلے اپنی طرف قبض کر لے، پس ذوالحجہ کا مہینہ نہیں گذرا تھا کہ

اِس روایت کی تخریج ابن ضحاک اور فضائلی نے کی

۲ حضرت حفص اور آپ کے غلام اسلم دونوں نے روایت بیان کی کہ حضرت عمرؓ نے دعا کی! الٰہی! مجھے اپنے رستے میں شہادت اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت نصیب فرما،

ایک روایت میں ہے کہ اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا

نے فرمایا!

اس روایت کی تخریج بخاری نے بخاری میں اور ابوزرعہ نے کتاب العلل میں کی،

واقعاتِ شہادت کیسے ہُوئے

حضرت عمُر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور اُن کے قاتل کا بیان۔

اُن کے ساتھ کون قتل اور زخمی ہُوا،

اُن پر لوگوں کی ثنا،

اُن کی اپنے بیٹے عبداللہ کو قرض ادا کرنے کی وصیت کرنا،

حضرت عائشہ صدیقہ سے اُن کے حُجرے میں اپنے ساتھی حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ دفن کیے جانے کے بارے میں پُوچھنا اور اُن کا اِس کی اجازت دینا،

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا اُن پر رونا،

اُن کا اپنے بعد خلیفہ کی وصیت کرنا۔

حضرت عمُرؓ کی امامت نماز

حضرت عمر بن میمون سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نماز پڑھاتے تو سوائے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے میرے اور اُن کے درمیان کوئی شخص حائل نہ ہوتا نمازی کھڑے ہو جاتے تو حضرت عمُر رضی اللہ تعالےٰ عنہ دو صفوں کے درمیان سے گذرنے اور اُنہیں سیدھی

فرماتے اور جب اُن میں کوئی خلل باقی نہ دیکھتے تو تکبیر کہتے "

بسا اوقات آپ سورہ یوسف اور سورہ نحل اور ایسے ہی کوئی سورت ملا کر پہلی رکعت میں تلاوت کرتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے یعنی لوگوں کو نماز کی جماعت میں شرکت کا موقع مل جاتا "

حضرت عمر بن میمون کہتے ہیں کہ جب اُنھوں نے تکبیر کہی تو میں نے اُنہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے قتل کر دیا ہے یا زخم لگاتے وقت مجھے کتے نے کھالیا ہے پس آپکے قاتل نے دونوں جانب تیزی سے خنجر چلانا شروع کر دیا اور اُسکے دائیں بائیں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں گذر سکا جسے اُس نے زخمی نہ کیا ہو یہاں تک کہ تیرہ افراد کو زخم آئے جن میں سے نو افراد اور ایک روایت کے مطابق سات افراد جاں بحق ہو گئے "

اسی اثناء میں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اُس پر کپڑا پھینک کر قابو میں کر لیا اُس نے جب دیکھا کہ اب میں نہیں بچ سکوں گا تو اُس نے اپنے گلے پر بھی خنجر چلا دیا اور حضرت عمرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ہاتھ کے ساتھ پہنچے تو اُن سے آگے ہو گئے ولیکن جو شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ملا ہوا تھا وُہ دیکھ رہا تھا اور جو لوگ مسجد میں آس پاس کھڑے تھے وُہ اِس امر کو نہیں جان پائے تھے سوائے اِسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی آواز اُن کی آوازوں میں گم ہو گئی اور وُہ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہہ رہے تھے"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے ساتھ نماز خفیفہ ادا کی جب وُہ لوگ واپس ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا! اے ابن عباس دیکھیں مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ حضرت ابن عباس نے ایک ساعت چکر لگانے کے بعد فرمایا! مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے! حضرت عمرؓ نے فرمایا! الصنع؟ حضرت ابن عباس

نے فرمایا! ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ اُسے قتل کرے اُس کے ساتھ مجھے اچھا امر پہنچا ہے، اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میں کسی اسلام کے دعویدار کے ہاتھوں سے قتل نہیں ہُوا۔ آپ اور آپ کے والد حضرت عباسؓ مدینہ منورہ میں بہت زیادہ مشقت اٹھانے والے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُن کے اکثر رقیق تھے پس فرمایا! اگر آپ چاہیں تو ہم اُسے قتل کر دیں،

حضرت عمرؓ نے فرمایا! بعد اس کے کہ تمہاری زبانوں کے ساتھ کلام کریں اور تمہارے قبلہ میں نماز پڑھیں اور تمہارے حج کا حج کریں، مجھے اٹھا کر میرے گھر لے چلو بس ہم اُن کے ساتھ نکلے اور لوگوں کو ایسی مصیبت اِس روز سے پہلے نہ پہنچی تھی، پس ایک کہتا تھا کہ کچھ حرج نہیں اور ایک کہتا تھا میں اِس سے ڈرتا ہُوں "

بعد ازاں نبیذ لائی گئی جسے آپ نے پیا تو آپ کے اندر نہ رہ سکی پھر آپ کو دُودھ پلایا گیا تو وُہ بھی باہر آگیا تو لوگوں نے جان لیا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو لوگوں نے آکر آپ کی تعریف کی اور ایک نوجوان شخص نے آکر کہا! اے امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت اور اسلام میں آکر جو آپ نے جانا ہے اس کی خوشخبری دی ہے، پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کو خلیفہ بن کر عدل کرنے اور شہادت نصیب ہونے پر بشارت دی ہے،

آپ نے فرمایا! مجھے یہ پسند تھا کہ یہ نہ مجھ پر ہوتا اور نہ میرے لئے ہوتا، جب آپ کا تہبند زمین پر گرنے لگا تو آپ نے فرمایا میرے پاس میرے غلام کو بھیجو، پھر جب آپ کا غلام آیا تو آپ نے اُسے فرمایا! اے میرے بھائی کے بیٹے اپنے ہاتھ اُوپر اُٹھا تو بیشک وُہ تیرے کپڑے

اور اپنے رب کیلئے ڈر،

پھر آپ نے اپنے بیٹے کو فرمایا! اے عبداللہ بن عمرؓ! میرے ذمے جو قرض ہے اُس پر غور کر۔

پس تو اُس کا حساب لگائے گا تو وہ چھیاسی ہزار یا اس کے لگ بھگ ہو گا اسے اولادِ عمرؓ کے اموال سے ادا کر دینا اگر پورا نہ ہو تو بنی عدی بن کعب اور اور اُن کے بعد قریش کے اموال سے مانگ کر پورا کر دینا اور ان کے علاوہ ساتھ کی طرف وعدہ نہ کرنا۔

علاوہ ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر کو مزید فرمایا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج کے دن مومنوں کا امیر نہیں ہوں،،

ہاں تو اُنہیں کہنا کہ عمر بن خطاب نے اپنے ساتھی کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی ہے، پس اُنہوں نے اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے باپ کا پیغام عرض کر دیا جب دوبارہ اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے تو اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کو روتے ہوئے پایا ابن عمرؓ نے عرض کی عمر بن خطاب اپنے ساتھی کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں۔

اُم المومنین نے فرمایا

حضرت عبداللہ جب حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو اُن کی آمد کا پتہ چلتے ہی حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ پھر آپ نے ایک شخص کا سہارا لیکر فرمایا! تیرے سامنے کیا صورت حال ہے؟

اُس نے کہا! اے امیر المومنین آپ کی محبوب چیز کی اجازت مل گئی ہے۔

حضرت عمرؓ کی وصیتیں

حضرت عمرؓ نے کہا! الحمد للہ! میرے نزدیک اس لیٹنے سے زیادہ اہم کوئی چیز نہیں ہے پس جب میری رُوح قبض ہو چکے تو مجھے اُٹھا کر اُم المومنین کے پاس لے جانا اگر وہ لوٹا دیں تو مجھے مسلمانوں کی قبروں کی طرف لے جانا۔

اسی دوران میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر پردہ دار خواتین تشریف لے آئیں، جب ہم نے اُنہیں دیکھا تو اُٹھ کر کھڑے ہو گئے چنانچہ حضرت حفصہ گھر میں داخل ہو گئیں اور اُن پر رونا شروع کر دیا۔

جب اجازت لیکر اندر داخل ہوئے تو ہم نے اندر سے حضرت حفصہؓ کے رونے کی آواز سُنی، بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا! میں تمہیں اپنے بعد ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی وصیت کرتا ہوں جو اللہ تعالے سے ڈرنے والا ہو اور اُس خلیفہ کو انصار کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیئے اور اُن سے پہلے ایمان لائے چنانچہ اُن کی اچھائیوں کو قبول کیا جائے اور اُنکی برائیوں سے درگذر کی جائے۔

اور میں اُس خلیفہ کو اہلِ امصار کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اسلام کی ردا ہیں۔

جبات المال اور غیظ العدو ہیں، اُن سے وُہی لینا جو اُن کے پاس زیادہ ہو اور وہ اپنی مرضی سے دے دیں۔

اور میں اُسے عربوں سے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ عرب کی اصل اور مادۃ الاسلام ہیں اگر اُن کے اموال کے حواشی سے لو تو اُنکے محتاجوں

کو واپس کر دو۔

اور میں اُسے اللہ تعالےٰ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ آنے والوں یعنی غیر مسلم ذمیوں کے بارے میں وصیت کرتا ہُوں کہ اگر وُہ اپنا عہد پُورا کریں اور اپنے پیچھے سے جنگ کریں تو اُنہیں اُنکی طاقت کے مطابق تکلیف دی جائے۔

کہا کہ جب حضرت عُمرؓ کا انتقال ہوگیا تو ہم نکلے اور حضرت عبداللہ بن عُمرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور عُمر بن خطاب کی تدفین کی اجازت طلب کی، اُنہوں نے فرمایا! اندر لے آئیں اُنہیں حُجرے کے اندر لایا گیا اور اُنکے ساتھی کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

"اخرجہ! بخاری وابو حاتم "

حضرت عروہ بن زبیر کی حدیث سے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیغام بھیجا کہ مجھے اپنے ساتھی کے ساتھ دفن کئے جانے کی اجازت عطا فرمائیں، آپ نے فرمایا! ای واللہ یعنی کہا کہ جب ایک صحابی کو آپ کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم نہیں اُن کیلئے کبھی نہیں " "اخرجہ، بخاری،

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ ابو لو لوۃ ازرق عیسائی تھا، اِس روایت کی تخریج ابُو عمر نے کی اور کہا کہ وُہ مجُوسی تھا اِس کا ذکر قلعی وغیرہ نے کیا۔

قتل کی وجہ کیا تھی

حضرت ابو رافع سے روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابو لؤلؤہ چکیاں بنایا کرتا تھا اور مغیرہ کو روزانہ چار درہم ٹیکس ادا کرتا تھا، اُس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اے امیر المومنین! مغیرہ نے مجھ پر ٹیکس کا بوجھ ڈال رکھا ہے آپ مجھے اُس میں تخفیف کر وا دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسے فرمایا! خُدا سے ڈر اور اپنے آقا سے احسان کر۔

غلام یہ سُن کر ناراض ہو گیا اور اُس نے کہا آپ کا انصاف میرے سوا تمام لوگوں پر وسیع ہے پھر اُس نے آپ کو قتل کرنے کا دل میں ارادہ کر لیا، بعد ازاں اُس نے خنجر تیز کیا اور زہر میں ڈبو کر ہرمزان کے پاس آیا اور اُس سے پُوچھا تیرے خیال میں یہ خنجر کیسا ہے؟

ہرمزان نے کہا! میرے خیال میں یہ ایسا ہے کہ جسے بھی چھُو جائے گا اُسے مارے بغیر نہیں چھوڑے گا، چنانچہ جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صُبح کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو ابُو لؤلؤ اُنکے پیچھے کھڑا ہو گیا، حضرت عُمرؓ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو فرماتے تھے تم اپنی صفیں سیدھی کر لو اُس روز بھی آپ نے ایسا ہی کہا، پھر آپ نے تکبیر کہی تو ابو لؤلؤۃ نے آپکے کندھے میں اور پہلو میں پے در پے خنجر مارا اور پھر اُس سے مزید تیرہ افراد کو زخمی کیا جن میں سے سات افراد ہلاک ہو گئے لوگ حضرت عُمر کو اُٹھا کر اُن کے گھر لے گئے یہاں تک کہ سُورج طلوع ہو گیا تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو آواز دی اے لوگو!

نماز نماز، لوگوں نے یہ آواز سُنی تو گھبرا کر نماز کی طرف واپس آگئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آگے کھڑے ہو کر اُنہیں قرآن مجید کی مختصر سُورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی،

نماز سے فارغ ہو کر لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے حضرت عمرؓ نے زخم کا اندازہ کرتے کیلئے نبیذ منگوا کر پی تو وُہ آپکے پیٹ سے نکل گئی جب نبیذ کا یہ حال ہُوا تو آپ نے دُودھ منگوا کر نوش فرمایا تو دُودھ بھی زخم کے راستے باہر آگیا،،

لوگوں نے کہا اے امیر المومنین آپ پر حرج نہیں، آپ نے فرمایا! اگر قتل ثابت ہو جائے تو قاتل کو بعد ازاں لوگ آپکی تعریف کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا! اے امیر المومنین اللہ تبارک وتعالےٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے پھر وہ لوٹ گئے تو دُوسرے گروہ نے آکر آپ کی تعریف کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا! مجھے آپ لوگوں کی اِن باتوں سے زیادہ محبوب یہ امر ہے کہ میں اِس سے کفاف نکل جاؤں اور یہ امر نہ مجھ پر اور نہ میرے لئے ہے اور اگر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کی بات ہے تو اُس میں میری سلامتی ہے "

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما جو کہ آپ کے سرہانے بیٹھے قرآن پڑھ رہے تھے اور آپ کے خاندان میں اِس طرح گھُلے ملے ہوئے تھے جیسے اُنہی کے خاندان کا ایک فرد ہوں اُنہوں نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا! نہیں! خدا کی قسم آپ اِس سے کفاف نہیں نکلیں گے! بیشک رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت ہے، پس آپؐ کی صحبت اور آپؐ اپنے ساتھی کے ساتھ بھلائی کیساتھ راضی تھے اور وُہ اُس کیلئے تھا اور وُہ اُس کیلئے تھا اور وُہ اُس کیلئے تھا، یہاں تک کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا اور وُہ آپ سے راضی تھے پھر آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ کی صحبت اختیار کی تو آپ

نے اُن کا امر نافذ کیا اور آپ اُس کیلئے تھے اور آپ اُسکے لئے تھے، پھر اے امیر آپ خلیفہ ہوئے، پس اُسکی دوستی خیر کے ساتھ جو اُنکے دوست کا دوست ہو، آپ نے کیا تھا، پس حضرت عمرؓ حضرت ابن عباسؓ کی بات کی طرف متوجہ تھے چنانچہ اُنہوں نے حضرت ابن عباس سے کہا! اے ابن عباس مجھ پر اپنی گفتگو دہراؤ حضرت ابن عباس نے اپنی گفتگو دہرائی تو حضرت عمر نے کہا

خلافت کیلئے شوریٰ کا تقرّر

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے انتقالِ خلافت کیلئے شوریٰ کو مقرر فرمایا جو اِن افراد پر مشتمل تھی، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو اِنکا مشیر مقرر فرمایا اور وُہ اِن چھ مستحقین خلافت میں سے نہ تھے اور حضرت صہیبؓ کو حکم فرمایا کہ وُہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے " اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی

قاتل کیسے آیا تھا

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ مشرک کو مدینہ منورہ میں داخلے کی اجازت نہ دیتے تھے یہاں تک کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کُوفہ سے آپکو خط لکھا اور اپنے غلام صنع کیلئے یہ بتا کر اجازت حاصل کی کہ وُہ بہت سارے کام جانتا ہے اور یہ کہ وُہ لوہار بھی ہے نقاش بھی ہے اور لکڑی کا کام بھی جانتا ہے اِس سے لوگوں کو فائدہ حاصل ہوگا حضرت عمرؓ نے اُسے اجازت دے دی تو مغیرہ نے اُس سے ایک سو درہم

ماہانہ لینے کا معاہدہ کر کے اُسے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ پس اُس غلام نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت پیش کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو اُنہوں نے کہا! اے امیر المومنین آپ کو بشارت ہو کہ جب لوگوں نے کفر کیا تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے اور جب لوگ آپ کو رسوا کرتے تھے آپ نے آپؐ کے ساتھ جنگوں میں شرکت فرمائی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پاک ہوا تو حضورؐ آپ سے راضی تھے اور آپ کی خلافت میں دو اشخاص نے بھی اختلاف نہیں کیا اور آپ شہید مقتول ہوئے ہیں۔

شہادت قبل نماز

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کے آگے کھڑے ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے طبیب نے جب دیکھا کہ آپ کا پیا ہوا شُرب زخموں کے راستے باہر نکل آیا ہے تو اُس نے آپ کو وصیت کرنے کے بارے میں کہا، حضرت عمرؓ نے اہلِ شوریٰ کا ذکر کیا اور حضرت علی کی طرف اشارا کر کے اپنی خلافت کو مخصوص کرنے سے اُس وقت عُذر خواہی کی جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں فرمایا کہ آپ کو اپنا خلیفہ بنانے سے کون سا امر مانع ہے۔

حضرت عمر بن میمون سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زخمی ہونے کے دن مسجد میں موجود تھا مگر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دبدبہ اور رعب کی وجہ سے پہلی صف میں کھڑا نہیں ہوتا تھا کیونکہ آپ

ایک مہیب شخص تھے، اور میں پہلی صف سے ملی ہوئی صف میں تھا، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے تو مغیرہ کے غلام ابو لؤلؤہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور اِس سے قبل کہ آپ صفوں کو درست کرواتے اُس نے آپ پر خنجر سے پے در پے تین زخم لگائے، میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہ فرماتے سُنا کہ! مجھے ایک ایسے کُتے نے قتل کر دیا ہے جو تمہارے علاوہ ہے یعنی وُہ شخص مُسلمانوں سے نہیں لوگ مضطرب ہو کر تیزی سے آپ کی طرف لپکے تو ابو لؤلؤہ نے مزید تیرہ اشخاص کو زخمی کر دیا۔

ابو لؤلؤہ کے عقب سے ایک شخص نے اُسے اپنی گرفت میں لینا چاہا تو وُہ اُسکے ہاتھوں سے نکل گیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُٹھایا گیا تو لوگ بے ترتیبی سے ایک دُوسرے میں مدغم تھے اسی اثناء میں کسی نے آواز دی! اللہ کے بندو نماز پڑھو لو سُورج طلوع ہو گیا۔

لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے کیا تو اُنہوں نے قرآن مجید کی دو مختصر سُورتیں، اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَر، اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہ تلاوت کیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر لے جایا گیا تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا اے عبداللہ باہر نکل کر لوگوں کو آواز دیں یہ تم سے ہے؟

پس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما مجمع سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا تم سے ہے؟

لوگوں نے کہا! معاذ اللہ! خدا کی قسم ہم نہیں جانتے اور نہ ہمیں اِس پر اطلاع ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا! طبیب کو میرے پاس بلاؤ لوگوں نے طبیب کو بُلایا تو اُس نے حضرت عُمرؓ کی خدمت میں عرض کیا آپ کون سا مشروب پسند کرتے ہیں،

آپ نے فرمایا! نبیذ، پس آپ کو نبیذ پلائی گئی تو وُہ آپ کے ایک زخم سے بہر نکلی، لوگوں نے کہا یہ خُون ہے یہ پیپ ہے،

حضرت عُمرؓ نے فرمایا! مجھے دُودھ پلاؤ تو جب آپ کو دُودھ پلایا گیا تو وُہ بھی آپ کے زخم سے باہر آگیا،

طبیب نے آپ کی خدمت میں عرض کی میں نہیں دیکھتا کہ آپ چل پھر سکیں گے اس لیے جو کرنا چاہتے ہیں وُہ کرلیں،

پھر شوریٰ میں تمام خبر کا اور حضرت صہیبؓ کے لوگوں کو نماز پڑھانے کا ذکر کیا اور حضرت ابن عمر کی موجودگی میں فرمایا!

حضرت ابن عمرؓ نے عرض کی آپ کو تقدیم علیؓ سے کون سا امر مانع ہے ؟

حضرت عُمرؓ نے فرمایا! وہ اسے زندہ و مُردہ اُٹھانا پسند نہیں کریں گے ..

"خرجہ ، نسائی "

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کی خُوبی تھی وُہ اُنہیں حق پر کیسے اُٹھائیں گے اگرچہ اُنکی گردن پر تلوار ہو۔

محمد بن کعبؒ نے کہا! میں نے کہا کیا آپ اُس سے یہ جانتے ہیں اور اُس کا متولی نہیں بنایا؟ حضرت عُمرؓ نے کہا! اگر میں اُنہیں چھوڑ دوں تو بیشک مجھ سے بہتر نے اُنہیں چھوڑا تھا۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی ۔

شُکر ہے میرا قاتل مُسلمان نہیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار میں جا رہا تھا اور اُنہوں نے میرے ہاتھ پر سہارا لے رکھا تھا کہ مغیرہ کے غلام ابو لؤلؤہ سے ملاقات ہوگئی ۔

ابُو لؤلؤہ نے حضرت عُمرؓ کی خدمت میں عرض کی کیا آپ میرے آقا سے بات کریں گے وُہ مجھ سے میرا اخراج نہ لیا کرے ؟

حضرت عُمرؓ نے فرمایا! تیرا اخراج کیا ہے ؟

اُس نے کہا! ایک دنیار

حضرت عُمرؓ نے فرمایا! میرے خیال میں یہ زیادہ نہیں جب کہ تو ایک دستکار شخص ہے، پھر آپ نے فرمایا کیا تو مجھے چکی بنا دے گا ؟

اُس نے کہا! ہاں، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسندِ خلافت پہ مُتمکن ہُوئے تو ابو لؤلؤہ نے آپ سے کہا! میں نے آپ کے لیے چکی بنائی ہے جس کے ساتھ مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز پس جائے، حضرت عمرؓ فاروق فرماتے ہیں کہ اُس کی یہ بات میرے دل میں کھٹکی تھی ۔ پھر جب نماز فجر کی آواز آئی تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اذان کیلئے لوگوں کی طرف تشریف لائے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں مُصلّا پر تھا کہ اللہ کے دشمن ابُو لؤلؤہ نے خنجر کے وار کر کے حضرت عُمر فاروقؓ کو زخمی کر دیا ایک زخم آپ کو ناف کے نیچے آیا تھا جو آپ کی شہادت کا باعث بنا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چیخ کر فرمایا عبدالرحمٰن بن عوف کہاں ہیں ؟

انہوں نے کہا! میں یہاں ہوں پھر انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور دونوں رکعت میں سورہ قل ھو اللہ اور سورہ قل یا ایہا الکافرون کی تلاوت فرمائی ، اور لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اُٹھا کر ان کے گھر لے گئے گھر جا کر حضرت عمر نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو فرمایا، باہر نکل کر دیکھ مجھے کس نے قتل کیا ہے ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر نے باہر آکر لوگوں سے پوچھا امیر المومنین کو کس نے قتل کیا ہے؟

لوگوں نے کہا! انہیں مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابو لؤلؤہ نے قتل کیا ہے ،

حضرت ابن عمر نے واپس آکر حضرت عمر کو یہ خبر پہنچائی تو انہوں نے فرمایا! شکر ہے اُس ذات کا جس نے مجھے ایسے شخص کے ہاتھ سے قتل کروایا جو مجھ پر لا الٰہ الا اللہ کی حجت قائم نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھیں پھر شوریٰ کی حدیث بیان کی ۔

" اس روایت کی تخریج واقدی اور ابو عمرو نے کی ۔

غم فاروق اعظم

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہوئے تو آپ غمزدہ اور متألم رہنے لگے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی اے امیر المومنین آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت ہوئی اور اچھی صحبت نصیب ہوئی پھر جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے علیحدہ ہوئے آپ نے علیحدگی اختیار فرمائی تو آپ سے خوش تھے، پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کی

تو آپ کو ان کی اچھی صحبت میسر آئی پھر وہ علیحدہ ہوئے تو آپ سے راضی تھے پھر آپ نے صحابہ کی صحبت اختیار کی تو اچھی صحبت اختیار کی اور اگر وہ آپ سے علیحدہ ہو رہے ہیں تو آپ سے خوش ہیں،

حضرت عمر فاروق نے فرمایا، آپ نے جو میری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحبت کا ذکر فرمایا ہے تو یہ اللہ تبارک وتعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھ پر احسان کیا، اور یہ جو تم میری ناشکیبائی دیکھ رہے ہو تو یہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے وعدہ کی بنا پر ہے، خدا کی قسم اگر میرے لئے زمین سونا اُگلتی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب ارادہ سے قبل اُسے قربان کر دیتا۔

" اس روایت کی تخریج بخاری نے کی ۔

اہل شوریٰ کا تزکیہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا تو آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس تشریف لائیں اور کہا! ابا جان، لوگوں کا گمان ہے کہ یہ چھ افراد خوش نہیں ہیں،

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! مجھے سہارا دیں، جب انہیں سہارا دیا گیا تو آپ نے فرمایا! بس قریب نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کہیں گے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا! اے علی تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں داخل ہے یعنی قیامت کے دن داخل ہونے کی حیثیت سے قریب نہیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا، عثمان کی وفات کے

دن آسمان کے ملائکہ اُس پر نماز جنازہ پڑھیں گے ،

میں نے کہا! یا رسُول اللہ! بطور خاص عثمان یا عامتہ الناس ؟

آپ نے فرمایا! خاص طور پر عثمان ،

قریب نہیں اگر حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رات کے وقت جب آپ کا کجاوہ گر گیا تو یہ فرماتے سُنا!

جو میرا کجاوہ برابر کرے گا وُہ جنت میں جائے گا. پس حضرت طلحہ نے آگے بڑھ کر آپ کا کجاوہ درُست کیا یہاں تک کہ حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوار ہو کر فرمایا!

اَے طلحہؓ! یہ جبریل تجھ پر سلام پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن تیرے ساتھ ہونگے یہاں تک کہ تجھے اُس سے نجات مل جائے ۔

قریب نہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں کہیں، میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محو خواب دیکھا جبکہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے چہرے کی محافظت کر رہے تھے جب آپ بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا!

اے عبداللہ! ہمیشہ؟ حضرت عبداللہ نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہمیشہ حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ جبریل تجھے سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن تیرے ساتھ ہونگے اور جہنم کے شر کو تیرے چہرے سے دُور رکھیں گے ۔ عنقریب نہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں کہیں میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنگ بدر کے دن فرماتے سُنا، آپ نے

حضرت سعد کو چودہ مرتبہ تیر پکڑاتے ہوئے فرمایا! میرے ماں باپ تجھ پر قربان تیر چلا "

عنقریب نہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حق میں کہیں! میں نے حضور رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف میں دیکھا جبکہ حضرات حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے، تو آپ نے فرمایا! ہمارے لئے کون کھانے کی کوئی چیز لائے گا، پس حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

حضور رسالتآب نے فرمایا! تیرے دُنیاوی امور میں اللہ تعالیٰ کافی ہو، رہا امر آخرت تو اُس کیلئے ہم تیرے ضامن ہیں،

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالحسن بن بشران نے اور اربعین طوال میں ابوالقاسم دمشقی نے کی ہے ۔

خلیفہ مقرر کروں یا نہ کروں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرے ابا جان کو زخمی کیا گیا تو لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔

اُنہوں نے کہا! رغبت رکھنے والا اور ڈرنے والا ،

لوگوں نے کہا! ہم پر خلیفہ مقرر فرما دیں ،

اُنہوں نے کہا! کیا میں زندہ اور مردہ تمہارے امر کو اُٹھائے رکھوں ہیں تم سے اپنا حصہ "الکفاف" پسند کرتا ہوں امر خلافت نہ میرے لئے ہے نہ مجھ پر

ہے، لوگو میں کسی کو خلیفہ بناؤں گا تو مجھ سے بہتر شخص ابوبکر نے خلیفہ بنایا تھا اور
اگر میں آپ لوگوں پر چھوڑتا ہوں تو تم پر چھوڑنے والے مجھ سے بہتر تھے یعنی حضور
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت عبداللہ کہتے ہیں، جب انہوں نے حضور
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا تو میں نے جان لیا کہ یہ کسی کو خلیفہ مقرر
نہیں کریں گے۔

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم اور ابو معاویہ نے کی۔

خلیفہ بنانے کی دوسری روایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی! لوگ باتیں کرتے ہیں کہ آپ کسی
کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔

اگر آپ کے لئے اونٹوں یا بکریوں کا راعی ہوتا پھر اگر اپنی رعیت کو چھوڑ
دیتا آپ اس کا چھوڑنا یا دور ہٹانا دیکھتے، اور انسانوں کی رعیت اونٹوں اور
بکریوں کے چرانے سے زیادہ سخت ہے، جب آپ اللہ تعالیٰ عزوجل سے ملاقات
کریں گے تو آپ کیا کہیں گے کہ اسکے بندوں پر خلیفہ نہیں بنایا؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو اس سے کوفت ہوئی، پھر آپ نے دیر تک اپنا سر مبارک جھکانے کے بعد
سر اٹھا کر فرمایا! اللہ تبارک وتعالے دین کا حافظ ہے، میں ان دونوں صورتوں
میں سے کوئی سی صورت بھی اختیار کروں میرے لئے سنت موجود ہے، اگر میں
کسی کو خلیفہ نہیں بناتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں
بنایا تھا اور اگر میں کسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی نے خلیفہ

مقرر کیا تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سے جان لیا
کہ آپ کسی کو خلیفہ نہیں بنائیں گے۔

اس روایت کی تخریج ابن السمان نے اپنی کتاب الموافق میں کی ہے۔

جس نے دی تھی اسے لوٹا دوں

حضرت عبداللہ بن عمر ہی سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زخمی ہوئے تو میں نے ان کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین! اگر آپ اپنی
ذات کے ساتھ کوشش کر کے مسلمانوں پر کسی شخص کو امیر بنا دیتے؟ انہوں
نے فرمایا، مجھے بٹھا دو، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ جب
انہوں نے کہا کہ مجھے بٹھا دے تو میں نے تمنا کی کہ اگر میرے اور ان کے درمیان
پھر فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری
جان ہے کہ میں اسے اسی شخص کو واپس کر دوں جس نے پہلی مرتبہ میری طرف
لوٹائی تھی۔

اس روایت کو ابو زرعہ نے کتاب العلل میں نقل کیا۔

خواب شہادت، خلیفہ بنانے سے معذرت

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے یہ اخبار بھی آئے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو آپ، ان چھ کے چھ اہل شوریٰ سے
خوش تھے اور یہ ان چھ پر طعن کرنے والوں کی مذمت کرنا۔

اور شہروں کے امراء اور ان پر بنائے گئے حاکموں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالے

کا اُن کے لئے اِشتہار، اور اُن کا مہاجرین و انصار اور اہلِ عرب و اہلِ ذمہ کے لئے وصیت کرنا ہے۔

ایک خواب ایک حقیقت

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جمعۃ المبارک کے دن اپنے خطبہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں   اور میں نے اُسے وقتِ احتضار کے علاوہ نہیں دیکھا، اور لوگ مجھے اپنے بعد خلیفہ بنانے کا حکم دیتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نہ اپنے دین کو ضائع کرے گا اور نہ اپنی خلافت کو اور نہ ہی اُس چیز کو ضائع فرمائے گا جس کے ساتھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے پس اگر میرے ساتھ امرِ خلافت میں جلدی کی جائے گی تو وُہ اِن چھ حضرات کے درمیان رہے گی اور یہ وُہ لوگ ہیں جن پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔

اور میں جانتا ہوں کہ لوگ اِس امر میں مجھ پر طعن کریں گے، میں اپنے اِس ہاتھ کے ساتھ اسلام پر اُنہیں   پس اگر وہ لوگ ایسا کریں گے تو وُہ اللہ تعالیٰ کے گمراہ دشمن ہیں۔

پھر فرمایا! الٰہی! میں اُمراءِ انصار پر گواہی دیتا ہوں، پس اگر میں اُنہیں اُن پر اُٹھاتا ہوں تو وُہ عدل و انصاف کریں گے اور لوگوں کو اپنا دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ سکھائیں گے، اور اُن کے درمیان غنائم کو تقسیم کریں گے اور اُن کے امر میں درپیش اُن کی مشکلات کو دُور کریں گے۔

راوی نے کہا کہ یہ دُوسرے جمعۃ المبارک کی بات ہے یہاں تک کہ وُہ زخمی ہوئے تو فرمایا! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے مہاجرین و انصار کو بلاؤ پھر اہلِ مدینہ کو اور پھر اہلِ شام کو بلایا گیا پھر اہلِ عراق کو بلایا گیا پس ہم سب سے آخر داخل ہونے والے تھے۔

کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کیا گیا تو اُنہوں نے سیاہ چادر پہن رکھی تھی اور اُس پر خُون بہہ رہا تھا، پس ہم نے کہا ہمیں وصیت فرمائیں اور ہمارے علاوہ کسی دُوسرے نے اُن سے وصیت کا سوال نہیں کیا۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہیں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہُوں، اگر تم اُسکی اتباع کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔

اور تمہیں مہاجرین کے لئے وصیت کرتا ہُوں پس اگر لوگ زیادہ اور کم ہوں، اور تمہیں انصار کے حق میں وصیت کرتا ہُوں کہ یہ لوگ اُس کے لئے شعب الاسلام ہیں جو اس کی طرف آتا ہے، اور میں تمہیں عربوں کے بارے میں وصیت کرتا ہُوں کہ بیشک یہ تمہاری اصل اور تمہارا مادہ ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ بیشک وُہ تمہارے بھائی اور تمہارے دشمنوں کے دشمن ہیں اور میں تمہیں ذمیوں کے حق میں وصیت کرتا ہُوں کہ وُہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہیں اور تمہارے عیال کی روزی ہیں، مجھے چھوڑ کر کھڑے ہو جاؤ۔

اس روایت کی تخریج بخاری مُسلم نے کی، اور ایک روایت میں ہے کہ سُرخ   تھی۔

حضرت ابُوموسیٰ کا خواب

حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے پہلو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ موجود ہیں اور یہ وہ دن ہے جس روز مجھے حضرت عمرؓ نے بلا بھیجا تھا، میں نے کہا اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون ۔ خدا کی قسم امیر المومنین رحلت فرما گئے، پھر میں نے پیغام لانے والے کو کہا کیا یہ خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری طرف لکھا ہے!

حضرت کعب احبار کی پیشگوئی

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا اے امیر المومنین آپ تین دنوں تک رحلت فرما جائینگے چنانچہ جب تین دن پورے ہوئے تو ابو لؤلؤہ نے آپ کو زخمی کر دیا ۔ حضرت کعبؓ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ آپؓ کی عیادت کے لئے حاضری دی تو انہوں نے حضرت کعب کا قول دہراتے ہوئے فرمایا مجھے موت کا ڈر نہیں مگر میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں ۔

حضرت عینیہ کی پیشگوئی

روایت ہے کہ حضرت عینیہ بن حصن فزاری رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اپنی حفاظت کریں یا مدینہ منورہ سے عجم میں تشریف لے جائیں پھر جس جگہ ابو لولوہ نے آپ کو زخمی کیا تھا اس کی طرف انگلی اٹھا کر بتایا میں ڈرتا ہوں کہ اس شہر کے لوگوں میں سے کوئی شخص اس مقام پر آپ کو زخمی کر دے گا ۔

یہ آخری حج ہوگا

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جبل عرفات پر وقوف کئے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص کو کہتے سنا یا خلیفۃ اللہ، پس ایک بدّو نے کہا میرے پیچھے کون ہے یہ آواز کیسی ہے؟ اللہ تعالےٰ تیری حجت قطع کرے ۔

خدا کی قسم اس سال کے بعد امیر المومنین کبھی وقوف نہیں کریں گے

پس جب ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ رمی جمار کی تو ایک سنگریزہ آکر ان کے سر پر لگا جس سے رگ کھل گئی اور خون بہنے لگا تو اس شخص نے کہا امیر المومنین چلیں خدا کی قسم اس سال کے بعد آپ کبھی یہاں نہیں ٹھہریں گے، پس جب توجہ دی تو یہ وہ تھا پس خدا کی قسم حضرت عمرؓ نے اس کے بعد حج نہیں کیا۔

" اس روایت کی تخریج ابن اسحٰق نے کی ۔

فاروق اعظم کی وصیتیں

اس سے قبل ان کی اپنے بیٹے کو قرض کی ادائیگی کی وصیت بیان کی گئی اور اس فصل کی ابتداء میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے اور مہاجرین و انصار اور دوسرے لوگوں کی وصیتوں کا ان دونوں بیانوں سے پہلے ذکر ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر آپ لوگوں کے امور میں سے کسی چیز کے والی بنے تو خدا سے ڈریں اور بنی ہاشم مسلمانوں کے کندھوں پر

نہ سوار ہو جائیں۔

پھر آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا اگر آپ مسلمانوں کے اُمور پر حاکم بنائے گئے تو اللہ سے ڈریں اور بنی اُمیہ کو مُسلمانوں کے کندھوں پر نہ چڑھا دیں یا فرمایا کہ بنی ابی مُعیط کو مُسلمانوں کے کندھوں پر سوار نہ کر دیں۔

پھر حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف دیکھتے ہُوئے فرمایا! اگر آپ دونوں کو مُسلمانوں کے اُمورِ خلافت کا والی بنایا جائے تو آپ اللہ سے ڈریں،

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا اگر آپ کو مُسلمانوں کے اُمور کا حاکم بنایا گیا تو مُسلمانوں کے کندھوں پر اپنے اقرباء کو نہ چڑھا دینا،

جب میں فوت ہو جاؤں

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میری طرف سے اغماض کرتے ہُوئے میرے کفن میں قصد کرنا بیشک اگر اللہ تبارک و تعالےٰ کے نزدیک میرے لئے خیر ہے تو وُہ اُس سے بہتر سے تبدیل فرما دے گا اور اگر میں اس کے علاوہ پر ہُوں یعنی میرے لئے بھلائی تو مجھ سے وُہ بھی سلب کر لیا جائے گا،،

اور میری لحد میں قصد کرنا اگر اللہ تعالےٰ کے ہاں میرے لئے وسعت ہے تو اس میں میری بصر کو لمبا کر دیا جائے گا اور اگر میں اس کے علاوہ پر ہُوں تو وُہ مجھ پر تنگ ہو جائے گی یہاں تک میرے اعضاء مُختلف ہو جائیں۔

اور میرے ساتھ عورت نہ نکلے اور نہ مجھے جو مُجھ میں نہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ مجھے زیادہ جانتا ہے اور مجھے تیزی سے لے جانا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے لئے خیر ہے تو میں اُسکی طرف آؤں گا اور اگر شر ہے تو اُسے تمہارے کندھوں پر کیوں ڈالا جائے،،

بیٹی کو وصیّت

اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ وُہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روتی ہُوئی آئیں اور کہا! اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی، اے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سُسر! حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی کو فرمایا بیٹھ جائیں، میں آپ کی ان باتوں کے سُننے کا متحمل نہیں، پس اُنہیں اُن کے سینے کی طرف سہارا دیا تو آپ نے اپنی بیٹی کو فرمایا! میں آپ کو اپنے اُس حق کی قسم دیتا ہُوں جو میرا آپ پر ہے اِس مجلس کے بعد مجھ پر نوحہ خوانی نہ کرنا آنکھوں سے بہنے والے آنسُو تو یہ ہرگز اُسکی ملک نہیں،،

تاریخ وصال

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ وفات کے بارے میں اہل علم فرماتے ہیں کہ آپ نے چھبیس ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ کو وصال فرمایا، بعض نے کہا کہ اس تاریخ کو زخم آیا تھا اور وفات آخر ذوالحجہ میں ہُوئی، اور اِس پر اتفاق ہے کہ آپ زخمی ہونے کے بعد تین روز قائم رہے، پھر اُن کا وصال ہو گیا،

حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی اور اُم المومنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ پاک میں دفن کیا گیا،
" یہ بیان ابن قتیبہ اور سلفی وغیرہ کا ہے ،

نماز جنازہ پڑھانے والے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو قتل کیا گیا تو حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن پر نماز جنازہ پڑھانے کے لئے سبقت کی اُن دونوں کو حضرت صہیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا، میری طرف سے آپ کی طرف ہے اور یقیناً آپ کے امر سے خلافت حضرت عمرؓ پر نماز پڑھنے سے بہت زیادہ ہے اور میں آپ کے ساتھ نماز مکتوبہ پڑھوں گا چنانچہ حضرت عمرؓ پر حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

" خرجہ الجخندی ۔

انکسار فاروقی

روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقتِ احتضار آیا تو اُن کا سر حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کی گود میں تھا اور وہ کہتے تھے میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا سوائے اِس کے کہ میں مسلمان ہوں کیا میں نے تمام نمازیں ادا کیں اور روزے رکھے، " خرجہ القلعی ۔

جس کے پیچھے ملک الموت ہو

روایت ہے کہ جب اُن کے پاس ملک الموت آیا تو اُنہوں نے دوسرے فرشتے کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ یہ امیر المومنین کا گھر ہے جس میں کوئی چیز نہیں جیسا کہ قبر

ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! اے ملک الموت آپ جس شخص کے پیچھے ہوں اُس کا گھر کیسا ہو سکتا ہے"۔

حضرت عُمرؓ کی عُمر

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مدتِ خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ روز تھی، اور اُنہوں نے لوگوں کے ساتھ دو سالوں کے علاوہ ہر سال حج کیا، اُن کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر کے مطابق اُن کی عُمر تریسٹھ سال تھی۔ " یہ روایت معاویہ اور شعبی نے بیان کی ہے "۔

بعض نے کہا آپکی عُمر پچپن سال تھی، یہ روایت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی ہے "۔

زہری نے کہا کہ اُن کی عُمر چوّن سال تھی "۔

یہ تمام روایات ابوعمر، اور حافظ سلفی وغیرہما نے بیان کی ہیں "۔

ابوعمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی وفات سے دو یا تین سال قبل یہ فرماتے سُنا کہ میری عمر ستاون یا اٹھاون سال ہے اور مجھے اپنے ماموں بنی مغیرہ سے پہلے جوانی آئی ہے "۔

" اس روایت کی تخریج الجخندی نے کی "۔

شہادت کے دن زمین پر اندھیرا

حسن بن ابی جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو زمین پر اندھیرا چھا گیا، ایک بچے نے اپنی ماں سے

کہا امی جان کیا قیامت قائم ہو گئی ؟
اُس کی ماں نے کہا! اے بیٹے نہیں ، ولیکن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے ہیں ،

حضرت عمرؓ پر رونے اور تعریف کرنے والے

پیش ازیں ! اِس فصل سے دوسرے ذکر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت عمرؓ کی تعریف کرنا بیان ہوا ،

اور اِس سے پہلے شیخینؓ کے باب میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کا ذکر کرتے ہوئے ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں چارپائی پر لٹاتے وقت فرمایا! کہ آپؐ نے فرمایا میں اور ابُوبکر و عمر بہت تھے ،

بخاری کی حدیث سے ہے کہ حضرت ابن عباس اور حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ، کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تغسیل و تکفین کے بعد اُنہیں چارپائی پر اُٹھایا گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کی طرف کھڑے ہو کر فرمایا ، خدا کی قسم زمین پر مجھے کوئی شخص اِس سے زیادہ محبوب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اِن کپڑوں سے اُس کے صحیفہ کے ساتھ ملاقات کرے ۔

اِس روایت کی تخریج صاحب الصفوۃ نے الصفوۃ میں اور ابن سمان نے الموافق میں کی اور مزید کہا کہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رونے لگے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک بھیگ گئی ،

حضرت عمرؓ حضرت علی کی نظر میں

حضرت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عمرؓ

کے وصال پر اُن کے پاس تشریف لائے تو اُن کی میّت پر اُن کی چادر ڈالی ہوئی تھی ، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! مجھے اپنے صحیفے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنے والے سے وُہ شخص زیادہ محبُوب ہے جس کے صحیفہ کے ساتھ ملے تو یہ چادر تمہارے درمیان ہو ، اے ابن خطاب اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ اللہ تعالیٰ کی آیات کے عالم تھے ، آپ کے سینے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت تھی ، آپ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں لوگوں سے نہ ڈرتے تھے ، آپ حق کے ساتھ سخی اور باطل کے ساتھ بخیل تھے آپ دُنیا سے خالی پیٹ اور آخرت سے شکم سیر تھے ،

ہائے وُہ عمرؓ

اوقر بن حکیم سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہوئی تو میں نے دل میں کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کا کلام سُنوں چنانچہ میں آپ کی طرف آیا تو لوگوں کو آپ کی مجلس سے اُٹھتے ہوئے پایا واللہ مجھے کچھ دیر نہ گذری تھی کہ لوگ چلے گئے تو میں نے آپکی خدمت میں سلام عرض کیا ، پھر آپ نے اپنا سر مبارک جُھکا لیا ، پھر آپ نے سر مبارک اُٹھا کر فرمایا ، اللہ تعالیٰ کے ہاں عُمر کے رونے پر خُوبی ہو ،

وَاعُمراہُ ، کجی کو سیدھا کرتے اور عمل کو مضبُوط کرتے ،

وَاعُمراہُ ، پاک صاف کپڑے میں فوت ہوئے اور قلیل العیب تھے ،

وَاعُمراہُ ، سُنت پر چلے اور فتنے سے پرہیز کیا ،

خدا کی قسم خطاب کا بیٹا اُس کی خیر کو پہنچ گیا اور اُس کے شر سے نجات پا گیا ، اُس کی نظر اپنے ساتھی پر پڑی تو اُسے استقامت کے راستے پر چلایا ،

پھر مائل ہوئے تو فرمایا! اور سواری چلی تو اُن کے راستوں کی گھاٹیاں نہ تو راہ گم کرنے والے کو راستہ دکھاتی ہیں اور نہ راستہ جاننے والے کو یقین عطا کرتی ہیں،

حضرت سعید کا خراجِ محبت

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہیں روتا دیکھ کر کسی نے پوچھا! آپ کیوں روتے ہیں؟

فرمایا! میں اسلام پر روتا ہوں، بیشک حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی موت نے اسلام پر رخنہ ڈال دیا ہے جو قیامت کے دن تک بند نہیں ہو سکے گا،

اور روایت ہے کہ وُہ اجازت لے کر اُنکے پاس آئے اور دُوسروں کے شعروں سے اُن کا مرثیہ کہا،

اسلام کا قلعہ مسمار ہو گیا

۱ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کا قلعہ تھے، لوگ اُس میں داخل ہو جاتے تو باہر نہ نکلتے، آج صبح کو وُہ قلعہ منہدم ہو گیا اور لوگ اُس سے نکل آئے تو داخل نہ ہوتے۔

۲ حضرت ابوطلحہؓ نے فرمایا! حاضر و باد گھر سے کوئی ایسا نہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی موت کی کمی داخل نہ ہوئی ہو۔

۳ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمرؓ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا! اسلام کے لئے اچھا بدلہ ہے، اے عمرؓ! آپ حق کے ساتھ جواد باطل کے ساتھ بخیل، خوشی کے وقت خوش اور ناراضگی کے وقت ناراض،

۴ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں اسلام سامنے کے شخص کی طرح تھا جس میں قرب کی زیادتی ہوتی ہے جب وُہ فوت ہو گئے تو اسلام پیچھے کے شخص کی طرح ہو گیا جس کے بعد میں اضافہ ہوتا ہے،

۵ حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے انتقال کے دن اسلام نے صبح کی ہے،

حضرت عمرؓ کے کُتّے سے محبت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر میں جانتا کہ حضرت عمرؓ کسی کُتّے کے ساتھ محبت کرتے تو میں اُس سے محبت کرتا میری خواہش ہے کہ میں حضرت عمرؓ کا خادم بن کر رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ بیت اللہ شریف میں عبیداللہ بن عمرؓ نے اپنے حلقہ میں اُن سے پُوچھا! اے عبدالرحمن صراطِ مستقیم کیا ہے،

اُنہوں نے فرمایا! رب کعبہ کی قسم! صراطِ مستقیم وُہ ہے جس پر چل کر آپ کا باپ جنت میں پہنچا، اور اس بات پر ایمان کے تین حلف اُٹھائے،

اعمال و خصائصِ عمرؓ

پیش ازیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کی فصل میں اُن کی ثناء کے بارے میں اور خصائص کی فصل میں اُن کے عمل کے بارے میں اور

جن کے ساتھ کشتی لڑنے کے متعلق احادیث بیان ہوئیں۔

معاویہ سے روایت ہے کہ اُس نے صعصعہ بن صوحان سے کہا مجھے حضرت عمرؓ کے اوصاف بتائیں صعصعہ نے کہا! وہ اپنی ذات میں عالم اپنی رعایا میں عادل، قلیل الکبر، عُذر قبول کرنے والے، سہل الحجاب اور دروازہ کھلا رکھنے والے، نیکی کے قریب بُرائی سے دُور، کمزور کے رفیق، شور نہ مچانے والے، زیادہ خاموش رہنے والے اور عیب سے دُور تھے۔

حضرت عمرؓ صدیقہ بنت صدیق کی نظر میں

پیش ازیں فضائل حضرت ابُو بکرؓ کے ضمن میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے طویل خطبہ میں اُن کا حضرت عمر فارُوق کی تعریف بیان کرنا نقل ہو چکا ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! خدا کی قسم عمرؓ! جمال و عقل میں ایسا یکتا اور ہر چیز سے خفیف سابق ہے کہ اُس پر کسی نے سبقت نہیں کی، معجم طبرانی، معجم اسماعیلی۔ حضرت عمرؓ کا ذکر کسی مجلس میں ہوتا تو حضرت عائشہ کیا ہی اچھی بات کہتی تھیں کہ اپنی مجالس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود بھیجنے اور عمرؓ کے ذکر سے مزین کیا کرو۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام غریب ہو گیا، مجھے پسند نہیں کہ مجھ پر سُورج کا طلوع و غرُوب ہو اور میں حضرت عمرؓ کے بعد باقی رہوں، کسی نے کہا! کیوں ؟

فرمایا! اگر تم زندہ رہے تو اس بات کو عنقریب دیکھ لو گے اگر اُن کے بعد والا خلیفہ لوگوں کو اُس چیز کے ساتھ پکڑے گا جس کے ساتھ حضرت عمرؓ پکڑتے تھے تو لوگ اُن کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر اُن سے کمزور ہوگا تو اُسے قتل کر

دیں گے۔

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو وظائف لینے والوں کی فہرست سے خارج کر لیا۔

جنات کے مرثیے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمرؓ کی موت سے تین یوم قبل جنوں نے اُن پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے کہا!

ابعدَ قتيلٍ بالمدينةِ أظلمتْ ... له الأرضُ تهتزُّ العضاهُ بأسوقِ

جزى اللهُ خيراً من امامٍ وباركتْ ... يدُ اللهِ في ذاك الأديمِ الممزقِ

فمن يسْعَ أو يركبْ جناحي نعامةٍ ... ليدركَ ما قدّمتَ بالأمسِ يسبقِ

قضيتَ أموراً ثم غادرتَ بعدَها ... بوائقَ من أكمامها لم تفتقِ

اس روایت کی تخریج ابو عمرؓ نے کی

مطلب بن زیاد سے روایت ہے کہ جنوں نے حضرت عمرؓ کا مرثیہ کہا جس میں اُنھوں نے کہا!

ستبكيكَ نساءُ الجنِّ تبكين منتحباتِ

وتخمشنَ وجوهاً كالدنانيرِ النقيّاتِ

ويلبسنَ ثيابَ السودِ بعدَ القصبيّاتِ

معروف موصلی سے روایت کہ حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو یہ آواز سنائی دی۔

وعن معروف الموصلي قال لما أصيب عمر سمع صوت

ليبكِ على الإسلامِ من كان باكياً

فقد أوشكوا هلكى وما قدم العهدُ

وأدبرتِ الدنيا وأدبرَ خيرُها

وقد ملّها من كان يؤمنُ بالوعدِ

اس روایت کی تخریج ملا نے اپنی سیرت میں کی

رحلت کے بعد خواب میں ملاقات

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرؓ کے دوست تھے جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہُوا تو اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی کہ وُہ خواب میں اُنہیں حضرت عمر کی زیارت کرائے ،،

چنانچہ ایک سال کے بعد اُنہوں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا تو اُن کی پیشانی پسینے سے تر تھی ،، آپ نے پُوچھا آپ کیا کر رہے تھے ؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ابھی ابھی فارغ ہُوا ہُوں اگر اُسکی رافت و رحمت سے ملاقات نہ ہوتی تو میں نہ ہوتا ،،

بارہ سال میں حساب ہُوا

عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی امر پسند نہ تھا کہ میں حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پیش آنے والے حالات کو جان لیتا، پس میں نے خواب میں ایک محل دیکھا تو پُوچھا یہ کس کے لئے ہے ؟ اُنہوں نے کہا عُمر بن خطاب کے لئے ، اسی اثناء میں حضرت عمرؓ محل سے باہر نکلے تو اُن کا جسم پسینے سے شرابُور تھا گویا کہ آپ نہا کر آئے ہیں میں نے کہا آپ کے ساتھ کیسی گذری ،، ؟

انہوں نے فرمایا ! مجھے تم لوگوں سے بچھڑے ہوئے کتنا عرصہ گذرا ہے ؟

میں نے کہا ! بارہ سال

اُنہوں نے فرمایا ! میں حساب سے اِس وقت فارغ ہُوا ہُوں ،،

فاروق اعظم کی اولاد

حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کُل اولاد کی تعداد تیرہ ہے جن میں نو ۹ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں ،،

۱ عبداللہ بن عمرؓ ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی کنیت ابا عبدالرحمٰن تھی وُہ مکہ معظمہ میں اپنے باپ حضرت عمرؓ کے ساتھ چھوٹی عُمر میں ہی مشرف بہ اسلام ہوگئے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ دس سال کی عُمر میں اُنہوں نے ہجرت کی اور بدر و اُحد کی جنگوں کے بعد تمام غزوات میں شریک ہُوئے ، " الجندی ،

دارقطنی نے کہا کہ وُہ اُحد کے دِن چھوٹے تھے اور غزوۂ خندق میں شریک تھے اُس وقت اُنکی عمر پندرہ سال تھی اور خندق کے بعد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی ، بعض نے کہا کہ وُہ غزوہ بدر میں موجود تھے تو اُن کی صغر سنی کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اجازت نہ دی اور دوسرے سال اُحد کے دن اجازت عطا فرمائی ،

اِس روایت کو بیان کرتے ہُوئے طائی نے کہا کہ پہلی روایت زیادہ درست ہے ،،

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ عالم ، مجتہد ، عبادت گذار سُنت کو لازم کرنے والے بدعت سے بھاگنے والے اور اُمت کو نصیحت کرنے والے آپ کعبہ شریف میں سر بسجود ہو کر بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے ، اے پروردگار تو جانتا ہے کہ مجھے سوائے تیرے خوف کے اِس دُنیا پر قریش کی مزاحمت سے کوئی چیز نہیں روکتی ،

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی تعریف میں فرمایا !

عبداللہ بن عُمرؓ صالح شخص ہے اور فرمایا کہ یہ دُنیا سے اپنے باپ کی طرح جائے گا،

سالم بن ابی الجعد نے کہا! میں نے کسی کے ساتھ دُنیا کو مائل نہیں دیکھا مگر یہ کہ وُہ دُنیا کے ساتھ مائل تھا سوائے عبداللہ بن عُمرؓ کے،

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ وُہ اپنے مال میں جس چیز پر زیادہ خوش ہوتے اُسے خیرات کر دیتے،

اُن کے غلام یہ بات جانتے تھے بسا اوقات اُن میں سے کوئی اطاعت پر مسجد اور اقبال کو لازم کر لیتا تو حضرت ابن عُمرؓ اُس کی یہ حالت دیکھتے ہُوئے اُسے آزاد کر دیتے، اُنہیں کسی نے کہا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکا دیتے ہیں؟

اُنہوں نے فرمایا جو ہمیں اللہ تعالےٰ کے ساتھ دھوکا دیتا ہے ہم اُسے دھوکا دیتے ہیں،،

حضرت نافعؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں ایک ہزار یا اِس سے زیادہ غلاموں کو آزاد کیا۔

یہ تمام واقعات طائی نے بیان کئے اور حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک بقید حیات رہے،

ابن عُمرؓ کی وفات

ابُو الیقظان نے کہا کہ لوگوں کا گمان ہے کہ وُہ حجاج بن یوسف کی سازش کا شکار ہُوئے اور اُس کے ایک آدمی نے راستے میں زہر آلُود نیزہ پھینکا جس نوک اُن کے پاؤں کی پُشت پر لگی تو حجاج نے اُن کے پاس آکر کہا! اے عبدالرحمٰن آپ کو کِس نے تکلیف پہنچائی ہے؟ آپ نے فرمایا! تو نے حجاج نے

کہا یہ نہیں کہتے کہ یہ آپ پر اللہ کا رحم ہُوا ہے؟
آپ نے فرمایا!

پھر آپ کا انتقال ہو گیا تو اُن پر ردم کے نزدیک نماز جنازہ ادا کی گئی اور اُنہیں اُم خرمان کے احاطہ میں دفن کیا گیا،

میں کہتا ہوں کہ اس وقت اِس احاطہ کو مکہ معظمہؓ اور اُس کے مضافات میں کوئی نہیں جانتا، تاہم وادیٔ ابطح میں ایک جگہ کا نام خرمانیہ ہے ہو سکتا ہے کہ یہ جگہ اُم خرمان کی طرف منسُوب ہو، اور ابی یقظان کے علاوہ راوی نے کہا کہ حضرت عبداللہ ابن عُمرؓ مکہ معظمہؓ میں فوت ہُوئے تو مقام فج میں دفن ہُوئے جو مکہ معظمہ کے قریب ہے، اُن کی عُمر چوراسی سال تھی اور اُن کے پیچھے اُن کی اولاد موجود تھی۔

دار قُطنی نے کہا کہ اُن کا وصال ۷۳ھ ھجری میں ہُوا۔

کِس کِس سے روایت کی

حضرت عبداللہ ابن عُمرؓ نے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرنے کے علاوہ حضرت ابُوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت زید بن خطاب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی امامہ انصاری، حضرت ابُو ایوب انصاری، حضرت ابُو ذر غفاری، حضرت ابی سعید خُدری، حضرت زید بن حارثہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت بلال، حضرت صہیب، حضرت عثمان بن طلحہ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت کعب بن عمرو، حضرت تمیم الداری،

حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے ۔

نیز انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حضرت حفصہ اور اپنی بیوی صفیہ بنت ابی عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بھی روایت بیان کی ہے، اور ان سے صحابی رسول صلعم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت بیان کی ہے ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ، صاحب تقویٰ و ورع اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کی سختی سے اتباع کرنے والے تھے، اس میں اس کے ساتھ ان کی اقتدا سا ہے ۔ یہ دارقطنی کا بیان ہے ۔

عبدالرحمٰن الاکبر یہ حضرت عبداللہ ابن عمر کے سگے بھائی ہیں اور ان دونوں کی ماں کا نام زینب بنت مظعون ہے ۔

زید الاکبر یہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کے بیٹے ہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا کی بیٹی تھیں کہتے ہیں کہ انہیں دو قبیلوں کے درمیان لڑائی میں پتھر لگا تو وہ جاں بحق ہو گئے اور ان کے پیچھے کوئی اولاد نہیں، بعض نے کہا کہ وہ اور ان کی والدہ ام کلثوم ایک ہی وقت میں فوت ہوئے تھے اور ان میں سے ایک دوسرے کا کوئی وارث نہیں اور ان دونوں پر عبداللہ بن عمر نے پہلے زید پر اور پھر ام کلثوم پر نماز جنازہ پڑھائی، اس کے ساتھ سنت جاری ہو گئی، پس ان دونوں میں دو حکم تھے ۔

عاصم ان کی والدہ کا نام ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم بن ثابت ہے، یہ

وہی ہیں جن کا نام عاصیہ تھا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نام جمیلہ رکھ دیا، عاصم بہتر فاضل تھے سنہ ۷۰ھ میں فوت ہوئے ان کے پیچھے اولاد تھی ۔

حضرت عاصم کے ماں جائے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن حارثہ انصاری ہیں جو ثوبان سے روایت کرتے ہیں ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ان کی بیٹی حضرت ام عاصم بنت عاصم کے بیٹے ہیں،

زید الاصغر، عبیداللہ ان دونوں کی والدہ ملیکہ بنت جرول الخزاعیہ ہیں اور دارقطنی نے کہا اس کا نام ام کلثوم بنت جرول ہے، ہو سکتا ہے ام کلثوم ملیکہ کی کنیت ہو ۔

عبیداللہ بن عمر شدید گرفت کرنے والا شخص تھا جب حضرت عمر شہید ہوئے تو اس نے اپنی تلوار نکالی اور ابو لؤلؤہ کے بیٹے کو اور ہرمزان کو قتل کر دیا، عبیداللہ صفین کی جنگ میں معاویہ کا ساتھ دیا اور اس جنگ میں قتل ہوئے انکے پیچھے اولاد موجود تھی ۔

زید الاصغر اور عبیداللہ کے دو ماں جائے بھائی تھے ۔

۱۔ عبیداللہ بن ابی جہم بن حذیفہ

۲۔ حارثہ بن وہب خزاعی اور یہ صحابی تھے ۔

عبدالرحمٰن الاوسط ان کی والدہ لہیہ ام ولد ہیں ۔

عبدالرحمٰن الاصغر ان کی والدہ ام ولد ہیں، عبدالرحمٰن نامی ان تینوں میں سے ایک کی کنیت ابو شحمہ ہے اور دوسرے کا لقب مجبر ہے، ابو شحمہ پر حضرت عمر نے کوڑوں کی حد قائم کی تھی جس سے انکی موت واقع ہو گئی ان کے پیچھے کوئی اولاد نہ تھی، مجبر کے پیچھے اولاد موجود تھی جو

اُن میں سے کوئی باقی نہیں،

یہ روایت ابن قتیبہ نے بیان کی ہے اور دار قطنی نے کہا کہ ابُو شحمہ، عبدالرحمٰن الاوسط کا نام ہے جس پر کوڑوں کی حد قائم کی گئی تھی اور اُنکی والدہ کا ذکر کرتے ہُوئے کہا کہ اُس کا نام اُم ولد ہے اور اُسے لہیہ کہتے تھے اور عبدالرحمٰن اصغر کو مجبر کہتے ہیں،

عیاض بن عمر ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت زید ہے۔

عمرِ فاروق کی بیٹیاں

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی چار بیٹیاں تھیں، حفصہ، اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ہیں ان کا بیان کتاب مناقب امہات المومنین میں اُنکی تزویج مبارک کے واقعہ میں آئے گا، آپ حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سگی ہمشیرہ ہیں،

رقیہؓ یہ زید الاکبر کی سگی بہن ہیں انکی شادی ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ سے ہُوئی تھی،

وُہ اُن کے پاس ہی فوت ہُوئیں اور اُنکے ہاں کوئی اولاد نہ ہُوئی۔

فاطمہؓ ان کی والدہ کا نام اُم حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ ہے انکی شادی اپنے چچا زاد حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب سے ہوئی اور اُن کے ہاں عبداللہ پیدا ہُوئے، یہ بیان دار قطنی کا ہے۔

زینبؓ انکی والدہ کا نام فکیہ اُم ولد ہے ان کی شادی عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ عدوی سے ہُوئی تھی اور یہ اپنی ہمشیرہ حضرت حفصہؓ سے روایت کرتی ہیں یہ سب روایات ابن قتیبہ اور صاحب صفوت نے بیان

کی ہیں، واللہ اعلم

اول و آخر تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں اور صلواۃ وسلام سید الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ پر دُوسری جُز تمام ہُوئی تیسری جُزء میں حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مناقب ہیں، "مولف طبری"

اللہ تبارک وتعالےٰ کے خصوصی فضل وکرم اور اُسکے محبُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتِ کاملہ کے صدقہ سے ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ مبشرہ کی دوسری جُز کا ترجمہ اختتام پذیر ہُوا

الحمد للہ رب العلمین والصلواۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ الطاہرین وصحبہ اجمعین،

نیاز آگین
صائم چشتی
۲۶، رجب المرجب ۱۴۰۷ھ